

بسم الله الرحمن الرحيم

تفسير

جواهر القرآن

از افراد ابر حضر مولانا حسین علی رحمۃ اللہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضر مولانا غلام الحسن رحمۃ اللہ

کتابخانہ رشیدیہ

مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

القرآن الحكيم

مع تنفی
جواهر القرآن

زفادت شیخ التقیہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ

ترجمہ شیخ البند حضرت مولانا محمود الحسن دہلوی

ترسیم، اضافہ

تشیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب

فوائد موضع قرآن . مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رح
فوائد شیخ الرحمن از مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ رشیدیہ مدینہ ماریٹ اولپنڈی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

لاشر

فہرست مضامین مقدمہ تفسیر حواہر القرآن

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸	فرشتوں کو	۱۲	فائدہ (۱۴) تحقیق لفظ سبحان اللہ	۱	تعارف تفسیر حواہر القرآن
۲۹	انبیاء علیہم السلام کو	۱۳	(۱۵) ذکر اللہ کا مقصد	۱	تقریفات علماء کرام
۳۰	اولیاء کرام کو	۱۴	(۱۶) لفظ دون کی تحقیق	۱	مقدمہ تفسیر حواہر القرآن
۳۱	سورج کو	۱۵	(۱۷) لفظ کتاب سے مراد	۲	حصہ اول - در بیان اصطلاحات
۳۲	ستاروں کو	۱۶	(۱۸) کتاب اور قرآن میں فرق	۲	اصطلاح (۱) دعویٰ یا موضوع سورت
۳۳	جنوں کو	۱۷	(۱۹) لفظ حکیم اور مبین میں فرق	۳	(۲) دلیل
۳۴	نیک پیروں کو	۱۸	(۲۰) روح سے مراد	۳	(۳) تخیل و دعویٰ
۳۵	مشرک مولویوں اور پیروں کے بارے میں آیتیں	۱۹	(۲۱) ماضی کے بعض صیغوں کی تحقیق	۴	(۴) تخیل
۳۶	اللہ کے معنی کی تشریح	۲۰	(۲۲) امر کے بعض صیغوں کی تحقیق	۴	(۵) تبشیر یا بشارت
۳۷	فتنوں لفظ اللہ	۲۱	(۲۳) لفظ عا سے مراد	۵	(۶) شکوی
۳۸	لفظ اللہ کی تحقیق	۲۲	(۲۴) لفظ شکر کا استعمال	۵	(۷) زجر
۳۹	لفظ عبادت کی تشریح	۲۳	(۲۵) لفظ انما کی تحقیق	۶	(۸) تسلیم یا تسبیح
۴۰	شُرک کی قسمیں	۲۴	(۲۶) اذ کا بیان	۶	(۹) امور مصلو
۴۱	شُرک فی العلم کا بیان	۲۵	(۲۷) وَلِيْعَلَمَ اللہ کی تحقیق	۷	(۱۰) اندماج یا ادماج
۴۲	شُرک فی التقصیر کا بیان	۲۶	(۲۸) كَذَابٍ کی تحقیق	۷	(۱۱) ادخال الہی
۴۳	حضرت پر صاحب بندہ شریف کا فتویٰ	۲۷	(۲۹) اَلْمُتَرَكِّ کی تحقیق	۸	(۱۲) اعادہ برائے بعد عہد
۴۴	شُرک فی الدعاء	۲۸	(۳۰) اَوْكَلْنَا کی تحقیق	۸	(۱۳) جباریت
۴۵	شُرک فعلی	۲۹	(۳۱) اَرَاَيْتَ کی بحث	۹	(۱۴) ربط القلب
۴۶	تحریمات غیر اللہ کا بیان	۳۰	(۳۲) اِلَّا بِمَعْنٰی مستثنیٰ منقطع	۹	(۱۵) مسئلہ انابت
۴۷	تحریمات غیر اللہ کے سترہ عنوانات	۳۱	(۳۳) علقہ ما بنسب و ما عبادا	۱۰	حصہ دوم - در بیان فوائد مختلفہ
۴۸	اللہ کی نذر و نیاز کا بیان	۳۲	(۳۴) تفسیر بالرای کی تحقیق	۱۰	فائدہ (۱) مضامین قرآن
۴۹	غیر اللہ کی نذر و نیاز کا بیان	۳۳	حصہ سوم در بیان مسئلہ الہ	۱۱	(۲) قرآن میں توحید کا بیان
۵۰	نقشہ آیات تحریمات غیر اللہ	۳۴	مسئلہ الہ کے مختلف عنوانات	۱۱	(۳) شُرک اعتقادی و فعلی
۵۱	تحریمات اللہ کے بارے میں آیتیں	۳۵	حضرت نوح علیہ السلام کا اعلان توحید	۱۲	(۴) مضامین قرآن کی ترتیب
۵۲	اللہ کی نذر و نیاز کے بارے میں آیتیں	۳۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۲	(۵) توحید اور علم معانی و بیانات
۵۳	غیر اللہ کی نذر و نیاز کا بیان	۳۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۳	(۶) خطاب عام
۵۴	فائدہ	۳۸	حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر	۱۴	(۷) قسم کا بیان
۵۵	عنوانات کے بعض الفاظ کی تشریح	۳۹	حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان توحید	۱۵	(۸) دفع عذاب کیلئے تین باتیں
۵۶	تحقیق نذر بغیر اللہ از حدیث و فقہ	۴۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۶	(۹) منکرین کی اصلاح کے لئے تین باتیں
۵۷	درختار کا حوالہ	۴۱	حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر	۱۷	(۱۰) شان نزول
۵۸	شامی کا حوالہ	۴۲	حضرت یوسف علیہ السلام کا اعلان توحید	۱۸	(۱۱) نقارض
۵۹	البحر الرائق کا حوالہ	۴۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۹	(۱۲) قانون حصہ
۶۰	مولانا عبدالحی لکھنوی کا حوالہ	۴۴	اللہ کے سوا کس کس کو مبعود بنایا گیا	۲۰	(۱۳) تحقیق معنی الحمد للہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۳	دیباچہ فتح الرحمن	۵۲	الروض کا حوالہ	۵۱	شامی کا حوالہ
۵۴	دیباچہ مفتح قرآن	۵۱	مسند احمد کا حوالہ	۵۰	ابو الرائی کا حوالہ
۶۲	بقیہ تقریرات	۵۰	غرائب ابی عبید اور فقہ ابی المہیث کا حوالہ	۴۹	تفسیر نیشاپوری کا حوالہ

فہرست مضامین تفسیر حواہر القرآن جلد اول

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹	فرشتوں کی تسبیح اور تقدیس کا بیان	۱۲	منغوب علیہم اور الفضالین سے مراد	۲	تفسیر سورہ فاتحہ
۳۰	الاسماء کلھا سے مراد	۱۳	تفسیر سورہ بقرہ	۳	خلاصہ سورہ فاتحہ
۳۱	سجود ملائکہ کی تحقیق	۱۴	سورہ بقرہ کی فضیلت	۴	سورہ فاتحہ کے ام القرآن ہونے کی پہلی تقریر
۳۲	حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کیوں کھایا	۱۵	سورہ بقرہ کا سورہ فاتحہ سے اسی ربط	۵	دوسری تقریر
۳۳	دعوت عام کے بعد بنی اسرائیل کو خصوصی دعوت توحید	۱۶	معنوی ربط	۶	ایک سوال اور اس کا جواب
۳۴	بنی اسرائیل کے لئے اصلاحی پروگرام	۱۷	سورہ بقرہ کے مضامین کا تفصیلی خلاصہ	۷	سورہ فاتحہ کو تعلیم المسکین کی توجیہ
۳۵	بنی اسرائیل کے احوال کی پانچ انواع	۱۸	سورہ بقرہ کی روح	۸	سورہ فاتحہ کا خلاصہ عربی میں
۳۶	پہلی نوع نزع غیبی تربیب پر مشتمل	۱۹	حصہ اول - مضمون توحید و رسالت	۹	الحمد کے الفاظ کی تحقیق
۳۷	آخر انعامات	۲۰	حقہ اول کی تہید - اس میں دو امر مذکور ہیں	۱۰	الحمد کے بارے میں حضرت شیخ کی نفیس تحقیق
۳۸	دو عذاب	۲۱	امر اول - ہدایت کا سرچشمہ قرآن ہے	۱۱	عالم کا معنی
۳۹	پہلی نوع کا تہمت	۲۲	ذکر کتاب لاریب نیک کی مختلف ترکیبیں	۱۲	اللہ تعالیٰ کا نظام ربوبیت
۴۰	دوسری نوع گذشتہ بنی اسرائیل کی خباثتیں	۲۳	امر دوم - تین جماعتوں (مومنوں - کافروں اور منافقوں) کا ذکر	۱۳	رحمن اور رحیم کے درمیان فرق
۴۱	بنی اسرائیل کو گمراہی کے ذریعہ کرنے کا حکم کیوں دیا گیا	۲۴	غیب کا مفہوم اور متقین کی صفات	۱۴	دب العلمین کے بعد الرحمن الرحیم کا ذکر گریبی حکمت
۴۲	قل نفس اور ذبح بقرہ کے بارے میں حضرت شیخ کی تحقیق	۲۵	معجزہ کا رد - منکب کبرہ مخلصی الہی نہیں	۱۵	الذین کی تحقیق
۴۳	بنی اسرائیل کی تیسری خباثت	۲۶	کافروں کے دلوں پر مہر جباریت کی تحقیق	۱۶	روز جزا کی اہمیت
۴۴	دوسری نوع کا تہمت	۲۷	منافقوں کا ذکر	۱۷	اہل کتاب کا تقوہ آخرت اور اس کا رد
۴۵	جمادات میں شعور بسیط	۲۸	یخادعون اللہ کا مطلب	۱۸	دنیا و آخرت کا مالک و مختار
۴۶	اہل کتاب کی پانچ جماعتیں	۲۹	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت	۱۹	ایک نعت و ایک نعتیں میں تقدیم مفعول کی وجہ
۴۷	تیسری نوع بوقت نزول موجودہ بنی اسرائیل کی خباثتیں	۳۰	اللہ کی طرف استہزاء کی نسبت کا مفہوم	۲۰	عبادت کا
۴۸	تیسری نوع کا تہمت	۳۱	کافروں اور منافقوں کی دو مثالیں	۲۱	ایک شبہ اور اس کا جواب
۴۹	چوتھی نوع بنی اسرائیل کی کج روی اور سنگدلی	۳۲	دونوں مثالوں کی تشریح اور تطبیق	۲۲	تعلیم کی دو قسمیں - ایک عبادت، دوسری عبادت نہیں
۵۰	چوتھی نوع کا تہمت	۳۳	دعویٰ توحید اور مضمون توحید اور پانچ امور پر مشتمل	۲۳	استقامت کی
۵۱	پانچویں نوع بنی اسرائیل کے بغض عداوت کی انتہا	۳۴	عقلی دلیل	۲۴	ایک شبہ اور اس کا جواب
۵۲	یہود کے ایک قول باطل کی تردید	۳۵	شہداء کھ سے مراد	۲۵	استقامت کی دو قسمیں، ان فوق الالباب اور ماتحت الباب
۵۳	یہود کو مباہلہ کا چیلنج	۳۶	فنا فوقہا کے دو مطلب	۲۶	ایک مخالف اور اس کا رد
۵۴	یہودیوں کے تین شبہات	۳۷	مثال بیان کرنے کی حکمت	۲۷	صراط مستقیم سے مراد
۵۵	شبہات کا جواب	۳۸	معنی استوی علی العرش	۲۸	ہدایت کی دو قسمیں - فطری اور کسبی
۵۶	حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہودیوں کا افتراء	۳۹		۲۹	ہدایت کی قسم دوم کے چار درجے
۵۷	جادو کی تحقیق			۳۰	ہدایت کے مقابلے میں مصلحت (گمراہی) کے سبب چار درجے ہیں
۵۸	ہدوت اور مارت کے بارے میں جھوٹا فقہ			۳۱	الذین انعم علیہم سے مراد چار جماعتیں ہیں
۵۹	مسلمانوں کو درنا کرنا کھنے سے کیوں منع کیا گیا				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۹	حصہ دوم۔ پہلا حکم سلطانی	۲۰۲	یہود پر شکویٰ	۱۶۹	حصہ دوم جہاد۔ اتفاق جہاد سے متعلق ایک	۱۳۳	نصاری کے شبہ کا جواب
۲۲۸	تخویف برائے کفار و بشارت برائے مومنین	۲۰۱	تسل برائے پیغمبر و مومنین	۱۶۰	کفر خیر امت کا مفہوم	۱۳۲	مشابہات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
۲۲۷	زجر برائے منافقین	۲۰۰	زجر برائے اہل کفر و ایمان	۱۵۹	جب قوم پر غلبہ ہو تو اس کا ہر فرد کا ہونا	۱۳۱	مضمون توحید کا ذکر دوسری بار
۲۲۶	دوسرا حکم سلطانی	۱۹۹	مضمون جہاد کا دوبارہ اعادہ	۱۵۸	مومنین اہل کتاب کی تعریف	۱۳۰	توحید پر دلیل نقلی از کتب سابقہ و ملائمہ و
۲۲۵	ترغیب الی القتال	۱۹۸	مضمون اتفاق کا تیسری بار اعادہ	۱۵۷	مشکوک کے خروج کی مثال	۱۲۹	انبیاء
۲۲۴	تیسرا حکم سلطانی	۱۹۷	علماء یہود کو تخویف اخروی	۱۵۶	جنگ احد کا ذکر	۱۲۸	ثمرہ دلائل مذکورہ
۲۲۳	منافقین کے قول باطل کا رد	۱۹۶	سورہ آل عمران کے چاروں مضامین کا اعادہ	۱۵۵	ہم اور حدیث نفس میں فرق	۱۲۷	توحید میں اختلاف کس نے اور کیوں ڈالا
۲۲۲	زجر و شکویٰ منافقین	۱۹۵	دعویٰ توحید پر عقلی دلیلیں	۱۵۴	جہاد میں کامیابی کی دو شرطیں	۱۲۶	مضمون توحید کا ذکر تیسری بار
۲۲۱	ترغیب الی الجہاد کے بعد مسئلہ توحید کا بیان	۱۹۴	آخری آیت میں سب سے اجمالی خلاصہ	۱۵۳	ان نصبروا و متقوا کا دوسرا نمونہ	۱۲۵	ثمرہ دلائل عقلی و نقلیہ
۲۲۰	چوتھا حکم سلطانی۔ منافقین کے بارے میں حکم	۱۹۳	سورہ آل عمران میں آیات توحید	۱۵۲	فرشتوں کی مختلف تعداد میں تعبیر	۱۲۴	توحید کا ذکر چوتھی بار
۲۱۹	پانچواں حکم سلطانی	۱۹۲	تفسیر سورہ نساء	۱۵۱	سورہ خوراء پر وعید شدیدہ	۱۲۳	جواب شبہ متعلقہ حضرت مریم علیہا السلام
۲۱۸	قتل عمد اور قتل خطا کے احکام	۱۹۱	ربط اسمی و معنوی۔ خلاصہ	۱۵۰	خلاصہ سے مراد	۱۲۲	جواب شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام
۲۱۷	چھٹا اور ساتواں حکم سلطانی	۱۹۰	پہلا حصہ چودہ احکام رعیت	۱۴۹	مستحقین کے دو فرق۔ اعلیٰ اور ادنیٰ	۱۲۱	جواب شبہ متعلقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۲۱۶	آٹھواں حکم سلطانی	۱۸۹	دوسرا حصہ۔ نو احکام سلطانیہ	۱۴۸	ترغیب الی الانفاق کا پہلی بار اعادہ	۱۲۰	معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعتبار
۲۱۵	مستحقان و تخویف ترغیب الی القتال	۱۸۸	تنبیہ	۱۴۷	مضمون جہاد کا اعادہ	۱۱۹	میں نہیں تھے
۲۱۴	نواں حکم سلطانی	۱۸۷	حصہ اول	۱۴۶	جہاد سے متعلق شبہ کا علی سبیل الترقی جواب	۱۱۸	توفی کے معنی کی تحقیق
۲۱۳	سورہ اور ظلم سے مراد	۱۸۶	عذاب سبچے کیلئے تین باتیں	۱۴۵	زجر برائے مومنین	۱۱۷	حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ جماعی ہے
۲۱۲	دعوت مام یحییٰ تعلیم کی تحقیق	۱۸۵	پہلا دوسرا اور تیسرا حکم رعیت	۱۴۴	غیر اول اور غم ثانی سے مراد	۱۱۶	مرزا آئیوں کے من گھڑت قاعدہ کا جواب
۲۱۱	ما استغرق میں حقیقت نہیں	۱۸۴	چوتھا حکم رعیت	۱۴۳	حل لئامن الامر من شیء کا مطلب	۱۱۵	حضرت عیسیٰ اور ان کے متبعین وعدے
۲۱۰	بریلوی استدلال کا رد	۱۸۳	پانچواں اور چھٹا حکم رعیت	۱۴۲	منافقین کے قول کا جواب	۱۱۴	عیسائیوں کو مباحلہ کا چیلنج
۲۰۹	ایک من گھڑت قاعدے کا رد	۱۸۲	زجر برائے مومنین	۱۴۱	گھر میں بیٹھ کر ہمارے نہیں چکا سکتا	۱۱۳	آیت مباحلہ سے شیعوں کے استدلال کا جواب
۲۰۸	ایک غلط استدلال کا رد	۱۸۱	بشارت اخروی	۱۴۰	آنحضرت کے خلق عظیم کی تعریف	۱۱۲	اہل کتاب کو دعوت الی التوحید
۲۰۷	بنو ابیرق کا واقعہ	۱۸۰	بشارت برائے مومنین	۱۳۹	بشارت برائے مومنین و زجر منافقین	۱۱۱	یہود و نصاریٰ پر پانچ شکوے۔ پہلا شکوہ
۲۰۶	شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی	۱۷۹	وراثت کی بارہ صورتیں	۱۳۸	بشارت و تخویف اخروی	۱۱۰	دوسرا اور تیسرا شکوہ
۲۰۵	تنویر اول	۱۷۸	بشارت اخروی	۱۳۷	زجر برائے مومنین	۱۰۹	تخویف اخروی
۲۰۴	تنویر ثانی	۱۷۷	ساتواں حکم رعیت	۱۳۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفیں	۱۰۸	یہود کے قول کی تردید۔ چھوٹا شکوہ
۲۰۳	تنویر ثالث	۱۷۶	آٹھواں اور نواں حکم رعیت	۱۳۵	نوعلم لانا لا تبعنا کم کا مطلب	۱۰۷	پانچواں شکوہ
۲۰۲	زجر برائے منافقین مع تخویف	۱۷۵	ابدی اور وقتی محرمات پندرہ رشتے	۱۳۴	حیات شہداء کی تحقیق	۱۰۶	نصاری کے ایک شبہ کا جواب
۲۰۱	منافقین کی خباثتیں	۱۷۴	دسواں حکم رعیت	۱۳۳	حیات انبیاء علیہم السلام کی تحقیق	۱۰۵	مضمون رسالت
۲۰۰	زجر اہل کتاب و بشارت مومنین	۱۷۳	نکاح متعہ کی حرمت	۱۳۲	ایک اشکال اور اس کا حل	۱۰۴	زجر مع تخویف اخروی
۱۹۹	مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام	۱۷۲	گیارہواں اور بارہواں حکم رعیت	۱۳۱	بشارت برائے و تنبیہ برائے ایشان	۱۰۳	مشابہات متعلقہ رسالت کا بیان
۱۹۸	بشارت برائے مومنین اہل کتاب	۱۷۱	تیرہواں حکم رعیت	۱۳۰	تسل برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۲	نہایت اہل سببی میں اونٹ کا گوشت حرام
۱۹۷	ترغیب الی التوحید	۱۷۰	زجر برائے اہل کتاب	۱۲۹	تخویف اخروی برائے کفار	۱۰۱	ہونیکا جھوٹا دعویٰ
۱۹۶	ایمان بالقرآن و بالرسول کی ترغیب	۱۶۹	چودھواں حکم رعیت	۱۲۸	سوال مقدمہ کا جواب	۱۰۰	سب سے پرانا عبادت خانہ کہہ رہے
۱۹۵	تخویف و بشارت	۱۶۸	مسئلہ توحید کا بیان	۱۶۷	ماکان اللہ لعلیم علی الغیب کی تحقیق	۹۹	فرطیت حج کی شرطیں
۱۹۴	خانہ پر حکم وراثت پر تنویر	۱۶۶	نہد کا معنی	۱۶۵	اس آیت سے مبتدعین کے استدلال کا رد	۹۸	زجر برائے اہل کتاب و مومنین
۱۹۳	کلامہ کی چار صورتیں	۱۶۴	امر مصلح۔ ترغیب الی الاحسان	۱۶۳	اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایکا مطلب	۹۷	سبیل الشریعے توحید مراد ہے
۱۹۲	بشارت برائے مومنین	۱۶۲	حتی تغسلوا کی تحقیق	۱۶۱	ما قبل کے مضامین کا خلاصہ	۹۶	توحید پر دلیل عقلی ۵
۱۹۱	سورہ نساء میں آیات توحید	۱۶۰		۱۶۰		۹۵	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۲	وجوب و مشروعیت قتال کی علت	۹۳	یسلونک عن الامتہ کی توجیہ	۵۷	نسج کا مطلب
۱۲۳	اعادہ دعویٰ توحید برائے نفی شفاعت قہری	۹۴	امور انتظامیہ اور امر مصلح کے بعد جہاد کا حکم	۵۸	شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف پانچ آیتیں منسوخ ہیں
۱۲۴	نوم انبیاء کے ناقص و ضومعہ کے تحقیق	۹۵	قتال کی علت - فقہ سے مراد	۵۹	حضرت شیخ کے نزدیک یہ پانچ آیتیں بھی منسوخ نہیں
۱۲۵	حدیث کے مختلف الفاظ میں تطبیق	۹۶	انفاق فی سبیل اللہ کا بیان	۶۰	اہل کتاب کے حالات ہم پانچ شکوکے
۱۲۶	شفاعت قہری کی نفی پر جو بھٹی اور پانچویں دلیل	۹۷	دوسرا امر مصلح - حج	۶۱	توحید پر نفی
۱۲۷	شفاعت کے متعلق نفیس تحقیق	۹۸	حج کی تین صورتیں - اذ	۶۲	مضمون رسالت
۱۲۸	لا اکرہ فی الدین جہاد سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ	۹۹	حاجبوں کی قسمیں	۶۳	تمہید
۱۲۹	اللہ تعالیٰ کے دو توحیدی قانون	۱۰۰	جہاد کی تعریف کئی طریقوں سے	۶۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا رکبہ کے وقت دعا
۱۳۰	پہلا قانون مومنوں کے شہادت دور کرنا ہے	۱۰۱	اللہ نے بادلوں میں آنے کی توجیہ	۶۵	ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں حضور علیہ السلام کی چھ صفتیں
۱۳۱	دوسرا قانون معاندین سے توفیق ایمان چھین لینا ہے	۱۰۲	امت و احدۃ میں وحدت سے مراد	۶۶	حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو وصیت کر توحید
۱۳۲	حضرت ابراہیم اور محمدؐ کا مناظرہ دوسرے قاعدہ پر متفرع ہے	۱۰۳	بعثت انبیاء علیہم السلام کی علت	۶۷	پر فتائے رہیں -
۱۳۳	حضرت ابراہیم اور حضرت عمرؓ کے دونوں وقت پہلے	۱۰۴	مضمون انفاق کا دوسری بار ذکر	۶۸	تحویل قبلہ کے بارے میں اہل کتاب اور مشرکین کے
۱۳۴	قاعدہ پر متفرع ہیں -	۱۰۵	مضمون جہاد کا تیسری بار ذکر	۶۹	شبہ کا جواب
۱۳۵	انفاق میں اخلاص کی ترغیب	۱۰۶	شہر حرام میں جواز قتال کی پانچ دلیلیں	۷۰	لفظ شہید سے غریب پر استدلال کا مکمل رد
۱۳۶	اخلاص کیساتھ خنث کرنے کی مثال	۱۰۷	شہر حرام میں قتال کا مابعد سے ربط	۷۱	تحویل قبلہ کی پہلی تفصیلی علت
۱۳۷	انفاق میں سن و دیر یا سے اجتناب کا حکم	۱۰۸	پانچ ذوجہنم مسائل	۷۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار آسمان
۱۳۸	دیر یا کار کی خیرات کے ضائع ہونے کی مثال	۱۰۹	ایک مفید قاعدہ	۷۳	کی طرف دیکھنے کی وجہ
۱۳۹	اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرنے کی مثال	۱۱۰	حتیٰ یظہرن کی نفیس تحقیق	۷۴	تحویل قبلہ کی دوسری اجمالی علت
۱۴۰	دیر یا کاری کی دوسری مثال	۱۱۱	امور انتظامیہ کا بارہ ذکر	۷۵	تحویل قبلہ کی دوسری تفصیلی علت
۱۴۱	اللہ کی راہ میں اچھی چیزیں خرچ کرنے کی ترغیب	۱۱۲	ایمان سے ما علیہ الایمان مراد ہے حضرت شیخ کا قول	۷۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفتیں
۱۴۲	چھپا کر خیرات کرنے کی فضیلت	۱۱۳	یہیں لغو اور یہیں غموس کا حکم	۷۷	اندنا الصراط المستقیم پر ایک شبہ کا جواب
۱۴۳	اصحاب صفی کی فضیلت اور مستحب	۱۱۴	امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک لغوی صورت	۷۸	صفاء مرہ کے درمیان طواف کا حکم
۱۴۴	ہر حال میں اور ہر وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا کی ترغیب	۱۱۵	یہیں کے ساتھ مسئلہ ایلا کار ربط	۷۹	توحید پر عقلی دلیل جو سات امور پر مشتمل ہے
۱۴۵	سود خواروں کے لئے وعید شدید	۱۱۶	عدت کا بیان	۸۰	مشرک فعلی کے رد پر دلیل عقلی کا انطباق
۱۴۶	تیسری بار امور انتظامیہ کا ذکر	۱۱۷	عدت کے لحاظ سے عورت کی سات قسمیں	۸۱	کیا انداد و اثنان سے پیچھے کے بت مراد ہیں ؟
۱۴۷	ادھار لین دین کو لکھنے کا حکم	۱۱۸	ان یکتمن مانی ادھار لین کا مطلب	۸۲	تخریجات غیر اللہ کا بیان
۱۴۸	کتابت اور شہادت کے متعلق ہدایات	۱۱۹	رجوع کا حق صرف دو طلاق تک ہے	۸۳	غیر اللہ کی نذروں کا بیان
۱۴۹	توحید پر جو بھٹی عقلی دلیل	۱۲۰	مغلطہ سے دوبارہ نکاح کی پانچ شرطیں	۸۴	تحویل قبلہ کے متعلق اہل کتاب کے خیال کی دوبارہ تردید
۱۵۰	مسئلہ توحید ماننے کے بعد اللہ سے دعا مانگنے کا طریقہ	۱۲۱	بلوغ اجل سے اختتام عدت مراد ہے	۸۵	والصابرین کے منصوب ہونے کی وجہ
۱۵۱	سورہ بقرہ میں آیات توحید	۱۲۲	رضاعت کے احکام		
۱۵۲	سورہ آل عمران		بیوہ کی عدت اور اس کے نکاح کے احکام		
۱۵۳	نام شان نزول - ماقبل سے ربط - خلاصہ مضامین		مس اور تعین مہر کے لحاظ سے مطلقہ کی چار قسمیں		
۱۵۴	خلاصہ مضامین کی پہلی تقریر		مضمون جہاد کا اعادہ		
۱۵۵	توحید کے متعلق پانچ شبہات کا جواب		انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب		
۱۵۶	رسالت پر تین شبہات کے جوابات		ترغیب الی الجہاد کیلئے ایک واقعہ کا ذکر		
۱۵۷	خلاصہ مضامین کی دوسری تقریر		طاہرات کے انتخاب پر اعتراض کرنا یوں کو تین جواب		
۱۵۸	توحید کا چھ بار ذکر		سکینہ سے مراد - حضرت شیخ کا قول		
۱۵۹	سورہ آل عمران کا مختصر خلاصہ		حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں جالوت کا قتل		
۱۶۰	حصہ اول - توحید و رسالت کا بیان		اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا		
۱۶۱			شیخ نے فرمایا ولو شاء اللہ لكان اعادة بعد عہد کی وجہ سے ہے		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۴۰	سورۃ زمر میں آیات توحید		سورۃ یس		سورۃ السجدۃ
	سورۃ مؤمن	۹۷۹	ربط و خلاصہ، اللہ کے یہاں کوئی شفع غالب نہیں	۹۱۹	ربط و خلاصہ
۱۰۴۱	ربط و خلاصہ، اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو نہ پکارو۔	۹۸۰	مہر جباریت کے لیے تمثیلات	۹۲۰	تغزیل الکتاب تمہید مع ترغیب
۱۰۴۲	تمہید کے مختلف عنوانات	۹۸۱	اصحاب القریہ سے کون لوگ مراد ہیں		حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زبان فترت
۱۰۴۸	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِتَحْوِيلٍ ذِي قُوَّةٍ	۹۸۲	توحید پر عقلی دلائل	"	میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔
۱۰۴۹	مؤمن آل فرعون کی ناصیہ گھست گئی	۹۸۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا علم عطائیں کیا گیا۔	۹۲۲	ملک الموت اسم جنس ہے، یہ کسی ایک فرشتے کا اسم علم نہیں
۱۰۵۱	وَقَالَ فِرْعَوْنُ لَهَا مَنْ ابْنُ لِي صَرَحًا	۹۹۰	سورۃ یس میں آیات توحید	۹۲۶	سورۃ سجدہ کی خصوصیات
۱۰۵۳	الْتَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا - عذاب قبر دہریخ، پر یہ نص صریح ہے		سورۃ الصافات		سورۃ احزاب
	سورت کا دوسرا حصہ	۹۹۱	ربط و خلاصہ، اللہ کے برگزیدہ بندے خود	۹۲۷	ربط و خلاصہ
۱۰۵۷	دلیل عقلی کا اعادہ	۹۹۲	اللہ کے نیاز مند ہیں	۹۲۹	صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین کے وفد کی آمد
۱۰۵۹	تسلیم اور دلیل نقلی کا اعادہ	"	فرشتوں کے بغیر کا بیان	۹۳۱	وَمَا جَعَلَ اللَّهُ آذَانَهُ كَمَا آبَتْكُمْ
۱۰۶۱	بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۃ مؤمن	۹۹۷	جنوں کے حال کا بیان	"	الَّتِي آوَىٰ إِلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ
۱۰۶۲	سورۃ مؤمن میں آیات توحید	۹۹۹	نعیم جنت کا ذکر	"	الْفَيْهَمُ
	سورۃ حم السجدہ	۱۰۰۷	انبیاء علیہم السلام کی نیاز مندی کا بیان	۹۳۳	غزوۃ احزاب کے موقع پر انعامات خداوندی
۱۰۶۳	ربط و خلاصہ		واقعات	۹۳۷	ازواج مطہرات کے لیے احکام
۱۰۶۴	تمہید مع ترغیب		سورۃ الصافات میں آیات توحید	۹۳۹	لفظ اهل البيت کی تہمتیں
۱۰۶۷	قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ لَمْ نَكْفُرْ عَنْ عَقْلِ دِل		سورۃ ص	۹۴۱	لفظ خاتم النبیین کی تحقیق
۱۰۶۸	وَقَيِّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ	۱۰۰۸	ربط و خلاصہ - خاصان خدا کا بعض جسمانی مصائب میں ابتلا	۹۴۷	صلوٰۃ کا مفہوم
۱۰۶۹	دوسری عقلی دلیل	۱۰۰۹	انبیاء علیہم السلام کے احوال کا ذکر	۹۵۱	سورۃ احزاب میں آیات توحید
۱۰۷۰	الْبَيْتُ يُرَدُّ عَلَيْهِ السَّاعَةُ تیسری عقلی دلیل	۱۰۱۱	فرشتوں اور جنوں کے احوال کا ذکر		سورۃ سبا
۱۰۷۱	تحریف اخروی	۱۰۲۰	سورۃ ص میں آیات توحید	۹۵۲	ربط و خلاصہ
۱۰۷۷	سورۃ حم میں آیات توحید	۱۰۲۱	سورۃ زمر	۹۵۷	فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ
۱۰۷۸	بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۃ حم السجدہ		ربط و خلاصہ - ہر قسم کی عبادت صرف اللہ کے لیے بجا لاؤ اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو	۹۶۳	وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا
	سورۃ الشوری		خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ دوسری عقلی دلیل	۹۶۵	طرق بسیغ
۱۰۷۹	ربط و خلاصہ	۱۰۲۵	قُلْ اِنِّي اُتِرْتُ دِل دلی دوم	۹۶۶	سورۃ سبا میں آیات توحید
۱۰۸۳	لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	۱۰۲۷	تشکیل مؤمن و مشرک، ثمرہ دلیل سابق		سورۃ فاطر
۱۰۸۴	امور متفرعہ	۱۰۳۰	اِنَّكَ مَبْتُتٌ وَ اِنَّهُمْ مَبْتُتُونَ کا مفہوم	۹۶۷	ربط و خلاصہ، مصائب حاجات میں صرف اللہ کو پکارو۔
۱۰۸۷	اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ دوسرا دعویٰ	۱۰۳۱	وَلٰكِنْ سَأَلْتَهُمْ عَقْلِي دِل اعترافی		سورت کے مرکزی مضمون پر دلائل عقلیہ
۱۰۸۸	وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ پہلی عقلی دلیل	۱۰۳۳	اللَّهُ يُتَوَفَّى الْاِنْسَ جَبْنَ مَوْتِهَا	۹۶۹	ذِكْرُ اللَّهِ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ
۱۰۹۰	وَلَمَنْ اَنْتَصَرْتُمْ جَدَّ ظَلَمِهِ قَاتِلِ اِنْتقام	۱۰۳۷	اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ عقلی دلیل	۹۷۳	مؤمن و کافر اور توحید و شرک کی تمثیلات
۱۰۹۱	لِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عقلی دلیل	۱۰۳۹	وَالْاَرْضُ جَمِيعًا قَبَضَتْهَا کا مفہوم	۹۷۵	توحید پر دلیل وحی، اہل ایمان کی تین جماعتیں
۱۰۹۲	وحی کے مختلف طریقے	۱۰۴۷	وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا	۹۷۶	دلائل توحید کا ثمرہ
"	قسم کھانے کا مقصد - فتح الرحمن	۱۰۴۸		۹۷۸	سورۃ فاطر میں آیات توحید

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	سورۃ شوریٰ میں آیات توحید	۱۰۹۳	چوتھی عقلی دلیل		سورۃ زخرف
	ربط و خلاصہ پہلا	۱۱۲۶	پانچویں عقلی دلیل		ربط و خلاصہ - اذن الہی کے بغیر شفاعت نہیں ہوگی۔
۱۱۲۸	شان نزول	۱۱۲۸	سورۃ جاثیہ میں آیات توحید	۱۰۹۴	تہدید مع ترغیب
۱۱۲۹	لَا تُغْفِرُ لَكَ اللَّهُ كَا مَعْنُوم		سورۃ الاحقاف	۱۰۹۶	وَلَكِنَّ مَّا أَنتُمْ عَنْ عَقْلِ دِلِ بِلُورِ اعْتِرَاف
	مسلمانوں کے لیے بشارتِ فتح و بشارتِ جنت	۱۱۲۹	ربط و خلاصہ	۱۰۹۷	تنویر بر دلی عقلی
۱۱۵۰	نصرت پیغمبر علیہ السلام کی ترغیب	۱۱۳۰	تہدید مع ترغیب، توحید پر عقلی دلیل	۱۰۹۸	شرک پر کوئی دلیل موجود نہیں نہ عقلی نہ نقلی
۱۱۵۱	جماد میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب	۱۱۳۱	دلیل وحی پر سوال کا جواب	۱۰۹۹	وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ دِلِ نَقْلِ
۱۱۵۲	تخلیفات اخروی	۱۱۳۲	خَلْدَ آدَ اَمِشْرَ اسراییلِ عالم سے دلی نقلی	۱۱۰۰	دوسری نقلی دلیل از موسیٰ علیہ السلام
۱۱۵۳	بیعت رضوان کا سبب، موضع قرآن	۱۱۳۳	نقلی دلیل از تورات	۱۱۰۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک شبہ کا جواب
	حقیقہ دوم	۱۱۳۴	بشارت اخرویہ	۱۱۰۵	وَإِنَّهُ لَعَلَّمُ النَّسَاعَةَ نَزُولِ مِیْخِ پَر
۱۱۵۴	بیعت رضوان اور بیعت کرنے والوں کا اعتراف	۱۱۳۵	وَإِذْ نَحَرْنَا خَا عَا دِ دِلِ نَقْلِ از ہود علیہ السلام		استدلال
۱۱۵۵	مَعَا نِعْمَ كَثِيرَةً كِ تَفْسِيرِ	۱۱۳۶	التفات بسوی اہل مکہ	۱۱۰۷	التفات بسوی اہل مکہ
۱۱۵۶	وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ كَا مَعْنُوم	۱۱۳۷	تخلیفات دنیوی	۱۱۰۸	قَالَا أَوَلَا نُبَدِّلُ دِلِ كَا مَعْنُوم
۱۱۵۷	جواب شبہ و تسلیم توحید و اتباع پیغمبر کی ترغیب	۱۱۳۸	وَإِذْ صَرَفْنَا دِلِ نَقْلِ از جنات	۱۱۰۹	توحید پر عقلی دلیل
	اہل حدیبیہ رضی اللہ عنہم کے فضائل		بعث بعد الموت کا عقلی ثبوت	۱۱۱۰	سورۃ زخرف میں آیات توحید
۱۱۵۹	سورۃ فتح میں آیات توحید		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلیہ		سورۃ الدخان
	سورۃ الحجرات		سورۃ احقاف میں آیات توحید		ربط و خلاصہ، تہدید مع ترغیب
۱۱۶۰	ربط و خلاصہ	۱۱۳۹	سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۱۲	لیلۃ مبادکۃ کی تحقیق
	بیملا حقیقہ		ربط و خلاصہ حصہ اول	۱۱۱۳	دخان مبین سے مراد - فتح الرحمن
	حکومت کا نظم و نسق چلانے کے لیے قوانین	۱۱۴۰	جماد کا حکم	۱۱۱۵	فرعون اور اس کی قوم کی غرقابی
۱۱۶۱	آداب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان	۱۱۴۱	جنگی قیدیوں سے برتاؤ کا طریق کار	۱۱۱۶	توحید پر عقلی دلیل
۱۱۶۵	دوسرا حصہ		تقابل احوال مشرکین و کفار	۱۱۱۸	سورۃ الدخان میں آیات توحید
۱۱۶۶	ایمان لے آنا کسی پر احسان نہیں	۱۱۴۲	بشارت اخرویہ		سورۃ البجاثیہ
	بیان مسئلہ توحید	۱۱۴۳	بیان حال منافقین و زجر برائیاں		ربط و خلاصہ
	سورۃ حجرات میں آیات توحید		تخلیفات دنیوی	۱۱۲۰	تہدید مع ترغیب و توحید پر عقلی دلیل
	سورۃ قی		مرکزی دعوای یعنی مسئلہ توحید کا ذکر	۱۱۲۱	اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ دُوسرے عقلی
۱۱۶۷	ربط و خلاصہ	۱۱۴۴	سورت کا دوسرا حصہ		دلیل
۱۱۶۸	ترغیب مع زجر	۱۱۴۵	بیان احوال منافقین		آيَاتُ اللَّهِ سَے مجازاً و قائل و حوادث مراد ہیں
۱۱۶۹	حشر و نشر پر عقلی دلائل		زجر بر منافقین	۱۱۲۳	وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ
۱۱۷۰	تخلیفات اخروی و ذکر سکرات الموت	۱۱۴۶	تخلیفات دنیوی		نقلی دلیل
۱۱۷۱	الْقِيَامَةِ فِي جَهَنَّمَ میں تثنیہ کی تحقیق		جماد کی ترغیب اور مسلمانوں کی بہت افزائی	۱۱۲۴	ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مَّرْكَزِي دَعْوِي
	مسئلہ توحید کا ذکر	۱۱۴۷	سورۃ فتح کا شان نزول، موضع و فتح		وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ تَمِیْرِ عقلی دلیل
۱۱۷۲	بشارت اخرویہ		زجر بر منافقین	۱۱۲۵	وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ
۱۱۷۳	ثبوت قیامت پر دوسری عقلی دلیل		سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آیات توحید		
	تسلیم برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۲۰	مال فی کی تقسیم کا دستور	۱۲۰۳	ہی ہے -	۱۱۷۴	تسلیم برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲۲۱	مال فی کے مستحق لوگوں کا ذکر	۱۲۰۴	توحید پر عقلی دلائل کا سلسلہ	"	سورۃ ق میں آیت توحید
۱۲۲۲	مال فی میں دشمنان صحابہ کا حصہ نہیں ہے	۱۲۰۵	چوتھی اور پانچویں عقلی دلیل -		سورۃ الذاریت
۱۲۲۵	توحید کے مراتب ثلاثہ کا ذکر	۱۲۰۶	چھٹی تا نویں عقلی دلیل -	۱۱۷۵	ربط و خلاصہ
۱۲۲۶	سورۃ حشر میں آیات توحید	۱۲۰۷	تخلیفات اخروی	۱۱۷۶	حشر و نشر پر شواہد
	سورۃ الممتحنہ	۱۲۰۸	وَلَمَّا خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ بَشَارَاتُ الْآخِرَةِ	۱۱۷۷	ثبوت قیامت پر عقلی دلیل
۱۲۲۷	ربط و خلاصہ	۱۲۰۹	نعیم جنت کی تفصیل	۱۱۷۸	تخلیفات دنیوی کے نمونے
۱۲۲۸	طالب بن ابی بلتعزہ کے خط کا تذکرہ	۱۲۱۰	سورۃ الرحمن میں آیات توحید	۱۱۷۹	توحید کا ذکر
۱۲۵۱	کس قسم کے کافروں سے موالات جائز ہے		سورۃ الواقعہ	۱۱۸۰	سورۃ الذاریت میں آیت توحید
۱۲۵۲	عورتوں سے بیعت لینے کا دستور	۱۲۱۱	ربط و خلاصہ		سورۃ النور
۱۲۵۳	سورۃ الممتحنہ کی خصوصیات	۱۲۱۲	قیامت کے ہولناک منظر کا بیان	۱۱۸۱	ربط و خلاصہ
	سورۃ الصف	۱۲۱۳	قیامت کے دن لوگ تین حصوں میں بٹ جائیں گے	۱۱۸۲	حشر و نشر پر عقلی اور نقلی دلائل
۱۲۵۴	ربط و خلاصہ	۱۲۱۴	پہلی جماعت اصحاب الیمین کا ذکر	۱۱۸۳	بشارت اخرویہ
۱۲۵۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد	۱۲۱۵	دوسری جماعت اصحاب الشمال کا ذکر	۱۱۸۴	نعیم جنت کی تفصیل و ذکر توحید
	سورۃ الجمعۃ	۱۲۱۶	توحید پر عقلی دلائل	۱۱۸۵	شکری پر مشرکین
۱۲۵۸	ربط و خلاصہ، بیان توحید، دلیل وحی	۱۲۱۷	تیسری اور چوتھی عقلی دلیل	۱۱۸۶	تسلیم برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲۵۹	یہود کو مباہلہ کی دعوت	۱۲۱۸	نیزوں جماعتوں کے احوال کا اعادہ	"	سورۃ النور میں آیات توحید
	سورۃ المنافقون		سورۃ الحديد		سورۃ النجم
۱۲۶۲	ربط و خلاصہ	۱۲۲۰	سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ بَيَانِ تَوْحِيدِ	۱۱۸۸	ربط و خلاصہ، تمہید برائے اثبات رسالت
۱۲۶۳	عبداللہ بن ابی کی کذب بیانی	۱۲۲۱	توحید کے مراتب ثلاثہ کا بیان		فَاَسْتَوٰی وَ هُوَ بِالْاُفْقٰی الْاَعْلٰی
	سورۃ التغابن	۱۲۲۲	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب	۱۱۸۹	کی تفسیر
۱۲۶۶	ربط و خلاصہ	"	قراردی ہے	۱۱۹۰	تمہید کے بعد مرکزی دعویٰ کا ذکر
۱۲۶۸	توحید کا بیان اور جماعتی نظم کے احکام	۱۲۲۳	مختلف طریقوں سے انفاق کی ترغیب	۱۱۹۱	سورت کے دوسرے دعویٰ کا ذکر
	سورۃ الطلاق	۱۲۲۴	مؤمنین کے لیے بشارت اخرویہ	۱۱۹۳	دلیل نقلی از ابراہیم دمرسی علیہما السلام
۱۲۷۰	ربط و خلاصہ، مطلقہ کی عدت کا بیان	۱۲۲۵	منافقین کی مؤمنین سے گفتگو	۱۱۹۵	سورۃ النجم میں آیات توحید
۱۲۷۱	حاملہ کی عدت کے احکام	۱۲۲۶	دنیا کی بے قراری کی		سورۃ القمر
۱۲۷۲	رضاعت اور سکنتی کے احکام	۱۲۲۷	سورۃ الحديد میں آیت توحید	۱۱۹۶	ربط و خلاصہ
۱۲۷۳	توحید پر عقلی دلیل	۱۲۲۸	سورۃ المجادلہ	۱۱۹۷	اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ تَخْلِيْفَاتُ الْاٰخِرَةِ
	سورۃ التحريم	۱۲۲۹	ربط و خلاصہ	۱۱۹۸	تخلیفات دنیوی کا پہلا نمونہ
۱۲۷۴	ربط و خلاصہ، شان نزول	۱۲۳۰	کفارہ ظہار کا بیان	۱۱۹۹	تخلیفات دنیوی کا دوسرا اور تیسرا نمونہ
۱۲۷۵	ازدواج مطہرات کو تنبیہ	۱۲۳۱	اصلاح منافقین کے لیے قوانین	۱۲۰۰	تخلیفات دنیوی کا چوتھا نمونہ
۱۲۷۷	بشارت اخرویہ	۱۲۳۲	وَ اَيَّدْهُمْ بِرُوحٍ قَدِيسَةٍ كِ تَفْسِيرِ	۱۲۰۱	النفات بسوی اہل مکہ
۱۲۷۸	مؤمنوں اور کافروں کے لیے ایک تمثیل	۱۲۳۳	سورۃ الحشر	۱۲۰۲	سورۃ القمر میں آیت توحید
		۱۲۳۴	ربط و خلاصہ		سورۃ الرحمن
		۱۲۳۵	یہود بنی نضیر کی بربادی		ربط و خلاصہ، برکات دہندہ صریح اللہ تعالیٰ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۳۰	اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا سُوْرَتَكَ حَقًّا	۱۳۰۷	سورة البجن	۱۲۷۹	سورة الملک
۱۳۳۱	وَ اذْکُرْ اَسْمَکَ رَبِّکَ بِلَا تَوْحِیْدِ	۱۳۰۸	ربط و خلاصہ، دلیل نقلی از جنات	۱۲۸۰	ربط و خلاصہ، برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ سے۔
"	سورة الدھر میں آیت توحید	۱۳۱۱	عَلِمَ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہِ	۱۲۸۱	دعوائے سورت پر عقلی دلائل
۱۳۳۲	سورة المرسلات	۱۳۱۲	اَحَدًا	۱۲۸۲	مومنوں کے لیے بشارتِ اخرویہ
"	ربط و خلاصہ	۱۳۱۳	سورة المنزل	۱۲۸۳	پانچویں عقلی دلیل
۱۳۳۳	و المرسلات کا مفہوم	۱۳۱۴	ربط و خلاصہ	۱۲۸۴	چھٹی اور ساتویں عقلی دلیل
۱۳۳۴	حشر و نشر پر عقلی دلیل	۱۳۱۵	قُمِ الْیَلَّ لَا قَلِیْلًا کِی تَحْتَقِ	۱۲۸۵	آٹھویں عقلی دلیل
۱۳۳۵	دوسری عقلی دلیل	۱۳۱۶	وَ اذْکُرْ اَسْمَکَ رَبِّکَ ذِکْرُ مَفْعُوْنٍ تَوْحِیْدِ	۱۲۸۶	سورة القلم
۱۳۳۶	بشارتِ اخرویہ	۱۳۱۷	تہجد کا حکم	۱۲۸۷	ربط و خلاصہ، تسبیح
۱۳۳۷	سورة النبأ	۱۳۱۸	سورة منزل میں آیات توحید	۱۲۸۸	زجر برائے مشرکین
۱۳۳۸	ربط و خلاصہ	۱۳۱۹	سورة المدثر	۱۲۸۹	اِنَّا بَلَّغْنٰهُمْ نَحْوِیْلٍ وَ نَبِیْیُہِیْ کَاثِمُوْنِہِ
۱۳۳۹	تخلیفات اخروی	۱۳۲۰	ربط و خلاصہ	۱۲۹۰	اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّہِم بَشَارَتٍ اٰخِرُوْیہِ
۱۳۴۰	احقاب کا مفہوم	۱۳۲۱	تفسیر ثیاب سے مراد	۱۲۹۱	قَا صَبْرٌ تَسْلِیْمٌ بَرَّائے نبی کریم علی اللہ علیہ
۱۳۴۱	وَقَالَ صَوَابًا کِی تفسیر	۱۳۲۲	تخلیفات اخروی	۱۲۹۲	وَسَلَّمَ
۱۳۴۲	سورة النازعات	۱۳۲۳	دَرْزِی وَ مَنْ خَلَقْتُ وَ حَیْثَا عَامِہِ	۱۲۹۳	سورة الحاقة
۱۳۴۳	ربط و خلاصہ، شراہد بر ثبوت قیامت	۱۳۲۴	سَارِہِہُ صَعُوْدًا تَخْلُوْیْلٍ اٰخِرُوْی	۱۲۹۴	ربط و خلاصہ، تخلیفات نبوی
۱۳۴۴	الساهرة کی تفسیر	۱۳۲۵	وَ مَا جَعَلْنَا عِدَّةَ تَطْمُرٍ اِلَّا فِتْنَةً	۱۲۹۵	بشارتِ اخرویہ
۱۳۴۵	عَاثُمُ اَشَدُّ حَلْفًا حَشْرٌ وَ نَشْرٌ عَلٰی	۱۳۲۶	خزینہ نادر کی تعداد بیان کرنے کی حکمت	۱۲۹۶	وَاَمَّا مَنْ اُوْفٰی کِتَابَہٗ بِشَمَالِہِ تَخْلُوْیْلٍ
۱۳۴۶	دلیل	۱۳۲۷	کَلَّا بَرَّائے روح یا معنی حقاً	۱۲۹۷	اٰخِرُوْی
۱۳۴۷	اَلْقَامَکَ الْکُبْرٰی کا مفہوم	۱۳۲۸	وَالْفَسْرِ وَالْبَیْلِ وَغیرہ انتہام کا الطباق	۱۲۹۸	وَلَوْ نَقُوْلُ صِدَاقَتِہِ یَغِیْرُ عَلَیہِ السَّلَامُ کَا بِلَاہِ
۱۳۴۸	سورة عبس	۱۳۲۹	نَذِیْرًا مَّصْدَرُہِ مَعْنٰی اِنْذَارًا	۱۲۹۹	سورة الحاقة کی خصوصیات
۱۳۴۹	ربط و خلاصہ	۱۳۳۰	سورة المدثر میں آیت توحید	۱۳۰۰	سورة المعارج
۱۳۵۰	شان نزول	۱۳۳۱	سورة القيامة	۱۳۰۱	ربط و خلاصہ، تخلیفات و بشارت
۱۳۵۱	قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَہُ زَجْرِہِ	۱۳۳۲	ربط و خلاصہ	۱۳۰۲	تسلیم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۳۵۲	مِنْ اٰتٰی شَیْءٍ خَلَقَہُ اسْتِفْہَامٌ تَقْرِیْرِ	۱۳۳۳	لَا اُقْسِمُ بِثُبُوْتِ قِیَامَتِہِ پَرِثَرَاہِ	۱۳۰۳	قیامت کے ہولناک منظر کا بیان
۱۳۵۳	ثبوت قیامت پر عقلی دلیل	۱۳۳۴	تخلیفات اخروی	۱۳۰۴	مومنوں کی صفات کا ذکر
۱۳۵۴	تخلیفات اخروی	۱۳۳۵	لَا تُحَرِّکْ بِہِ لِسَانُکَ کَا مَاقِلِ سے ربط	۱۳۰۵	زجر مع تخلیفات
۱۳۵۵	سورة التکویر	۱۳۳۶	بشارتِ اخرویہ	۱۳۰۶	سورة نوح علیہ السلام
۱۳۵۶	ربط و خلاصہ	۱۳۳۷	اَلَمْ یَلِکَ نَظْمُہُ ثُبُوْتِ قِیَامَتِہِ عَلٰی دِلِ	۱۳۰۷	ربط و خلاصہ
۱۳۵۷	وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کا مفہوم	۱۳۳۸	سورة الدهر	۱۳۰۸	دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام
۱۳۵۸	تخلیفات اخروی	۱۳۳۹	ربط و خلاصہ	۱۳۰۹	ترغیب و ترہیب و دلائل عقلیہ
۱۳۵۹	اِنَّہُ لَقَتُوْلُ رَسُوْلٍ اِشَارَہٗ بِدِلِ وَحٰی	۱۳۴۰	ہَلْ اٰتٰی عَلٰی الْاِنْسَانِ حَشْرٌ وَ نَشْرٌ عَلٰی	۱۳۱۰	ود، سواح، یغوث، یغوث اور نسر کون تھے
۱۳۶۰	وَمَا هُوَ عَلٰی الْغَیْبِ بِضَنِّیْنِ	۱۳۴۱	دلیل	۱۳۱۱	سورة نوح علیہ السلام میں آیات توحید
۱۳۶۱		۱۳۴۲	بشارتِ اخرویہ		
۱۳۶۲		۱۳۴۳	تفصیل نعيم جنت		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۹۱	سورة الفارحہ	۱۳۸۴	سورة البلد	۱۳۵۱	سورة الانفطار
"	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۲	ربط و خلاصہ
۱۳۹۲	شان نزول سورة التكاثر، موضع قرآن	۱۳۸۵	سورة الشمس	۱۳۵۳	سورة الانفطار میں آیت توحید
"	سورة التكاثر		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۴	سورة المطففين
۱۳۹۳	ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۸۶	سورة ایل	۱۳۵۵	ربط و خلاصہ
"	سورة العصر		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۶	تخلیفات و زجر
۱۳۹۴	ربط و خلاصہ	۱۳۸۷	سورة الضحیٰ	"	علین کی تفسیر
"	شان نزول، موضع قرآن		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۷	سورة الانشقاق
۱۳۹۵	سورة الممزة والفیل	۱۳۸۸	سورة الم نشرح		ربط و خلاصہ
"	ربط و خلاصہ و تفسیر		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۵۸	تخلیفات اخروی
۱۳۹۶	سورة قریش	۱۳۸۹	سورة التین	۱۳۵۹	احوال قیامت پر شواہد
"	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۶۰	سورة البروج
۱۳۹۷	سورة الماعون الکوثر	۱۳۹۰	سورة العلق		ربط و خلاصہ
"	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۶۱	تخلیفات و بشارت
۱۳۹۸	سورة الکافرون	۱۳۹۱	سورة القدر	۱۳۶۲	سورة البروج میں آیت توحید
"	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۶۳	سورة الطارق
۱۳۹۹	سورة النصر والہب	۱۳۹۲	سورة الزلزال		ربط و خلاصہ و تفسیر
"	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۶۴	سورة الاعلیٰ
۱۴۰۰	سورة الاخلاص	۱۳۹۳	سورة العادیات		ربط و خلاصہ و تفسیر
"	ربط و خلاصہ		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۶۵	شان نزول - موضع قرآن
۱۴۰۱	سورة الفلق والناس	۱۳۹۴	سورة القدر	۱۳۶۶	سورة الاعلیٰ میں آیات توحید
"	ربط و خلاصہ و تفسیر		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۶۷	سورة الغاشیہ
۱۴۰۲	فہرست مضامین	۱۳۹۵	سورة القدر		ربط و خلاصہ و تفسیر
۱۴۰۳	تصدیق صحت قرآن مجید		ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۶۸	شواہد امور مذکورہ
۱۴۰۴		۱۳۹۶	سورة القدر		سورة الفجر
			ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۶۹	ربط و خلاصہ
			ربط و خلاصہ و تفسیر	۱۳۷۰	اس سورت کا مختصر خلاصہ

تعارف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا علم و تقویٰ، کتاب و سنت سے عشق، اشاعت توحید میں انہماک اور راہ حق میں مقاسات شدا�ت اور آپ کے دیگر محاسن اخلاق علماء اور عوام سے پوشیدہ نہیں۔ یہ آپ کے انتہائی اخلاص اور لہیت کی برکت تھی کہ آپ نے اللہ کی توفیق سے جنگل میں ڈیرہ لگا کر ساٹھ برس تک توحید و سنت اور علوم دین کی محض لوجہ اللہ اشاعت کی اور عمر بھر کسی سے ایک پائی کا سوال نہ کیا۔ اپنے ہاتھ کی محنت (کھیتی باڑی) سے کماتے، خود کھاتے، اہل و عیال کی کفالت کرتے اور طلبہ کو کھلاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مرد قلندر اور درویش بادشہین سے دین کا وہ کام لیا جو کسی خاتقاہ کے سربراہ اور کسی دارالعلوم کے مسند نشین سے بھی نہ ہو سکا۔ الاما شاء اللہ۔

جس زمانے میں آپ نے میانوالی کے رگستان میں تدریس و تبلیغ کا آغاز کیا اس وقت مسئلہ توحید کو کھول کر بیان کرنا آگ سے کھیلنے کے مراد تھا چنانچہ مسئلہ توحید کی واضح تبلیغ و اشاعت کی پاداش میں آپ کو جاں گداز مصائب اور ہمت شکن شدا�ت کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنے آبائی گاؤں سے ہجرت کرنے پر مجبور کئے گئے اور اپنی آبائی زمین کے کچھ حصے سے بھی محروم ہونا پڑا مگر اس کے باوجود اس کو ہ استقامت کے پائے ثبات کو ذرا جنبش نہ ہوئی اور اپنے آبائی گاؤں داں بھجراں سے چار میل دور اپنی زمینوں میں فروکش ہوئے اور وہیں چشمہ فیض جاری کر دیا۔

مسئلہ توحید کے بیان میں آپ کسی ایچ بیچ یا مدامہنت کے ہرگز روادار نہ تھے اور شرک و بدعت کے خلاف سیفِ عریاں تھے۔ اس دور میں پنجاب کے پیروں، سجادہ نشینوں اور پیٹ کے پوجاری و اعظموں نے عوام کو توحید و سنت سے کوسوں دور کر دیا تھا۔ شرک و بدعت کو دین کا درجہ دے رکھا تھا۔ اس ماحول میں مسئلہ توحید کو واضح اور شرک و بدعت کو عریاں کئے بغیر عوام کی آنکھیں کھولنا ناممکن تھا۔ اس وقت صحیح العقیدہ علماء کی کوئی کمی نہ تھی مگر شرک و بدعت کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت کسی میں نہ تھی۔ یہ سعادت حضرت شیخ قدس اللہ سرہ و نور مرقدہ کے لئے مقدر تھی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشنده

آپ مسئلہ توحید کے ہر پہلو کو کتاب و سنت کے نصوص سے خوب واضح کر کے بیان فرماتے اور اعمال شرک و بدعت کی واضح نشاندہی کرتے تاکہ توحید و شرک اور سنت و بدعت کے سمجھنے اور پہچاننے میں کسی کو کوئی اشتباہ نہ ہے۔ مشرکانہ عقائد رکھنے والوں آپ صاف صاف شرک کہتے تھے۔ حضرت شیخ (بردا اللہ ضریحہ) کے اس رویے کو کوتاہہ بینوں نے شدت و حدت کا نام دے کر مفت کی رسوائی مول لی ہے ان لوگوں کا اپنا حال یہ ہے کہ اشاعت توحید و سنت اور شرک و بدعت میں ان کا انداز تبلیغ ہے۔ "لوگو! توحید و سنت پر قائم رہو اور شرک و بدعت سے بچو" اب بتائیے ایسے مجمل جملوں سے کیا ہو گا جب تک توحید و سنت کی پوری توضیح و تشریح نہ کی جائے اور اعمال شرک و بدعت کی تعین و تشخیص نہ کی جائے۔ اس وقت تک نہ تو حق تبلیغ ادا ہو سکتا ہے اور نہ عوام شرک و بدعت سے بچ سکتے ہیں۔ حضرت شیخ (روح اللہ رحمہ) کے انداز تبلیغ کو ہدف طعن و طنز بنانے والے بیچارے خود اس مسئلہ کی اہمیت سے واقف نہیں اور ان میں سے بہت سے حضرات نے اس مسئلہ کو کما حقہ سمجھا ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات منبروں پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا کرتے ہیں۔

یہ مسائل (مثلاً علم غیب وغیرہ) فروعی ہیں ان میں عوام کو نہ الجھاؤ۔ وغیرہ وغیرہ
جھوٹ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ راقم الحروف نے راولپنڈی کے ایک جلسہ عام میں اپنے کانوں سے
ایک "مولینا" کو سر منبر ارشاد فرماتے سنا "توحید کے قائل تو مشرکین مکہ بھی تھے انہیں حضور علیہ السلام سے جو اختلاف تھا وہ صرف
رسالت میں تھا۔" انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جو علماء "منبروں پر ایسی جرات و بیباکی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان بیچاروں نے قرآن کبھی پڑھا ہی نہیں اور اگر کبھی پڑھا ہے
تو اسے سمجھا ہی نہیں۔ بیچارے ان "علماء" کا تفسیر قرآن کے بارے میں مبلغ علم صرف تفسیر جلالین ہے یا زیادہ سے زیادہ تفسیر بیضاوی
کا مقصود اس حصہ (صرف سورہ بقرہ) کتنے مدارس دینیہ ہیں جن میں باقاعدہ قرآن کا ترجمہ اور تفسیر سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی ہے؟ اب
یہ بیچارے قرآن مجید کو کیا سمجھیں گے اور مسئلہ توحید کو کیا سمجھیں گے جن کی توضیح کے لئے قرآن نازل ہوا۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تو اور رضا بچھونا ہی قرآن تھا۔ حضرت مولینا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولینا محمد مظہر
ناوٹوی رحمہما اللہ تعالیٰ ایسے باخدا اور عمیق النظر علماء سے آپ نے قرآن سبقاً سبقاً پڑھا اور بلا مبالغہ سینکڑوں دفعہ مجید
علماء کو پڑھایا۔ آپ قرآن مجید کے اسرار و معانی اور معارف و مہانی سے بخوبی آگاہ تھے۔ مسئلہ توحید اور اتباع سنت کو قرآن نے
جو اہمیت دی ہے اسے آپ اچھی طرح جانتے تھے اور قرآن مجید نے تبلیغ و ارشاد کے جو طریقے تعلیم دیئے ہیں ان کو بھی آپ
سمجھتے ہوئے تھے۔ قرآن فہمی ہی نے ان کے اندر تبلیغ توحید کا یہ شغف پیدا کیا تھا۔ حضرت مولینا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
ایک دفعہ فرمایا تھا۔ لے

"حضرت مولینا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بلند پایہ انسان تھے وہ فنانی التوحید تھے اور قرآن مجید کی حرکات
و سکنت سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت کرتے تھے۔"

حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ قدس سرہ کے علم و فضل اور فہم قرآن سے نہ صرف بخوبی آگاہ تھے بلکہ برملا اس کا
اعتراف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولینا عبید اللہ انور جانشین حضرت شیخ التفسیر ایک دفعہ مری جاتے ہوئے دارالعلوم راولپنڈی میں
تھوڑی دیر کے لئے فروکش ہوئے۔ آپ نے فرمایا حضرت والد صاحب نے ایک دفعہ فرمایا تھا:-

"انجمن خدام الدین کے جلسوں میں میں دیگر علماء کرام کو اس لئے بلاتا ہوں تاکہ عوام ان سے مستفید ہوں لیکن حضرت
مولینا سید محمد نور شاہ صاحب کشمیری اور مولانا حسین علی کو اس لئے بلاتا ہوں تاکہ علماء کرام ان سے استفادہ کریں۔"

حضرت مولینا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ خداداد فہم و فراست سے قرآن مجید کو جس طرح سمجھتے تھے بلا خوف و طامت اسے اسی طرح بیان کرتے
تھے اور ان طاعتین نے اول تو کچھ سمجھا ہی نہیں اور اگر کچھ سمجھا ہے تو مصلحت بینی اور موقع شناسی کے چکر میں بیان کرنے کی اہمیت و
جرات نہیں اور طعن اس پر ہے جس نے قرآن پڑھا اور بار بار پڑھا اس کو سمجھا اس کے اسرار و رموز کو پایا اور محض لوجہ اللہ ہزاروں
کو پڑھایا اور لاکھوں کو سمجھایا۔ اَفْتَمَارُوْنَهُ عَلٰی مَا یَرٰی

قرآن مجید نے مسئلہ توحید کو ہر پہلو سے واضح اور روشن کر کے بیان کیا ہے اور حاملین قرآن سے بھی قرآن کا یہی مطالبہ ہے کہ وہ
مسئلہ توحید کو اسی انداز میں بیان کریں اور اس کے بیان میں اجمال و ابہام سے کام نہ لیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاُصْدَعْ بِهَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنْ
الْمُشْرِكِیْنَ

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

وَذُو الْوَلَدِیْنَ فَاِذَا هِنَ وَ ذُو الْوَلَدِیْنَ (پہلا سورہ نون غ)

وہ چاہتے ہیں کاش تو نرمی کرے تو وہ بھی نرمی کریں۔

لے بروایت مولانا محمد امیر ساکن میانوالی

ایک اور جگہ ارشاد ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ
وَالْمُنَافِقِينَ (پک احزاب ع ۱)

اس طرح کی اور بہت سی قرآنی تصریحات کا منشا یہی ہے کہ مسئلہ توحید کے بیان میں کسی اجمال و ابہام لچک اور نرمی کو روانہ رکھا جائے۔ جو شخص ان نصوص قرآنیہ کے پیش نظر مسئلہ توحید کے بیان کرنے میں کسی مبہم اور نرم پالیسی کا روادار نہ ہو۔ اس پر شدت کا الزام دھرنہ انصاف سے بعید ہے۔ باقی رہا مشرکانہ عقائد کے حاملین کو کافر و مشرک کہنا تو اس میں بھی وہ متفرد نہ تھے بلکہ تمام علماء حق کا یہی مسلک ہے۔ بطور نمونہ قریب العہد علماء کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ فوائد موضح قرآن میں آیت وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ (پک بقرہ ع ۲) پر تحریر فرماتے ہیں :-
”پہلے مسلمان اور کافر میں ناتا جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھہرا۔ اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے مثلاً کسی اور کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا بُرا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت طلب کرے اس کو مختار جان کر۔“

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ قدس سرہ اپنے رسالہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں :-
”نداء غیر اگر حاضر و علم غیب جان کر کرے گا تو مشرک ہوگا۔“

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ ہے :-

”حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث موجود ہیں کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۸۱) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱ پر ہے۔“

”پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔“

اس فتوے پر حضرت گنگوہیؒ کے علاوہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند اور دیگر کئی علماء کرام کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

اسی طرح فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کے ص ۱ پر ہے۔

”جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک کافر ہے۔“

اس فتوے پر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ حضرت گنگوہیؒ حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے علاوہ متعدد علماء کی تصدیقات ثبت ہیں۔

اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ فرماتے ہیں :-

”بزرگوں کی نذر و نیاز کا جانور اگر اس واسطے ذبح کیا جاوے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہوں اور ہمارا کام کر دیں اور ان کو متصرف فی التکوین سمجھے اور ان سے تقرب کے لئے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہوں چنانچہ اس زمانہ میں اکثر جہال کا یہی عقیدہ ہوتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک اور وہ ذبیحہ بالکل حرام ہے اگرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جاوے۔“ وَمَا أَهْلَ بِهِ لغيرِ اللَّهِ (فتاویٰ امدادیہ حصہ ۴ ص ۵۷)

حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ :-

”حدیث شریف میں ہے واذا استعنت فاستعن بالله اور سورہ فاتحہ میں خود ارشاد ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور فرمایا اذْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ پس اولیاء سے مرادیں مانگنا اور ان کو متصرف جاننا سب دامن شیطان ہے اور بد ہے اور شرک ہے۔“ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱ ص ۱۶۹)

ہم اے شیوخ و علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے بہت سے فتاویٰ موجود ہیں جن کا یہاں استقصاء مقصود نہیں ان چند حوالوں سے صرف یہ بتانا مطلوب ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسلک میں متصرف نہیں بلکہ اپنے شیوخ اور علماء حق کے مسلک ہی پر گامزن ہیں جو لوگ اس کو حضرت شیخ رحمہ کا تفراد و تشدد قرار دیتے ہیں وہ اول تو اس بنیادی مسئلے کی اہمیت و حقیقت ہی سے ناواقف ہیں، دوم وہ غلط پروپیگنڈے کا شکار ہیں اور اپنے بزرگوں کی کتابیں دیکھنے کی انہوں نے زحمت ہی نہیں اٹھائی۔

حضرت شیخ قدس سرہ کے فہم فی القرآن تفسیری فوائد و نکات اور مسئلہ توحید میں استغراق کو علماء حق نے بنظر استحسان دیکھا ہے جیسا کہ حضرت لاہوری رحمہ کے ارشادات گزر چکے ہیں

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ نے مقدمہ جواہر القرآن مرتبہ حضرت مولانا غلام اللہ خان کا مطالعہ کرنے کے بعد مولانا کو حربہ لگرافی نامہ تحریر فرمایا ”درستہ میں آپ کی کتاب جواہر القرآن پڑھی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک پر فکر و فہم کی بڑی دولت پائی تھی اور آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ ان سے متمتع ہوئے اختلاف و اتفاق تو الگ چیز ہے مگر قرآن پاک کے مضامین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہ مند و ستان میں عزیز الوجود ہے مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیانہ اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی روح پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔“ (مقدمہ تفسیر جواہر القرآن صفحہ ۱)

حضرت مولانا علامہ محمد یوسف بنوری شامی سنن ترمذی اور شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ نیوٹاون کراچی حضرت محدث کشمیری قدس سرہ کی کتاب مشکلات القرآن کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔

وفي اثناء ذلك تتابعت تراجم القرآن وفوائد التفسيرية بعضها صحيحة من اهل الحق كتقريرات ترجمة القرآن افادها العالم العارف مولانا الشیخ حسین علی القنجاہی طال بقائه من تلامذة قطب العصر مولانا المحدث ابی مسعود رشید احمد گنگوہی (الدیوبندی المتوفی ۱۳۲۳ھ) (تتمۃ البیان لمشکلات القرآن ص ۲۹)

۱۹۴۵ء میں بہار پور میں منعقد ہونے والی جمعیتہ علماء ہند کا نفرنس سینکڑوں کا یہ علماء کی موجودگی میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ کی طرف سے حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی رحمہ نے حضرت شیخ قدس سرہ کی وفات حسب ذیل فتہ وارد پیش کی۔

”جمعیتہ علماء ہند کا یہ اجلاس حضرت مولانا حسین علی صاحب میاں نوالی جو توحید کے بیان میں سیف عرباں اور تمام مشرکانہ رسوم اور بدعات کے خلاف جبل الاستقامتہ اور اعلاء کلمۃ الحق میں لایمخافون فی اللہ لہو مہ لانسٹم کی شان کے حامل تھے... کے ساتھ ارتحال کو ملت کا نقصان عظیم خیال کرتے ہوئے دلی حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے“ (مختصر رپورٹ اجلاس مذکور مطبوعہ دہلی)

مولانا منظور نعمانی فرماتے ہیں :-

”اور ۱۳۵۵ھ میں قضا و قدر نے ایک عجیب اتفاق سے مجھے دو تین دن کے لئے خدمت بابرکت میں پہنچا دیا۔ اخلاص توحید اور اس کی دعوت تبلیغ کے ساتھ اتنا شغف، شرک و شوائب شرک سے اتنی بیزاری بلکہ ایسی عداوت، اور اتباع سنت کے ساتھ اس قدر انتہام مجھے کہیں اور دیکھنا یا نہ نہیں۔ اس کے علاوہ بھی جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اب اس کو یاد کر کے صرف حسرت ہی ہوتی ہے مجھے خود تو ان چیزوں کی معرفت سے بہرہ نہیں لیکن بعض واقعات سے سنا تھا کہ اس زمانہ میں اس ملک میں مجددی طریق سلوک کے وہ سب بڑے صاحب ارشاد شیخ اور ان دیار میں مجددی نسبت کے واحد حامل امین تھے۔“ (ماہنامہ الفرقان بریلی جلد ۸ شماره ۱۰ اباب ۱۰ ماہ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ)

۱۔ مقدمہ تفسیر جواہر القرآن سے ہے۔ سجاد بنجاری

مولانا محمد زکریا محدث سہارنپوری لامع الدرائی کے مقدمہ میں بحوالہ نبراس الساری مؤلف مولانا عبد العزیز گوجرانوالوی رقمطراز ہیں :-
عثر علیہ ای علی کتابہ النیراس من اقامہ اللہ مقامہ الارشاد وھدے الامتدایہ سبیل الرشاد اعنی شیخ المطرفۃ العلویۃ
ذالمقامات الرفیعة صاحب النکت البدیعة فی علوم القرآن والسنة السنیة عدة اخرى وسیلة مغفرتی شیخی ومطاعی مولانا
المولوی حسین علی الخ (رضی اللہ عنہ)
اس کے بعد خود مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں :-

قلت وکان المشیخ من اشد الناس فی رد البدعات حتی یکفر غلاة اهل البدعة الخ (کذا) ایضاً،
ہمارے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بلند پایہ مفسر قرآن صاحب بصیرت محدث، عمیق النظر فقیہ شیعہ کتب سنت،
فنا فی التوحید اور شرک بدعت کے لئے سیف عرباں ہونے کے علاوہ عارف کامل اور تمام سلاسل تصوف میں صاحب ارشاد بھی تھے قدوة المتحذین حضرت
علامہ محمد النور شاہ کشمیری آسے جب آپ کے شاگردا اور داماد مولانا سید احمد رضا بجنوری نے کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا مشورہ لیا تو حضرت شاہ صاحب
نے حضرت مولانا حسین علی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہونے کا مشورہ دیا جیسا کہ بجنوری صاحب نے مقدمہ انوار الباری جلد دوم اس کا ذکر کیا ہے
حضرت مولانا احمد علی لاہوری فرمایا کرتے تھے :-

”اس وقت پنجاب میں صرف ایک ہی ولی کامل ہے اور وہ مولانا حسین علی ہیں لیکن افسوس لوگوں نے انکو ”دہابی“ مشہور کر دیا اور ان کے
فیض سے محروم ہو گئے“

ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ کا علمی اور علمی پاریہ علماء حق کے نزدیک مسلم تھا۔
آئندہ صفحات میں تفسیر ”جواہر القرآن“ کے نام سے قرآنی معارف اور تفسیری فوائد کا جو بیش بہا خزینہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا
جا رہا ہے وہ قدوة السالکین، رئیس المفسرین حضرت شیخ مولانا حسین علی قدس اللہ تعالیٰ عنہ کے تفسیری نکات پر مشتمل ہے جن کی ترتیب
تدوین کا کام حضرت کے تلمیذ خاص شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے احقر الانام کے ذمہ لگایا اور قدم قدم پر رہنمائی فرماتے رہے اور حضرت
شیخ قدس سرہ کے تفسیری فوائد اور قرآنی معارف سے خاص طور پر احقر کو آگاہ فرماتے رہے۔ حضرت شیخ القرآن سالہا سال تک حضرت اقدس رح کی
خدمت میں رہے اور ان کے طرز خاص کے مطابق ان سے قرآنی علوم و معارف کی تحصیل فرمائی اور کم و بیش ۴۰ سال سے اپنے شیخ رح کے طرز پر قرآن حکیم
کا درس دے رہے ہیں اس وقت تک پاک و ہند کے علاوہ برما، ملایا، انڈونیشیا، افریقہ، افغانستان، ایران وغیرہ ملکوں کے ہزاروں علماء
ان کے درس سے مستفیض ہو چکے ہیں اور اپنی اپنی جگہ اسی طرز پر قرآن کی تدریس میں مصروف ہیں

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ اعلم قرآن میں صرف تین واسطوں — حضرت مولانا محمد منظر نانوتوی رح متوفی ۱۳۱۵ھ حضرت
مولانا شاہ محمد اسحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۲ھ اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۵۵ھ — سے حضرت امام
ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۱ھ کے شاگرد ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اپنے زمانے میں منفرد طرز تحقیق کے مالک اور علوم اسلامیہ میں امامت اور اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے حضرت
شاہ صاحب رح کے قرآنی علوم و معارف حضرت مولانا حسین علی صاحب رح کو اپنے شیوخ کی وساطت سے وراثت میں ملے اس کے ساتھ انہوں نے اپنے فطری
فہم و فراست اور خدا داد بصیرت سے کام لیا۔ اکل حلال اور صدق مقال کو اپنا شعار بنایا۔ سر و علانیہ اور ظاہر و باطن میں اتباع شریعت اور تقویٰ کو اختیار کیا
تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآنی اسرار و رموز کی مزید راہیں کھول دیں اور قرآن فہمی میں ان کو ایسی بصیرت اور ایسا عطا فرمایا جو ان کے کسی معاصر کو
حاصل نہیں تھا۔ بلاشبہ حضرت مولانا حسین علی رح اپنے زمانے میں قرآنی علوم کے امام تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کی معنوی تحریف کے اس دور میں ان کو محض
قرآن کی خدمت اور حمایت کے لئے پیدا فرمایا۔ حضرت مولانا کے انداز تفسیر کو کما حقہ سمجھنے کے لئے ان کی تفسیر کے مسلسل اور گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے نمونہ
اور رہنمائی کے طور پر چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں جن کا وہ تفسیر میں خاص خیال فرماتے تھے۔

۱۔ ہر سورت کا ایک دعوے یعنی اس کا محور اور مرکزی موضوع ہوتا ہے جو اس میں ایک یا یا کئی بار پوری صراحت سے مذکور ہوتا ہے اور سورت کی باقی تمام آیتیں بلا واسطہ یا بالواسطہ اسی کے گرد گھومتی اور کسی نہ کسی طرز سے اس کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں مثلاً بعض آیتوں میں مرکزی دعوے کے دلائل — دلائل عقلیہ یا دلائل نقلیہ — مذکور ہوں گے بعض آیتوں میں مرکزی موضوع پر تنویر ہوگی کہیں اصل دعوے کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کے لئے اس کا اعادہ ہوگا سورہ یقرہ میں دعوے توحید کا تین بار اعادہ کیا گیا ہے پہلی جگہ شرک فی الدعا۔ دوسری جگہ شرک فعلی اور تیسری جگہ شفاعت قبریہ کی نفی مقصود ہے — بعض آیتوں میں اصل دعوے کو ماننے والوں کے لئے دنیوی اور آخری بشارت اور نہ ماننے والوں کے لئے دنیوی اور آخری تحویل کا ذکر ہوگا وغیرہ ذالک

۲۔ سورتوں کی ترتیب اتفاقی یا اجتہادی نہیں بلکہ توقیفی ہے اور ہر سورت اپنے ماقبل اور مابعد کے ساتھ باقاعدہ مرتبط ہے

اسی طرح ہر سورت کی آیتیں بھی سلسلہ نظم و ربط میں منسلک ہیں۔

۳۔ آیت کا وہی مفہوم راجح ہوگا جو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہو اور آیت کے ماقبل اور مابعد سے مناسبت رکھتا ہو وہ نہ اسلام کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہو، نہ قواعد عربیت کے۔

۴۔ حتی المقدور آیت کا ایسا مطلب بیان کیا جائے جس میں حذف و تقدیر کی ضرورت ہی پیش نہ آئے یا کم از کم اس کا ارتکاب کرنا پڑے مثلاً لفظ ”اذ“ کا متعلق عام طور پر یہ جگہ ”اذکس“ مقدر مانا جاتا ہے مگر حضرت شیخ قدس سرہ اذ کے بعد کسی مباحثہ فعل مذکور کو اس کا عامل قرار دیتے ہیں کیونکہ ظروف کا اپنے عوامل پر تقدم جائز ہے۔

۵۔ حتی الوسع آیت کا ایسا مفہوم بیان کیا جائے جس پر سرے سے کوئی خارجی اعتراض اور شبہ وارد ہی نہ ہو اور تکلف جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آئے مثلاً الحمد للہ میں الف لام کو عام طور پر استفراق کے معنوں میں لیا جاتا ہے پھر اس پر سوال و جواب کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو علماء اور طلباء میں دھمے مثلاً ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر غیر خدا کی کیوں تعریف کی جاتی ہے حالانکہ غیر خدا کی تعریفیں خود قرآن میں مذکور ہیں پھر اس سوال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ غیر خدا کی تعریف بھی دراصل خداوند تعالیٰ ہی کی تعریف ہے کیونکہ مخلوق کی تمام خوبیوں کا سرچشمہ اور عطا کنندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے کسی خوبی کو جو غیر خدا کی تعریف ہوگی وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہوگی

لیکن حضرت شیخ رحمہ اللہ کو اس کے حقیقی مفہوم یعنی حمد و مجمل فرماتے ہیں اور حمد سے اللہ تعالیٰ کی صفات الوہیت مراد لیتے ہیں۔ اب الحمد للہ کا مطلب یہ ہوگا ”صفات الوہیت یعنی وہ خوبیاں اور کمفنیات جو کسی ذات کے الحق اور معبود بحق ہونے کے لئے ضروری ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور اس کے سوا کسی دوسری ہستی میں نہیں پائی جاتیں“ اس مفہوم پر سوال مذکور اور اسی نوع کے دوسرے سوالات وارد نہیں ہوتے۔

اسی طرح آیات استعین اہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں میں استعانت کو عموم پر محمول کرنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم دن رات مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر آدمی اپنے چھوٹے بڑے کاموں میں دوسروں سے استعانت کرتا اور مدد مانگتا ہے اور یہ یا بھی استعانت نہ صرف جائز بلکہ ناگزیر ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ وَلَعَادُوا لَوْ اَعْلٰی الْبَرِّ وَالْاَشْقٰوٰی رپ ۶: ۱۱۱ اور یہی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ لہذا استعانت اپنے عموم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص نہ رہی۔ اس سوال کا جو جواب دیا جاتا ہے وہ معروف ہے اس لئے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ استعانت کو یہاں عموم پر محمول نہیں فرماتے بلکہ استعانت سے صرف انہی امور میں استعانت مراد لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص اور اسباب عادیہ سے ماوراء ہیں مثلاً اولاد عطا کرنا، روزی دنیا، بارش برسانا، بیماری سے شفا دینا، مشکلیں آسان کرنا، مصیبتیں دور کرنا وغیرہ۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں غیر اللہ سے استعانت کی نفی کی گئی ہے وہ انہی مافوق الاسباب امور سے مختص ہے جو انسانی قدرت اور طاقت سے باہر ہیں۔ جو امور اسباب عادیہ کے تحت ہیں ان میں یا بھی استعانت و تعاون ممنوع

ہے نہ ایک تئیں سے اس کی نفی مقصود ہے۔

۶۔ بعض مفسرین نے نسخ کا وسیع مفہوم سامنے رکھ کر کئی سوایتوں کو منسوخ قرار دیا لیکن نسخ کے خاص مفہوم۔ ”آیت کی غلاوت باقی رہے اور اس کا حکم اٹھ جائے۔“ کے پیش نظر علامہ سیوطی متوفی ۸۹۱ھ نے صرف اس آیتوں کو منسوخ مانا ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بیس میں سے صرف پانچ کو منسوخ قرار دیا ہے اور پندرہ کی ایسی توجہیں فرمادی ہیں کہ وہ منسوخ نہیں رہیں لیکن حضرت ایشخ مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ پانچ آیتیں بھی محکم ہیں منسوخ نہیں ہیں اور اپنے ان آیتوں کی اپنے اپنے موقع پر نہایت عمدہ توجہیں فرمادی ہے۔

تفسیر جواہر القرآن کی ترتیب میں مذکورہ بالا امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور حتی الوسع حضرت شیخ رحمہ اللہ کے افادات کو کاملاً حق بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے مزید برآں بطور تائید عربی تفسیروں کے افضل حوالے بھی ساتھ شامل کر دیے گئے ہیں حضرت شیخ کے افادات کو تفسیر میں بالتفصیل بیان کرنے کے علاوہ ایک علیحدہ کالم میں اختصار کے ساتھ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ سے چونکہ ہر مرتبہ کی تفسیر منقول نہیں تھی اسلئے اکثر متداول تفسیروں سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ کتاب ایک مکمل اور مستند تفسیر کی صورت میں اہل علم کی خدمت میں پیش کی جاسکے۔

رَبَّنَا ثَقِیلُ مِثَالِنَا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِیعُ الْعَلِیمُ وَمَا تَوْفِیقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَیْهِ
تَوَكَّلْتُ وَإِلَیْهِ أُنِیبُ

احقر ابوالاحمد سجاد بخاری

لیلۃ الجمعة ، ۱۴ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ



تقریبات مشاہیر علماء اسلام و آراء مشائخ عظام

(۱) مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

کی رائے

لاستہ میں آپ کی کتاب جواہر القرآن پڑھی۔ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک پر فکر و فہم کی بڑی دولت پائی تھی۔ اور آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ ان سے متمتع ہوئے۔ اختلاف و اتفاق تو الگ چیز ہے مگر قرآن پاک کے مضامین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہ ہندوستان میں عزیز الوجود ہے مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیانہ اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔

لے اس سے تفسیر جواہر القرآن کا مقدمہ مراد ہے جو پہلے کی بار علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے (س۔ ب)

(۲) تقریظ رئیس المحدثین، یادگار سلف، شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتی

خلیفہ مازون رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَصَلَّى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرِ خَلْقِهِ، وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ - أَتَابَعْتُ فِي قَوْلِ الْمُسْكِينِ نَصِيرِ الدِّينِ الْغُورِ غُشْتَوِي، اِنِّي نَظَرْتُ فِي هَذَا التَّفْسِيرِ وَكَرَّرْتُ النَّظَرَ وَالْمُطَالَعَةَ فَوَجَدْتُهُ بِحَمْدِ اللَّهِ وَمُتَّعَهُ نَافِعًا مَفِيدًا لِلنَّاسِ - مَبَارَكًا - وَانِّي اسْأَلُ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْ يَنْفَعَنَا بِهِ الْمُسْلِمِينَ وَيُعْصِمَ عَنْ شَرِّ الْمُبْطِلِينَ وَالْحَاسِدِينَ - وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - (شيخ الحدوث مولانا نصير الدين غورغشتي)

(۳) تقریظ صاحب مدرار، بحر ذخارا ستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ولی اللہ صاحب میانوالی

حَامِدًا وَمُصَدِّقًا وَمُسَمِّيًا - مولانا غلام اللہ خان صاحب کی مرتب کردہ تفسیر قرآن حکیم کو میں نے بعض مقامات سے بغور دیکھا۔ الحمد للہ کہ اقتضائے زمانہ کے مطابق تشریح و توضیح بزبان اردو نہایت سادہ، عام فہم اور بہت محققانہ ہے۔ میں نے کوئی چیز اس میں خلاف مسلک اہل حق نہیں پائی۔ مولانا موصوف کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو فوز دارین نصیب فرمائے اعلیٰ درجہ اور رضوان کے اعلیٰ درجات سے مالا مال کرے اور اہل اسلام کو اس کے پڑھنے پڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین - واللہ ولی التوفیق وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ۔ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

وَإِنَّا الْعَبْدُ الْعَاجِزُ وَلِيُّ اللَّهِ عَافَا اللَّهُ عَنْهُ مِيَانَوَالِ، ضَلَحْ كَجَرَات

(۴) تقریظ محدث خیر فقیہ بصیر حضرت مولانا ظفر احمد صاحب، عثمانی

شیخ الحدیث دارالعلوم ٹنڈوالہ یار

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلَاةِ بَدَوْنِ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ مَعَ جَوَاهِرِ الْقُرْآنِ از مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ و ترجمہ حضرت شیخ العالم مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ و فوائد موضوع القرآن از حضرت ترجمان القرآن مولانا شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی و فوائد فتح الرحمن از مجدد و محدث الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطبوعہ نمونہ کا مطالعہ کیا جو ص ۲۸ تک میرے پاس آیا تھا، ماسٹرا اللہ فہم قرآن کے لئے اردو میں یہ قرآن مترجم و محشی بہت معین ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مگر ہی مولانا غلام اللہ خان صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے یہ عمدہ مجموعہ مرتب فرما کر شائع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو مقبول اور مسلمانوں کو اس سے منفع فرمائیں۔ والسلام۔

ظفر احمد عثمانی عفی عنہ از دارالعلوم، ٹنڈوالہ یار

(۵) تقریظ جامع علوم نقلیہ و ماہر فنون عقلیہ، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا رسول خان صاحب

شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

حضرت مولانا غلام اللہ صاحب ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ و محقق احکام شریعہ اصولیہ و فروعیہ و رافع لواء السنۃ و قالہ رایا البدعہ موصوف بہرہ صفت الحاج مولانا غلام اللہ خان کی تفسیر جواہر القرآن و لآلی الفرقان پارہ اول کے بعض مقامات نظر سے گزرے ہیں تفسیر میں بحمد اللہ مقاصد قرآن کریم باحسن الطرق بیان کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے و تفسیر کو ہدیٰ للناس کا مصداق بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔ محمد رسول خان عفی عنہ جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن، لاہور

(۶) تقریظ جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب بہبوی

خليفة مجاز حضرت مولانا محمد علی صنا تھانوی سابق صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ ابا بعد احقر نے اس کلام مجید کو اور حواشی و ترجمہ کو مختلف مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل کیا حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب جو ایک مشہور عالم اور تفسیر سے کافی شغف رکھتے ہیں، انہوں نے کافی عرق ریزی اور کوشش سے اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کے ارشادات کو مرتب کر کے عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ ماشاء اللہ تعالیٰ یہ بہترین ذخیرہ ہے۔ کلام اللہ سمجھنے کے لئے اس میں سہل اور اخضر طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کی کوشش کو قبول فرمائے۔ میں ہرگز اس قابل نہیں ہوں کہ اتنے بڑے بڑے بزرگان دین اور حضرات مشائخ عظام کے ارشادات کے متعلق کچھ عرض کر سکوں۔ مگر بعض حضرات کے اصرار پر دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ قرآن کے فہم کے لئے بہترین ذخیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مجھ ناکارہ کو اور جملہ ناظرین و سامعین و تالین کو صلاح و سعادت دارین عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ فقط

(شیخ الحدیث مولانا) احقر العباد بندہ عبد الرحمن غفرلہ کیمیلپوری (خليفة مجاز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
وسابق صدر المدرسين و شيخ الحديث مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور)

(۷) تقریظ خطیب اسلام حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری

خطیب جامع کالری گجرات۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ الحمد لله وسلاماً على عباده الذين اصطفى۔ ابا بعد تفسیر جواہر القرآن مع مقدمہ کا مطالعہ نصیب ہوا۔ الحمد للہ مطالب و معانی اور ربط السور والایات میں بے نظیر پایا۔ پاک و ہند میں قدیم و جدید تعلیمیافتہ طبقات (خصوصاً طلبائے کرام و علمائے عظام) کے لئے انشاء اللہ العزیز بہت مفید اور نادر الوجود تحفہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب کو اہل اسلام کی طرف سے جزا و احسن عطا فرمائے جنہوں نے سلطان العارفین رئیس المفسرین سند الفقہاء والمحدثین شیخنا و مرشدنا حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلفائے سلف امانت قرآنی کو باحسن طریق تالیف و طبع کر کے تمام علمی حلقوں تک پہنچا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے اس نعمت عظمیٰ اور خدمت حسنیٰ کو دارین میں باعث فلاح و فوز اور ذریعہ نجات بنائے۔ جن حضرات نے اس تفسیر بے نظیر میں کسی قسم کی بد خدمت اور امانت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ محض اپنی قدرت کاملہ و فضل و رحمت سے ان سب کو دونوں جہان میں اجر جزیل و رزق جمیل عنایت فرمائے۔ ویرحمہ اللہ عبد افتال امیناً۔ والحمد لله رب العالمین۔

عنایت اللہ بخاری عفی عنہ مدرسہ جامع، گجرات

(۸) تقریظ مفسر قرآن شایع حدیث، شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، گوجرانوالہ

سابق مدرس، دارالعلوم، دیوبند

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کی تفسیر کے متعلق احقر کی ناقص رائے یہ ہے کہ

آفتاب آمد و میل آفتاب گرد لیلے باید از ور و متاب

جب اس تفسیر بے نظیر کی طرف کوئی صاحب مراجعت گریں تو انہیں یہ خوشخبری دینا بڑا بر محل ہے کہ محمد اللہ علی الخیر بسقطت و

من البصیر استفتت۔ تفسیر کیا ہے، شیدایانِ توحید اور مشائقانِ علوم کلام مجید کے لئے جواہر مغز و نہ اور لالی منظومہ جس میں لا الہ الا اللہ کے معنی کو اصلی اور صحیح تقاضا کے مطابق سمجھایا گیا۔ فاغتمہ فانہ اجدے من تفاریق العصب ولا بطل سحر السحرین مثل عصب موسیٰ فجنہ اللہ تعالیٰ مؤلفہ عنی وعن سائر المسلمین احسن الجزاء واجمل العطاء واللہ الموفق الاحقر شمس الدین ناظم و مدرس جامعہ صدیقیہ، گوجرانوالہ

(۹) تقریظ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب۔ ساکن مرجان ضلع کیمبلپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰ۔ اما بعد۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ نزولِ قرآن سے پہلے بیدینی اور کفر و شرک اپنی انتہاء کو پہنچ چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی دنیا میں کفر و الحاد، مادہ پرستی اور شرک و بدعت کا زور ہو جائے اس وقت قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں چونکہ ہر طرف الحاد، مادہ پرستی اور شرک و بدعت کی لٹھائیں چھا رہی ہیں اس لئے اب مسلمانوں کو ان کی پیٹ سے بچانے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ قرآن کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اس کے مضامین کو عوام و خواص کیلئے قریب الفہم بنایا جائے۔ الحمد للہ تفسیر جواہر القرآن جس میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری فوائد و نکات جمع فرمائے ہیں اس میں وہ تمام چیزیں آگئی ہیں جن کا جاننا قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عوام و خواص کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا کرے اور مولانا کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

الاحقر غلام مصطفیٰ عفی اللہ عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

(۱۰) تقریظ حضرت علامہ مولانا مفتی سیاح الدین صاحب، کاکا خیل

صدر مدرس مدرسہ اشاعت العلوم لاپپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَىٰ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰ۔ اما بعد حضرت مولانا حسین علی صدقائے بھراؤ والے رحمۃ اللہ علیہ ایک جید اور ممتاز عالم دین اور اپنے وقت کے ایک شیخ طریقت تھے۔ انہوں نے تمام عمر دوسرے علوم دینیہ کی خدمت کے علاوہ خاص طور پر قرآن مجید کی تفسیر و تشریح اور تعلیم و تدریس میں اس طرح گزاری تھی کہ قرآنی علوم میں سے خاص طور پر مسئلہ توحید کو نہایت شرح و بسط اور پوری تفصیلات کے ساتھ داشتکاف الفاظ میں پھیلا دیا۔ اور مسلسل سعی و جدوجہد میں لگے رہے اور اسی طرح عوامی افادہ و اصلاح کے علاوہ ایسے تلامذہ کا ایک خاص حلقہ بھی تیار کیا جو ان کے بعد ان کے اس دینی اور علمی کلام کو اسی طرز و انداز پر جاری رکھ سکیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید سے ایک خاص شغف تھا۔ اور وہ کثرتِ مزاولت، خدا داد ذہانت و ذکاوت اور خاص فوق استنباط کی بناء پر قرآنی علوم کے نکات و معارف آیات الہی سے نکالا کرتے تھے۔ اور ربط آیات و سورت کے بارے میں بھی ان کا ایک خاص مجتہدانہ انداز تھا۔ ان علمی نوادر اور تفسیری نکات و لطائف کو انہوں نے خود تو کسی خاص تفسیر میں قلمبند نہیں فرمایا لیکن ان کے خصوصی تلامذہ کے واسطے سے یہ چیزیں کچھ نہ کچھ محفوظ رہ گئیں۔ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسئلہ توحید کے اظہار و بیان میں نشہ نہ تھا۔ اور بعض صحیح العقیدہ حضرات علمائے کرام بھی نیک نیتی کے ساتھ ان تعبیرات اور طرز ادا کو اپنے خیال میں پسند نہیں فرماتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس تشدد اور تعبیر کی سختی میں بڑا دخل مخالف ماحول اور ان علاقوں میں شرکیہ اقوال و اعمال اور بدعتات کے فروغ کو بھی دخل تھا۔ دراصل مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہوں میں اس مسئلہ توحید کی اہمیت دوسرے سب مسائل سے زیادہ تھی اور بقول علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیا کی

اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا تھا اور وہ جب دیکھتے تھے کہ عام مسلمان کیا بلکہ علماء و مشائخ بھی اس کو وہ اہمیت نہیں دے رہے ہیں اور توحید خالص کے منافی اقوال و اعمال کو منکر اور دیکھ کر چشم پوشی کرتے ہیں تو وہ اپنی شدت احساس، طبیعت کی تیزی اور عشق توحید میں سرشاری کی وجہ سے بے اختیار صحیح مسائل کی تعبیر و اداء میں تشدد اختیار فرماتے تھے۔

نوار تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی ہدی را نیز ترمی خواں چو محمل را گراں بینی

نیز مخالفین کی بے جا ضد و عناد اور مکابرہ کو دیکھ کر جذبات کا بے قابو ہونا عام حالات میں ایک فطری امر ہے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کے مسترشدین و تلامذہ نے حق تلمذ ادا کر کے توحید و سنت کی اشاعت اور قرآن مجید کی تعلیم تدریس کا یہ سلسلہ پورے ملک میں جاری رکھا چنانچہ آپ کے حلقہ تلامذہ و مریدین میں سے ایک خاص تلمیذ و مسترشد اور ممتاز و مستند جید عالم دین مولانا غلام اللہ خان صاحب نے عرصہ دراز سے راولپنڈی شہر میں تعلیم الہیہ کے نام سے ایک مرکزی ادارہ قائم کر کے قرآن مجید کی تعلیم و تدریس اور مسئلہ توحید کی اشاعت و تبلیغ کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ چنانچہ سال بھر دوسری کتب دینیہ اور تفسیر و حدیث کی تعلیم تدریس ہوتی ہے اور شعبان و رمضان المبارک میں ملک کے مختلف اطراف و جوانب سے چار پانچ سو طلبہ اس حلقہ فیض اور مرکز علوم قرآنی سے تفسیر قرآن مجید کے استفادہ کے لئے آجاتے ہیں جن میں ابتدائی کتب عربیہ پڑھنے والے طلبہ سے یک دروہ حدیث کی تکمیل کر کے سند یافتہ حضرات تک شامل ہوتے ہیں ان طلبہ کو حضرت ممدوح نہایت محنت و جانفشانی اور پورے انہماک و توجہ کے ساتھ حضرت مولانا حسین علی نقا قدس سرہ العزیز کے طرز پر قرآن مجید کا درس دیکر فارغ کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح ہر سال یہ سینکڑوں طلبہ اپنی علمی استعداد اور ظرف کے مطابق قرآن مجید کچھ کرجاتے ہیں۔ اور مولانا موصوف کے اخلاص، سعی پیہم اور مسئلہ توحید کے ساتھ والہانہ عشق و محبت کا اثر ہے کہ وہ ان چند دنوں میں تمام طلبہ کو اپنے رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور جب وہ رمضان المبارک گذار کر اس درگاہ سے نکلتے ہیں تو بادۂ توحید سے ایسے سرشار ہو کر نکلتے ہیں کہ پھر وہ علامہ اقبال مرحوم کے قول کی مطابق یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند بہار ہو کہ خنساں لا الہ الا اللہ

ہر جگہ اور ہر موقع پر فصل لالہ و گل کا انتظار اور موسم بہار اور موسم خزاں کا فرق کئے بغیر یہی نغمہ توحید سناتے رہتے ہیں جیسا کہ ذکر کر چکا ہوں۔ شکر کہ دورہ تفسیر طلبہ کی علمی استعداد مختلف اور کم و بیش ہوتی ہے۔ اس لئے بعض کم استعداد طلبہ اگر دلائل اور ان کے مقدمات و مبادی کو پورے طور پر علمی انداز میں ضبط بھی نہ کر سکیں لیکن مطالب و نتائج پر سب کا یقین پختہ ہو جاتا ہے اور اس پختہ یقین کی بناء پر وہ توحید و سنت کے داعی بیکر کام کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنے عقائد و نظریات میں خوب مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں اور آج دیکھا جاتا ہے کہ پورے ملک میں انہی نعمات توحید کی گونج سنائی دیتی ہے مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اس مقصد کے لئے دارالعلوم تعلیم القرآن کے ساتھ ساتھ ماہوار صحیفہ تعلیم القرآن بھی جاری کیا ہوا ہے جس کی ترتیب و ادارت کا کام ایک نیک سیرت و نیک کردار مستند عالم دین فاضل دیوبند مولانا سید احمد حسین صاحب سجاد بخاری مدظلہ کے سپرد ہے۔ اس ماہنامہ میں دوسرے علمی اور دینی مضامین کے علاوہ بالالتزام تفسیر قرآن مجید کا کچھ حصہ مولانا غلام اللہ خان صاحب کے قلم سے شائع ہو رہا ہے جس میں مولانا موصوف خصوصی طور پر ان آیتوں کی تفسیر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز و انداز پر کرتے ہیں جن کا تعلق مسئلہ توحید کے ساتھ خاص طور پر ہے۔ اور ساتھ ہی مولانا کی بعض توجہات و مرجحات کی تائید و تصدیق کے لئے کتب سلف اور تفاسیر متقدمین کے حوالے بھی درج کر دیتے۔ اب تفسیری اجزاء کو ایک مستقل تفسیر کی شکل میں شائع کر نیک فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ ایک مستحسن فیصلہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس تفسیر کے مطالعہ سے عام مسلمانوں کو عموماً اور طلبہ قرآن مجید کو خصوصاً بہت فائدہ پہنچے گا۔ ربط آیات کی ایسی بہت سی تقاریر اور بہت سے ایسے تفسیری نکات و لطائف کا علم اس تفسیر کے ذریعہ سے ہو جائیگا جو حضرت مولانا حسین علی رحمہ کے خصوصی علمی نوار و شمار ہوتے ہیں۔ نیز اکابر سلف اور تفاسیر متقدمین کے بہت سے ایسے حوالے اس تفسیر کے واسطے سے عام طلبہ کو مل جائیں گے جن تک براہ راست ان کا پہنچنا مشکل ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ دوسری کتب کی طرح قرآن مجید کی کوئی تفسیر بھی بہر حال انسانی تصنیف ہوتی ہے

اور اس میں مصنف سے نادانستہ یا غلط فہمی کی بنا پر کوئی لغزش علمی طور سے ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر کسی مسئلہ یا مسئلہ کی تعبیر اور طرز ادا میں دوسرے اہل علم کو اس مصنف سے اختلاف ہو تو یہ علمی انداز نہیں کہ ان چند مسائل یا تعبیرات کی وجہ سے پوری کتاب کو بدعت تنقید بنا کر لوگوں کو اس کے مطالعہ سے روکا جائے۔ اور پوری کتاب سے استفادہ کرنے میں رکاوٹ ڈال دی جائے۔ بلکہ چاہیے کہ جذبہ خیر خواہی اور پوری دیانتداری کیساتھ علمی طور پر ان باتوں پر دوبارہ غور کر کے نئی نشاندہی کی جائے اور دلائل و براہین کی روشنی میں ان پر تنقید کی جائے۔ اس طرح خود مصنف کو بھی ان باتوں پر دوبارہ غور کرنے کی طرف متوجہ کیا جاسکتا ہے اور نامناسب فضا بھی قائم نہیں ہوتی۔ اور قارئین کتاب بھی غلطیوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے اسلاف کا یہی طریق کار رہا ہے۔ میں مثال کے طور پر علامہ زرخشری رح کی مشہور تفسیر کشاف کو پیش کرتا ہوں۔ یہ حقیقت تو بالکل ظاہر و ثابت ہے کہ بہت سی آیات کی تفسیر علامہ زرخشری رح نے اپنے مسلک اعتزال کے مطابق اس انداز سے کی ہے جس سے معتزلہ کی تائید ہوتی ہے اور اہل سنت کے مسلک حق کے مطابق آیات کی وہ تفسیر درست نہیں لیکن اس کے باوجود چونکہ کشاف میں بہت سی ایسی خوبیاں اور بلاغت کے نادر نکات و معارف اور لغوی اور نحوی تحقیقات ہیں جن سے فائدہ اٹھانا بہر حال ضروری ہے تو بعد میں آنے والے ائمہ مفت سن مثلاً امام رازی رح قاضی بیضاوی رح، ابوالسعود رح اور علامہ آلوسی رح نے اگرچہ ان خاص آیات کی تفسیر میں کشاف کی رائے قبول نہیں کی بلکہ ان پر تنقید کر کے دلائل و براہین کے ساتھ اس کے جوابات دیے لیکن علامہ زرخشری رح اس کی تفسیر کی عظمت و منزلت کا انہوں نے ہمیشہ اعتراف کیا۔ بلکہ ان تمام تفاسیر کا بنیادی ماخذ یہی کشاف ہی ہے۔ آپ اگر بغور مطالعہ فرمائیں تو ان تفاسیر میں کشاف کی پوری پوری عبارتیں بعینہ آپ کو موجود ملیں گی جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہمارے اکابر میں تنگ نظری کبھی بھی نہیں تھی کہ چند مسائل میں اگر اختلاف ہوا تو پوری کتاب کو متروک قرار دیا ہو۔

اکابر علماء و مفسرین کے اس مسئلہ اور معقول اصول کی روشنی میں بھی امید کرتا ہوں کہ اہل علم اس تفسیر کے بارے میں بھی یہی عادلانہ اور علمی نظریہ اور رویہ اختیار فرمائیں گے۔ اگر کسی خاص مسئلہ یا اس کی تعبیر میں وہ اختلاف رکھتے ہوں تو اس کی بنا پر اس کے مفید اور علمی اجزاء سے لوگوں کو محروم نہ کریں۔ اور پوری تفسیر کو قابل ترک اور بدعت تنقید نہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولینا کو دین اور علم دین اور خاص کر اشاعت علوم قرآن مجید کی خدمت کے لئے تادیر زندہ و سلامت اور ہر فتنہ و آفت سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین اللہم یا رب العالمین۔

احقر العباد سید سیاح الدین کا کاخیل مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد لائپٹوہ شہر

۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۳ھ بروز جمعۃ المبارک

(۱۱) تقریظ مجاہد ملت حامی سنت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ ضا، بخاری

صدر تنظیم اہل سنت، پاکستان (ملتان)

شیخ القرآن حضرت مولینا غلام اللہ خان صاحب مظلہ العالی کو رب العزت نے اپنے کلام قدیم قرآن کریم کی خدمت کے لئے چن لیا ہے، آپ نے کتاب اللہ کی نشر و اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔

قرآن کریم کا زیر نظر ترجمہ اور تفسیر اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ترجمہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر (جو اہل القرآن) اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہما اللہ کے فوائد کی ترتیب و اشاعت قرآن کریم کی ایک بے مثال خدمت ہے۔ جو اللہ رب العزت نے اپنے ایک مقبول بندہ حضرت شیخ القرآن سے لی ہے۔ میں اس اعزاز و شرف پر حضرت مظلہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

سید نور الحسن بخاری خادم تحریک تنظیم اہل سنت پاکستان (ملتان) یکم شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

دیباچہ موضح قرآن

از حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۲۳۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الہی شکر تیرے احسان کا اور کروں کس زبان سے کہ ہماری زبان گویا کی اپنے نام کر۔ اور دل کو روشنی دی اپنے کلام کر۔ اور امت میں کیا اپنے رسول مقبول کی جو اشرف انبیاء اور نبی الرحمت جس کی شفاعت سے امیدوار ہیں ہم کہ پاویں دو جہان کی نعمت۔ الہی اس نبی امت پر در کو اپنی رحمت کامل سے درجات اعلیٰ فیض کر جو حد نہ ہو کسی مخلوق کی۔ اور اپنی عنایت اس پر ہمیشہ افزوں رکھ دنیا اور آخرت میں اور اس کی آل اطہار پر اور اصحاب کبار پر اور اس کی امت کے علماء مقتدا پر اور اولیاء با صفا پر اور غبار اور ضعف پر۔ سب پر آمین یا رب العالمین

بعد انہیں سنا چاہیے کہ مسلمان کو واجب ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی صفات جانے اور اس کے ختم معلوم کرے اور مرضی اور نامرضی تحقیق کرے کہ بغیر اس کے بندگی نہیں۔ اور جو بندگی نہ بجا لاوے وہ بندہ نہیں۔ اور اللہ سبحانہ کی پہچان آوے تہانے سے۔ آدمی پیدا ہوتا ہے محض نادان سب چیزیں سمجھتا ہے کھانے سے۔ اور بتانے سمجھانے والے ہر چند تقریریں کریں اس پر ابر نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ تہایا۔ اس کے کلام میں جو ہدایت ہے۔ دوسرے میں نہیں پھر کلام پاک اس کا عربی ہے اور سندوستانی گواہ اس کا محال۔ اس واسطے اس بندہ عاجز عبدالقادر کو خیال آیا۔ کہ جس طرح ہماری والد بزرگوار حضرت شیخ ولی اللہ بن عبد الرحیم محدث دہلوی ترجمہ فارسی کر گئے ہیں سہل و آسان۔ اب ہندی زبان میں قرآن شریف کو ترجمہ کرے۔ الحمد للہ کہ شانہ بارہ سو پانچ میں میسر ہوا۔

اب کئی باتیں معلوم رکھیں۔ اول یہ کہ اس جگہ ترجمہ لفظ بلفظ ضرور نہیں کیونکہ ترکیب ہندی عربی سے بہت بعید ہے۔ اگر بعینہ وہ ترکیب رہے تو معنی مفہوم نہ ہوں۔ دوسری یہ کہ اس میں زبان ریختہ نہیں بولی بلکہ ہندی معارف تا عوام کو بے تکلف دریافت ہو۔ تیسری یہ کہ ہر چند سندوستانیوں کو معنی قرآن اس سے آسان ہوگا لیکن اب بھی استاد سے سند کرنا لازم ہے۔ اول معنی قرآن بغیر سند معتبر نہیں۔ دوسرے ربط کلام ماقبل و مابعد سے پہچاننا اور قطع کلام سے بچنا بغیر استاد نہیں آتا۔ چنانچہ قرآن زبان عربی ہے پر عرب بھی محتاج استاد تھے۔ چونکہ شہادت یہ کہ اول فقط ترجمہ قرآن کا ہوا تھا۔ بعد اس کے لوگوں نے خواہش کی۔ تو بعضے فوائد تائید بھی متعلق تفسیر داخل کئے۔ اس فائدے کے امتیاز کو حرف فاشان رکھا۔ اگر کوئی مختصر چاہے صرف ترجمہ لکھے۔ اگر مفصل چاہے فوائد بھی داخل کرے۔ باقی فوائد خط ہندی لکھنے میں طول ہے استاد سے معلوم ہوں گے۔ البتہ ہندی میں بعض چیزیں لکھتے ہیں کہ فارسی میں نہیں۔ اس سبب سے فارسی خواں اولیٰ اکتفا ہے۔ دوسرے دیکھتے تو ماہر ہو جاتے۔

اور اس کتاب کا نام موضح قرآن ہے اور یہی اس کی صفت ہے۔ اور یہی اس کی تاریخ۔ الہی و سیدی و مولائی تیری عنایت ہے۔ اور تو ہی قبول کر اپنے فضل سے یا رُؤف یا رحیم یا مالک الملک ذا الجلال والاكرام

دیباچہ موضح قرآن از شاہ عبدالقادر محدث دہلوی۔ مطبع اسلامی مدراس کے مطبوعہ قرآن مجید مع ارواح ثلاثہ سے نقل کیا گیا۔ اور تفسیر جواہر القرآن کے ساتھ فیروز سنز پریس بیرون شیرانوالہ دروازہ لاٹو میں چھپوایا گیا۔ طباعت ماہ شعبان ۱۳۲۸ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آئمہ ابداً و علی جمیع عبادہ الصالحین۔ لیلا و نہار۔ مکتبہ الفقیر ابوالحسن السجاد البخاری۔ وقت عصر من یوم الجمعۃ التاسع عشر من رجب سنۃ ثلث و ثمانین بعد الالف و ثلث مائۃ من ہجرۃ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

مقدمہ تفسیر جواهر القرآن

از افادات

رئیس المفسرین حضرت مولانا حسنین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترتیب

شیخ القرآن مولانا علام اللہ خاں صاحب

نظروثانی و ترتیب جدید

سید ابوالاحمد سجاد بخاری



حصہ اول _____ در بیان اصطلاحات

اصطلاح (۱) دعوی یا موضوع سورت

دعویٰ یا مضمون سورۃ سے مراد سورۃ کا مرکزی مضمون ہے جو تمام سورۃ کے لئے بمنزلہ محور ہوتا ہے۔ سورۃ کے باقی مضامین اسی کے گرد چکر لگاتے ہیں یا اس کی مثال بنتے اور تخم کی سی ہے۔ جس طرح درخت کے ہر پتے اور شاخ میں تخم کا اثر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ہر درخت دوسری نوع کے درختوں سے ممتاز نظر آتا ہے۔ بعینہ اسی طرح سورۃ کی ہر آیت کو اصل دعویٰ سے ضرور کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے اور اس دعویٰ کی بنا پر ایک سورۃ دوسری سورۃ سے ممتاز نظر آتی ہے۔ اس کی مثال دلائل کے ضمن میں آئے گی۔

اصطلاح (۲)، دلیل

دلیل اس بیان کو کہتے ہیں جس سے دعویٰ ثابت کیا جائے۔ قرآن مجید میں دعویٰ ثابت کرنے کے لئے چار قسم کے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ (۱) دلیل عقلی محض (۲) دلیل عقلی مع اعتراف الخصم (۳) دلیل نقلی اور (۴) دلیل وحی۔

دلیل عقلی اس دلیل کو کہتے ہیں جس میں ایسے امور مذکور ہوں جن کا تعلق عقل سے ہے۔ دلیل عقلی کے ذریعے ہر صاحب عقل دعویٰ کو سمجھ سکتا ہے۔ اگر مخاطب کافر و مشرک ہو تو بھی عقل سلیم اسے یہ بات منوالے پر مجبور کرے گی کہ جو امور دلیل میں مذکور ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے قبضہ قدرت میں نہیں ہیں نہ کسی نبی یا ولی کے ذمہ اللہ کے لئے اللہ کے سوا کوئی عبادت اور کیا کار و زندہ و منت کے لائق نہیں۔ اسی طرح اگر مخاطب دھرم پر ہو تو عقل سلیم اسے بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر آمادہ کرے گی کہ مذکور فی الدلیل امور کا نظام خود بخود نہیں چل سکتا بلکہ ایک قادرِ قیوم ہستی اس کے نظام کو چلا رہی ہے اور یہ کائنات شہدادہ کا نہیں ہے مثال دے کر یوں فرمائیے: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا إِلَهَكُمْ الْغَيْبُ الَّذِي يَخْلُقُكُمْ وَلِلَّهِ الْمَوْتُ وَلِلَّهِ الْحَيَاةُ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ الْكُتُبُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ** (بقرہ ۲) اس میں **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا إِلَهَكُمْ** دعویٰ تو حید ہے یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو پھر **الَّذِي يَخْلُقُكُمْ** سے **رَبُّ قَائِلُكُمْ** تک دلیل عقلی ہے یعنی تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی طرح تمہارے لئے زمین کو فرشِ ادا و آسمان کو چھت اسی نے بنایا اور آسمان سے مینہ برس کر زمین سے تمہاری روزی کا سامان بھی اسی نے پیدا کیا۔ تمہارے مہبودانِ باطلہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا اس کے بعد **فَلَا تَخْجَعُوا إِلَيْهِ** آندا دلیل کا نتیجہ ہے یعنی جب تم جانتے ہو کہ یہ سارے کام کرنے والا اللہ ہے تو پھر کسی کو عبادت میں اس کا شریک نہ بناؤ۔

تنبیہ - یہاں دعویٰ میں حصہ ہے جیسا کہ مفہوم میں ظاہر کر دیا گیا ہے اور نتیجہ بھی اس پر صراحت سے دلالت کرتا ہے تو دعویٰ کا مقصد یہ نہیں کہ اللہ کو معبود مانو بلکہ مقصد یہ ہے صرف اللہ ہی کو معبود مانو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ کیونکہ نزول قرآن سے پہلے مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ سب خدا کو اپنا معبود مانتے تھے لیکن وہ اس کے ساتھ ادول کو بھی شریک کہتے تھے۔ اس لئے شرک سے منع فرمایا اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔

دلیل عقلی مع اعتراف الخصم

ایہ وہ دلیل عقلی ہے جس کو منکرین سے استفہام کے طور پر بیان کیا جائے اور ساتھ ہی ان کے تسلیمی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جواب بیان کیا جائے مثلاً

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاِسْفَاكِ وَالْاِغْصَانِ وَالْجُبْنِ وَالْخُبْنِ وَالْاِسْخَاكِ وَالْاِسْخَانِ وَالْاِسْخَاكِ وَالْاِسْخَانِ وَالْاِسْخَاكِ وَالْاِسْخَانِ

بلکہ بتاؤ کہ وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار چیز کو بے جان سے اور بے جان چیز کو جاندار چیز سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کر لے تو وہ جواب میں یہی کہیں گے (ان تمام کاموں کا کرنے والا) اللہ ہی ہے۔ ابتدا میں چند ایسے امور ذکر فرمائے جن کے بارے میں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ ان امور کا فاعل اور کارساز صرف اللہ ہی ہے اس لئے آخر میں فرمایا فَصَيِّقُوْهُ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ جِوَانٌ

دلیل نقلی جب دعویٰ کے اثبات کے لئے کوئی عقل پس کی جائے تو وہ دلیل نقلی کہلائے گی۔ دلیل نقلی کی سات قسمیں ہیں (۱) گذشتہ آسمانی کتابوں سے (۲) انبیاء و صلوات علیہم سے (۳) بلا (۴) انہ
سابقین سے تفصیلاً نام بنام (۵) کتب سابقہ کے عالموں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے (۵) جنات سے (۶) ملائکہ سے اور (۷) برزویوں سے
سات قسم کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ مثال اول۔ دلیل نقل از کتب سابقہ۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِیْلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي ذُرَیًّا وَلَا
(بنی اسرائیل ۵۱) اور ہم ہی نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت (کا ذریعہ) بنایا تھا۔ اس میں یہ حکم تھا کہ میرے سوا کسی کو کار ساز نہ بناؤ۔ یہ تواریث سے دلیل نقلی ہے۔
مثال دوم۔ دلیل نقل از انبیاء علیہم السلام اجمالاً۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُفِیْهِ إِلَيْهِ أَنْهَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْ دُنِ الْأَنْبِیَاءِ ۚ (۲۶) اور آپ سے پہلے ہم
نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر اس کی طرف ہم نے ہی دعویٰ کی تھی کہ میرے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اس لئے صرف میری ہی عبادت کرو۔ مثال سوم۔ مثال نقل از ابراہیم علیہ السلام تفصیلاً۔ وَادْعُ
فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِیْمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّیقًا نَبِیًّا ۚ اِذْ قَالَ لِأَبِیْهِ یَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَيْئًا ۚ (۲) اور ذکر کیجئے کہ

دلیل وحی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعویٰ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم بھی ملتا ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے اور اپنی رائے سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ مجھے اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی حکم ملا ہے کہ میں یہ دعویٰ اور مضمون تم تک پہنچاؤں۔ چنانچہ ارشاد ہے: **قُلْ إِنِّي نُهُيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِي الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُصِرْتُ أَنْ أُسَلِّمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ** (مومن ۶۷)، فرمادیتے مجھے ان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جبکہ میرے پاس اپنے رب سے کھلی باتیں آچکی ہیں (ادریہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے کو اللہ کے سپرد کر دوں)

فائدہ جلیلہ قرآن مجید میں دعویٰ توحید کو تینوں قسم کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے تاکہ مادہ اذکار کا بالکل الیہ ستیصال ہو جائے۔ اور منکرین کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ دلیل عقلی اس لئے ذکر کی جاتی ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ دعویٰ توحید عقل سلیم کے عین مطابق ہے اور دلیل نقلی اس لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ دعویٰ توحید میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منفرد نہیں ہیں بلکہ آپ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی مسئلہ توحید بیان فرماتے رہے ہیں اور دلیل وحی اس لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ منکرین دعویٰ کے اس اعتراض کا جواب ہو جائے کہ مسئلہ توحید کے علاوہ اور مسائل واحکام تھوڑے ہیں یہ کیا ضروری ہے کہ اسے ہی بیان کیا جائے۔ اس لئے اسے چھوڑ کوئی اور مسئلہ بیان کرو۔ اس پر دلیل وحی سے جواب دیا کہ میں تو اللہ کی طرف سے اس کام (یعنی توحید پین کرنے پر مامور ہوں) اس لئے ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

بعض دفعہ منکرین سے دعویٰ کا ایک حصہ تسلیم کر لیا اس کے باقی حصے نہایت وضاحت سے ان کے سامنے بیان کر دیئے جاتے ہیں جن کی وہ صراحتاً تردید نہیں کر سکتے۔ اسی طرح گویا کہ انہوں نے دعویٰ کے تمام حصے صراحتاً اور عمنّا تسلیم کر لئے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَلَکِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ هَهَذَا وَجَعَلَ فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيِّتًا ۚ كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَنَخْلُقُ الْإِنسَانَ مِنْ طِينٍ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يَخْلُقُ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۖ وَالْإِنْسَانُ أَكْفَرُ مَا تُكْبِرُونَ (زخرف ١٠-١٦) ترجمہ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ زمین و آسمان کس نے پیدا کئے تو کہیں گے کہ ہمیں کسی بہت غالب اور بہت جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔ وہ دہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور وہی ہے جس نے آسمان سے اندازے کے مطابق پانی اتارا اور پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا۔ اسی طرح تم بھی دوبارہ پیدا کئے جاؤ گے۔ اور وہی ہے جس نے سب جوڑے پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتیاں اور جانور بنا ئے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

اس میں مشترکین مکہ نے صراحۃً تسلیم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر غالب اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اس کے بعد اَلَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ هَهَذَا الخ سے دعویٰ کی تنویر فرمادی یعنی دعویٰ مذکورہ پر مزید روشنی ڈالی کہ منکرین اسے خاموشی سے سن لیں۔ تو جس طرح انہوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح گویا کہ انہوں نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ اعلیٰ آیتوں میں جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مختص ہیں۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ بیان کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے کسی پہلو کو زیادہ واضح کرنے یا اس سے متعلق کسی شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے کلام لایا جاتا ہے۔ جو پہلے بیان کی تفسیر کے لئے لایا گیا تھا۔ مثلاً تفسیر سورہ نسا و مائدہ ۳۳۵ تا ۳۳۷

دعویٰ منوانے کے لئے قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ اسے تخویف یا ڈراوا کہتے ہیں۔ تخویف کی کچھ دو قسمیں ہیں۔ اگر گرفت کا تعلق دنیا سے ہو تو وہ تخویف دنیوی ہے اور اگر اس کا تعلق آخرت سے ہو تو وہ تخویف اخروی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے الفوز الکبیر میں ان دونوں اصطلاحوں کو تذکیر بایام اللہ اور بمابعد الموت سے تعبیر فرمایا ہے۔ مثال تخویف دنیوی - کَمَا أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ نُحِثُّ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ كُنْتُمْ كَذَّابِينَ (ص ۶۷)

تخویف کے مقابلے میں تبشیر ہے۔ یعنی ماننے والوں کے لئے انعامات کی خوشخبری کا بیان۔ تخویف کی طرح تبشیر کی بھی دو قسمیں ہیں تبشیرِ دنیوی اور تبشیرِ اخروی۔
مثال تبشیرِ دنیوی۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّكَ كَانَ تَوَّابًا۔
(ترجمہ) جب اللہ کی مدد اور فتح آجی اور آپ لوگوں کو فوج در فوج دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو (شرک سے) اللہ کی پاکیزگی بیان کیجئے۔ اُس کی حمد کے ساتھ اور اس سے بخشش مانگئے۔ وہ تو بہت بخشنے والا ہے۔ مثال تبشیرِ اخروی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّٰتُ الْوَعْدِ نَزْلًا (کہ ہف ۶۷) (ترجمہ) ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کے لئے جنت کے باغات ہوں گے بطور مہمانی۔

تنبیہ :- قرآن میں بشارت دنیوی بہت کم آئی ہے۔ تحریف و بشارت کی مثال یوں سمجھ لو جس طرح دنیوی حکومتیں حکومت کا ساتھ دینے والوں اور حکومت کے خیر خواہوں کو خاص خاص توڑ و ٹپ سے سزا دیتی ہیں، انہیں خطابات سے نوازتے اور انہیں مزاجات وغیرہ عطا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس باغیوں کو عمر قید کی سزا دی جاتی ہے یا انہیں تختہ دار پر لٹکایا جاتا ہے۔ اسی طرح احکام الہی ماننے والوں کے لئے آخرت میں جنات و بہشت اور دیگر کئی نعمتیں مہمں گئی۔ اور دنیا میں بھی ان کو انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت یا الغہ اس کی ممت قاضی ہو۔ جیسا کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور دیگر کئی برگزیدہ بندوں کو دنیوی حکومت عطا فرمائی اسی طرح اس مالک الملک کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والوں کو دنیا میں بھی گرفت ہو جاتی ہے جیسا کہ فرعون، ہامو، اور قارون وغیرہ کو ہوئی اور آخرت میں تو ہو ہی گئی۔

منکرین دعویٰ جب مقابلے میں دعویٰ پیش کرنے والوں کو مختلف طریقوں سے ذلیل و عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے بظن کو دیکھ کر ان کے پیش کردہ دعویٰ کو چھوڑ دیں تو ایسے لوگوں کے حالات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرکایت کی جاتی ہے۔ اسے شکوی کہتے ہیں۔ شکوی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی ابتدا، لفظ قال یا قالوا سے ہوگی۔ بعض اوقات شکوی کے ساتھ اس کا جواب بھی مذکور ہوتا ہے اور بعض اوقات جواب مذکور نہیں ہوتا۔ مثال اول قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ تَنْفَعُوْنَا مِنَ الدَّٰثِرِ يَبْثُوْنَا وَكُنَّا لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّجِيلٍ رَّعِيبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَرْضَ خِلْفَةً أَفْجِيرًا أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا رَسَمْتَ عَلَيْهَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا أَوْ يَكُونُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ ذُخْرٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَكِنْ مُّؤْمِنٌ لِّرَقِيَّتِكَ حَتَّىٰ تُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدًا تَقْرَأُ طَقْلٌ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكَ (بنی اسرائیل ۱۰۶) (ترجمہ) انہوں نے کہا ہم ہرگز نہ مانیں گے تیری بات کو جب تک تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری نہ کر دے یا (جب تک) تیرے لئے کجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو اور تو اس کے بیج میں نہیں جاری نہ کر دے۔ یا (جب تک) تو آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہ گرائے جیسا کہ تیرا خیال ہے یا (جب تک) تو اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لے آئے یا (جب تک کہ) تیرا سونے کا مکان نہ ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے۔ لیکن ہم تیرے (صرف) آسمان پر چڑھ جانے ہی کی وجہ سے بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو اپنے ساتھ ایک کتاب نہ لے آئے جسے ہم خود پڑھ لیں۔ آپ (اس کے جواب میں) فرمادیں (یہ تمام امور صرف اللہ کے اختیار میں ہیں۔ میرے یا اور کسی کے اختیار میں نہیں) میرا اللہ ان کاموں میں شریکوں سے پاک ہے۔ میں تو صرف اس کا پیغام پہنچانے والا آدمی ہوں۔ یہاں آیت کے آخری حصے میں شکوی کا جواب بھی مذکور ہے۔ مثال دوم قَالُوا أَتُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَبِّهِ أَذْأَنَّا وَكَفَرُوا مِنَّا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ حَبَابٌ فَاَعْمَلْ اِنَّكَ اَعْمِلُونَ (حم السجدة ۱۷) (ترجمہ) انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس (مسئلہ نو حید) سے جس کی تو ہم کو دعوت دیتا ہے پر دوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور ہمارے درمیان پردہ ہے۔ پس تو اپنا کام کر میں اپنا کام کرنے دے۔ اس آیت میں شکوے کے بعد جواب مذکور نہیں۔

بعض اوقات منکرین دعویٰ کو ان کی ناجائز حرکات اور ان کے غیر معقول مطالبات پر حجب کا جاتا ہے۔ اسے زحمت کہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَرَحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (مومن ۹۶) ترجمہ۔ جب ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں لیکر آئے تو وہ لیگ اس علم (من گھڑت قصوں کہانیوں) پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کو حاصل تھا۔ یعنی انبیاء علیہم السلام نے ان لوگوں کے سامنے دلیلیں اور معجزے پیش کئے مگر وہ اپنے باطل پر اکر گئے اور حق قبول نہ کیا۔

بعض دفعہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی کسی غیر مومنوں اور خلاف اولیٰ فعل کے ارتکاب پر زجر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا۔ فَلَا تَكْسَلُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعْظَمْتُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ (ہود ۴۶) ترجمہ۔ اے نوح جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے متعلق مجھ سے مت سوال کر۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادان نہ بن جاؤ۔ ایک مجذبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِحَاذِیْكَ لَمْ یَكُنْ لَہُمْ حَتّٰی یَتَّبِعَنَّ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِیْنَ (توبہ ۶۶) (ترجمہ) اللہ نے تجھے معاف کیا۔ آپ نے ان کو کھوں اجازت دی جب تک آپ کو سچے اور جھوٹے معلوم نہ ہو جاتے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ؕ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتِیْ اَوْ دَاۤءِیْ جِلْدَیْ (تحریم ۱۲) (ترجمہ) اے نبی جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم (میں) کھانے اور پینے اور پرکیوں حرام کرتے ہو اور وہ بھی اپنی: دلوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔

برعکس لکھا ہے۔ بلکہ الحیران کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات مد نظر رہے۔

اصطلاح (۸) تسلیہ یا تسلی

دعویٰ توحید پیش کرنے والوں پر جب منکرین دعویٰ کی طرف سے مختلف قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں آتی ہیں اور وہ ان کو جھٹلاتے اور طرح طرح سے ان کو ایذا نہیں دیتے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعویٰ پیش کرنے والوں کو تسلی دی جاتی ہے جس سے ان کے دلوں کو مضبوط اور زیادہ مطمئن کرنا مقصود ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف انداز تب سے متعدد جگہوں میں تسلی دی ہے۔

تعبیر اول۔ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْوَدَّ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ رَسُولًا مِّنْ قَبْلِكُمْ (فاطر ۶۱) (ترجمہ) اگر وہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ اس کی پروا نہ کریں کیونکہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے۔
تعبیر ثانی۔ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (طہ ۸۴) (ترجمہ) جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں (کیونکہ آپ سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام کو قسم کی باتوں سے تکلیف دی گئی) اور سورج چڑھنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ (شکر سے) اس کی پاکیزگی بیان کریں۔ یعنی صفات کارسازی میں میرے رب کا کوئی شریک نہیں۔

تعبیر ثالث۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (حجہ ۶۴) (ترجمہ) آپ منکرین دعویٰ پر غم نہ کریں اور دعویٰ توحید ماننے والوں کیلئے اپنا بازو جھکا دیں۔
تعبیر رابع۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ هَٰ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ هَٰ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ هَٰ (حجر ۶۴) (ترجمہ) قسم ہے ہم جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ ان کی باتوں سے تنگ ہوتا ہے پس آپ اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ (شکر سے) اس کی پاکی بیان کریں اور اپنے رب کو بھجوا کر اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

تعبیر خامس۔ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَلِيَّاتِ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (حجر ۶۴) (ترجمہ) ہم نے آپ کو سب سے مثالی (سورہ فاتحہ) اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔ (اس لئے ہمارے لئے بڑے انعام کے بعد آپ ان کی باتوں سے تنگی محسوس نہ فرمائیں اور نہ ان کی پروا کریں۔)
زجر مع تسلیہ۔ لَا تَسْتَدِنَّ عَلَيْنِكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا قَدْ هَمَمْنَا وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (حجر ۶۴) (ترجمہ) ان میں سے کسی طرح کے لوگوں کو ہم نے دنیوی مال و متاع دے رکھا ہے آپ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے اور ان پر غم نہ کیجئے اور مؤمنین سے شفقت کا ہوتاؤ فرمائیے۔ اس آیت میں پہلے زجر ہے پھر تسلیہ۔ اسی طرح سورہ کہف ۴۴ و اٰصْبِرْ نَفْسَکَ الْخَیْرَ میں اور سورہ طہ ۸۴ فَاصْبِرْ نَفْسَکَ الْخَیْرَ میں پہلے تسلیہ اور اس کے بعد زجر ہے۔

اصطلاح (۹) امور مصلی

دعویٰ کو ماننے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس دعویٰ پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اس کے تمام تقاضوں کو پورا کریں۔ قرآن مجید میں امور انتظامیہ مثلاً قصاص، نکاح، طلاق و وصیت اور وراثت وغیرہ کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ مسلمانوں میں اتفاق اور تنظیم قائم رہے۔ اس لئے ان کے ساتھ کچھ ایسے امور کا بیان بھی ضروری تھا جو استقامت اور عمل صالح پر ممد و معاون ہوں اور جن سے باطن کی اصلاح ہو اور انسان ہر مشکل سے نکل سکے تاکہ وہ عمل ہو جائیں۔ ایسے امور کو امور مصلی کہتے ہیں جو ترجیح میں احکام اور امور انتظامیہ کے ساتھ جا بجا تین امور مصلی کا ذکر کیا گیا ہے یعنی نماز، روزہ اور حج۔ ان امور سے مقصود چونکہ اصلاح باطن ہے۔ اس لئے ان امور کا ماقبل سے معنوی ربط تلاش نہ کیا جائے۔ امور مصلی عام طور پر احکام کے درمیان سورت کے مختلف حصوں میں مذکور ہوتے ہیں جو بظاہر ماقبل اور مابعد سے غیر مربوط نظر آتے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ ۲۳۱ میں خَفِطُوا عَلَى الصَّلٰوةِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی (تمام نمازوں کی پابندی کرو خصوصاً درمیانی نماز کی) اس آیت سے پہلے امور انتظامیہ طلاق، عدت اور رضاعت وغیرہ کے احکام مذکور ہیں اور اس کے بعد بھی عدت کے احکام بیان کئے گئے ہیں لیکن درمیان میں نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا تو اس کا ذکر یہاں بطور امر مصلی ہے۔ کیونکہ نماز کی پابندی خصوصاً جماعت کے ساتھ باہمی محبت والفت کا باعث ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے سوواصفو فکم اولیٰخا لفن الله بین قلوبکم۔ سورہ بقرہ میں تینوں امور مصلی مذکور ہیں۔ سورہ نساء اور سورہ مائدہ میں صرف ایک یعنی نماز۔

اصطلاح (۱۰) اندماج یا ادماج

قرآن مجید میں عموماً کسی مثال یا واقعہ کو پوری تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا بلکہ اکثر مثال یا واقعہ کے مقصودی حصے کو صراحتہً بیان کیا گیا ہے اور غیر مقصودی حصوں کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ معمولی غور و فکر سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اسے اندماج یا ادماج کہتے ہیں۔ مثلاً مَثَلُہُمْ کَمَثَلِ الَّذِیۡ سَتَقَدَّ نَارًا فَلَمَّا اَظْنٰتْ مَا حَوْلَہٗ ذَہَبَ اللّٰہُ بَصُوْرَہٗمَ وَتَرٰکَہُمْ فِی ظُلُمٰتٍ لَّیۡسَ یُبْصِرُوْنَ (بقرہ ۲۴) (ترجمہ) اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو آگ روشن کرے (اور وہاں کچھ آدمی موجود ہوں) جب وہ آگ لگنے کے گرد و پیش کو روشن کرنے تو اللہ تعالیٰ ان کی روشنی نائل کر دے اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دے کہ کچھ دیکھ نہ سکیں۔

اس آیت میں اندماج ہے اور اِسْتَوْفَدْنَا ذَاکَ اَکْثَرُہٗ رِجَالًا قَاعِدُوْنَ مُخَدَّفِہٖ۔ اس کے بعد مؤرخہم کی منہج سے اس پر مبالغہ کرتی ہے۔ اسی طرح فَلَمَّا اَظْنٰتْ اَحْصٰی عِیۡسٰی مِنْہُمُ الْکٰفِرِیۡنَ (ال عمران ۵۴) (ترجمہ) پس جب عیسیٰ نے ان ربی اسرائیل) کا کفر معلوم کر لیا۔ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی القصد جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور منصب نبوت پر میرزا ہو کر بنی اسرائیل کو توحید کی دعوت دی گئی۔

اللتبیلہ :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں ہر جگہ اومان ہے کیونکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ غالباً حاجات میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگو یا اصل میں یوں ہے ۔ بِسْمِ اللّٰهِ اسْتَعِیْزُوا فِی الْحَاجَاتِ لَا یَغِیْرُ ۔ ب کا مستحق استعینوا صیغہ امر مؤخر ہے ۔ اور تقدیم ما حتمہ التاخیر مفید ہے ۔ اور ب برائے استعانت ہے ۔

اصطلاح (۱۱) ادخال الہی

قرآن مجید میں قصص وغیرہ کے سلسلے میں جہاں کہیں کسی کلام نقل کیا جا رہا ہو یا کوئی مضمون بیان ہو ۔ نہ ہو تو بعض دفعہ درمیان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد آ جاتا ہے جو اس قصہ مضمون کا حصہ تو نہیں ہوتا مگر اس سے متعلق ضرور ہوتا ہے ۔ اسے ادخال الہی کہتے ہیں ۔

مثال :- وَرَآئِكَ كَآذِبًا فَعَلَّیْہِ كَذِبُہٗ ؕ وَرَآئِكَ صَادِقًا یُّصِیْبُكُمُ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُّكُمْ (مومن ۷۴) ترجمہ :- اور اگر بالفرض وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو جس چیز کی وہ پیشگوئی کر رہا ہے اس میں سے ضرور کچھ نہ کچھ تم پر پڑے گا ۔ یہ تقریر فرعون کے اس درباری کی تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دل و جان سے ایمان لایا تھا ۔ اس کے بعد اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّآبٌ ادخال الہی ہے ۔ اور اس کا مقصد ایک سوال کا جواب ہے یعنی کیا اس شخص کی تقریر سے فرعون کو کچھ فائدہ ہوا ؟ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ جو مسرف اور جھوٹا ہو اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا ۔

اصطلاح (۱۲) اعادہ برائے بعد عہد

کبھی قرآن مجید میں ایک مضمون کو بیان کیا جاتا ہے لیکن اس کا حکم اور نتیجہ اس کے ساتھ اس وقت بیان نہیں کیا جاتا اور درمیان میں اس کے متعلقات آ جاتے ہیں پھر نتیجہ ذکر کرنے سے پہلے اس مضمون کو دہرایا جاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ مترتب ہو جائے ۔ اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں ۔

مثال اول :- فَكُلُوا اِذَا بَلَغْتَ الْحُلُقُومَ وَاسْتَمِعُوا حٰیثُ تَنَظَّرُوْنَ ؕ وَتَحَنَّنْ اَقْرَبَ اِلَیْہِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَا تُبَصِّرُوْنَ ؕ فَكُلُوْا اِنْ كُنْتُمْ غٰیِرَ مَدِیْنٰیْنَ تَرْجِعُوْنَہَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (واقعہ ۶۷) ترجمہ :- پھر کھو نہ کہیں جبکہ روح حلق تک پہنچ جائے اور تم اس وقت دیکھو کہ ہے ہو ہم تمہاری نسبت اس سے زیادہ قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے ۔ اگر تم پر کسی قسم کا عذاب ہو تو تم اس (روح) کو کیوں واپس نہیں لے آتے ہو ۔ اگر تم سچے ہو ۔ یہاں تو لا کے جواب مذکور نہیں بلکہ شرط کے بعد اس کے متعلقات مذکور ہیں جن کی وجہ سے شرط اور جزا میں فاصلہ واقع ہو گیا ۔ اس لئے جزا تَرْجِعُوْنَہَا سے پہلے فَكُلُوا اِنْ كُنْتُمْ غٰیِرَ مَدِیْنٰیْنَ کا اعادہ کیا گیا تاکہ جزا شرط کے ساتھ مربوط ہو جائے اس لئے یہ اعادہ فاصلہ اور بعد عہد کی وجہ سے ہے ۔

مثال ثانی :- كَيْفَ یَكُوْنُ لِلنَّاسِ عٰہِدٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ رَسُوْلِہِ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰہَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا الْكُفْرَ فَاسْتَقِیْمُوا اِلَیْہُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ؕ كَيْفَ وَاِنْ یَّظْہُرُوْا عَلَیْكُمْ لَا یُؤْفِقُوْا فِیْكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ مٰذِیْضُوْتُكُمْ بِاَفْوٰہِہُمْ وَتَاْمِیْ فُلُوْا بِعَمْرٍ وَاَنْتُمْ فٰسِقُوْنَ (توبہ ۳) ترجمہ :- شرکوں کیلئے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کیسے عہد ہو مگر جن لوگوں سے تم نے عہد کیا ہے پاس وعدہ کیا تھا ۔ جب تک وہ تمہارے ساتھ درست رہیں تو تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو ۔ بیشک اللہ قدیو الوں کو پسند کرتا ہے ۔ سچ کیونکر ہے ۔ اور اگر وہ تم پر غلبہ پالیں تو قربت اور عہد کا لحاظ نہ کریں گے ۔ اپنے منہ کی باتوں سے تم کو راہی کرتے ہیں مگر دل سے نہیں ملتے اور اگر ان میں سے فاسق (بدعہد) ہیں ۔

کیفَ یَكُوْنُ لِلنَّاسِ عٰہِدٌ عِنْدَ اللّٰہِ الخ سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ شرکیہ اگر تم پر غلبہ پالیں تو وہ تمہاری کسی قسم کی رشتہ داری یا معاہدہ کا پاس نہیں کریں گے اس لئے تمہیں بھی ان کو ان کی بدعہدی کا بدلہ دینا چاہیے ۔ یہ سلسلہ کلام المتقین تک چلا گیا ہے اس لئے اس کے بعد اصل مقصد بیان کرنے سے پہلے کیف کا اعادہ کیا گیا ۔

مثال ثالث :- اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اِذْ نُرِیْمٰی عٰلِیْكَ وَ اَعٰیذُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ فَمَنْ لِّكَ اِلَّا نَاسٌ فِی الْمَہْدِ وَ كَہٰلَاہُ وَاِذْ عَلَّمْنٰكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ النَّوْرَۃَ وَ اِلَّا یُحِیْلُ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنْ طِیْنٍ كَمْیَئَۃً اَلطَّیْرَ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْہَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا اِیّٰی ذٰلِیْ وَ تَنْبِئُیْ اَلَا كُفْرُہُ وَاَلَمْ یَكُ رَکْضًا فِی الْمَوْتِ بِاِذْنِیْ اِلَّا خَرَجَ الْمَوْتِ بِاِذْنِیْ اِلَّا خَرَجَ الْمَوْتِ (مائتہ ۱۰۶)

ترجمہ :- جب اللہ تعالیٰ کہیں گے عیسیٰ بن مریم یاد کرو میرے کہے ہوئے انعامات کو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوئے جب میں نے تم کو جبل سے قوت دی تھی ۔ تو اٹھو ہوئے میں اور پڑی میں باتیں کرتے تھے اور جبکہ میں نے تمہیں کتاب حکمت ، تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور جبکہ تم میرے حکم سے کچھ میرے پسند کی شکل بناتے تھے پھر تم اس میں بھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے پرمندہ بن جاتا تھا اور تم میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور جبکہ تم میرے حکم سے مردوں کو کال کھرتے تھے ۔

اس میں "یا" حرف نداء کا اصل مقصود بالنداء تو رکوع ۱۲ کی ابتدا میں مذکور ہے ۔ یعنی ؕ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ لَمْ یَكُنْ اِلَیْہِمْ اِلَّا نَاسٌ فِی الْمَہْدِ اس سے پہلے اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ کے الفاظ کا بعد عہد کی وجہ سے اعادہ کیا گیا ۔

مثال رابع :- فِیْمَا نَقَضَہُمْ مِّمَّا قٰہَمُوْا وَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ قَتَلُوْا اَلْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَ قَوْلِہُمْ ہُمْ قُلُوْبًا عَلَفَ اِلٰی قَوْلِہِ تَحٰی فَبَطَّلَسَ مِّنَ الَّذِیْنَ ہَادُوْا حَرَمْنَا عَلَیْہِمْ طٰیِبٰتِ اُحْلَلَتْ لَہُمْ (نساء ۲۲) ترجمہ :- ان کے اپنے وعدے توڑنے ، اللہ کی آیات کا انکار کرنے ، نبیوں کو ناحق قتل کرنے ، اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دل پڑوں میں ہیں ۔ پس یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام کر دیا جو ان کے لئے حلال تھیں ۔

یہاں پہلے وہ تمام اسباب بیان ہوئے جو باسبب کے تحت ہیں اور ان کا حکم حَرَمْنَا عَلَیْہِمْ میں بیان ہوا ہے چونکہ اسباب مذکورہ کے درمیان متعلقات آ گئے تھے اس لئے فظلم من الذین ہادوا سے تمام اسباب کا اجمال ذکر کیا گیا تاکہ حکم اپنے اسباب کے ساتھ مترتب ہو جائے ۔

مثال خامس :- اَحْمَدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْہِ الْعَبْدَ الْکَتٰبَ وَ کَلَّمَہُ لَیْجَعْلَ لَہٗ عٰوَجًا فِیْمَا لَیْسَ شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنْ لَّہُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّا کَرِہُوْا فِیْہِ اَبَدًا اَوْ یُنْزِلُ عَلَیْہِمْ اَلْاٰیٰتِ الْاَلٰہِیَّہُ وَ کَلَّمَہُ (کہف ۱۸) ترجمہ :- تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب ناری اور اس میں فدا بھی کی نہیں رکھی بالکل درست تاکہ وہ (بندہ) ایک سخت عذاب سے جو من جانب اللہ ہو ڈرائے اور ان اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائے کہ ان کو اچھا اجر ملیگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے ۔

ابتدا میں نزول قرآن کی دو غرضیں بیان کیں یعنی انداز و تشریح اور اس سورت میں چونکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ انداز کن لوگوں کے لئے ہے۔ اس لئے یُنْذِرُ کا اعادہ کر کے اَلَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سے اس مقصود بیان کیا۔

مثال سادہ :- وَكَوَلَّا رِجَالًا مُّؤْمِنِينَ رِيسًا مُّؤْمِنِينَ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ اَنْ تَطْعَمُوهُمْ فَيَصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعْزَرَةٌ اَوْ يَغَيِّرُوا عِلْمَكُمْ لِيُذْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَنَذَرَنَّهُمْ اَكْبَرًا اَلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ (فتح ۳۶) ترجمہ : اور اگر (مکہ میں) بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی یہ خطرہ تھا کہ تم ان کو پس ڈالتے جس پر ان کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری سے ضرر پہنچتا تاکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اگر وہ لوگ (مسلمان مرد اور عورتیں) ایک طرف ہو جاتے تو ان میں جو منکر تھے ہم انہیں دردناک سزا دیتے۔

اس آیت میں وَكَوَلَّا رِجَالًا مُّؤْمِنِينَ الخ کا جواب متصل ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس کے بعد تعلقات شرط مذکور ہیں۔ پھر بعد عہد کی وجہ سے كَوْتَرَزَيَّلُوا سے شرط کا اعادہ کر کے اس کے بعد لَعَنَّا اَلَّذِينَ كَفَرُوا سے اس کا جواب ذکر کیا ہے۔

مثال صالحہ :- وَمَا آخَاؤُاَ اللّٰهُ عَلَى رُسُلِهِ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خُبْرٍ وَلَا رِكَابٍ وَكَذَّبَتْ اَللّٰهُ بِسُلْطَانٍ مُّسْكِنٍ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَمَا آخَاؤُاَ اللّٰهُ عَلَى رُسُلِهِ مِنْ اَهْلِ اَلْاٰثَرِ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسْكِيْنِ وَالْاِسْكٰىنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (حشر ۱۰) ترجمہ اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلویا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنے رسول کو مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جو کچھ اللہ اپنے رسول کو دوسری باتوں (کے کافروں) سے دلوائے سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور قربت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا۔

اس آیت میں مال فے کا حکم بیان کرنا مقصود تھا لیکن درمیان میں فَمَا اَوْجَفْتُمْ سے اس کے متعلقات بیان کئے گئے۔ پھر مَا آخَاؤُاَ اللّٰهُ عَلَى رُسُلِهِ کا اعادہ کر کے فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الخ سے اس کا حکم بیان کیا گیا۔

اصطلاح (۱۳) جباریت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حق سمجھنے، دیکھنے، اور سننے کے لئے دل، آنکھیں اور کان دیے ہیں۔ اور حق سمجھانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر کتابیں نازل کیں۔ ان تمام امور کے باوجود جو شخص حق کو نہ سمجھے نہ دیکھے اور نہ سنے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے حق کا مقابلہ کرے اور اپنے عقائد باطلہ اور اعمال شرکانہ پر ڈٹا رہے تو ایسے لوگوں کی حق کو سننے اور سمجھنے کی توفیق ماعوف ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح ان سے ایمان لانے کی توفیق سلب ہو جاتی ہے، اس حالت کا نام جہ جباریت ہے اور یہ جبر نہیں ہے کیونکہ جبر تب ہوتا کہ حق سمجھنے کی قوت ہی نہ دی جاتی اور حق پہنچانے کے وسائل ہمتی نہ کئے جاتے۔ قال العارف الرومی :-

ایں جبر ومعنی جباریت ❖ معنی جباریت رازاریت

قرآن مجید میں اس مفہوم کو مختلف عنوانات سے بیان کیا گیا ہے۔

عنوان اول :- لَمْ يَكُنْ لَكُمْ قُلُوبٌ تَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ اَعْيُنٌ تُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ اُذُنٌ تَسْمَعُوْنَ بِهَا وَلَوْ اَنَّكَ كَانَتْ اَنْتَا وَبَنُوْكَ اَصْلًا لَّهٰذَا لَكُمُ الْاُولٰٓئِكَ هُمْ اَلْغٰفِلُوْنَ (اعراف ۳۴) ترجمہ :- ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ چوہا یوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں یہی لوگ بے خبر ہیں۔ اس آیت میں ان کی اس حالت کو کسی سبب کی طرف منسوب نہیں کیا گیا۔

عنوان ثانی :- کبھی اس حالت (جہ جباریت) کو ان کے عقائد باطلہ اور اعمال شرکانہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (تطہ) ترجمہ :- بلکہ جو وہ کرتے ہیں اس کا ان کے دلوں پر رنگ لگ گیا ہے۔

اور کبھی اس کی نسبت خود مشرکین کی طرف کی جاتی ہے۔ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِیْ اَكْثَرِ مَسَامَاتٍ عَوْنًاۤ اِلَيْهِ وَفِیْ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَهِنٌ مِّمَّنْ اَوْ بَيْنَا وَحِجَابٌ فَاَعْمَلْ اِنْتَا عَلٰمُوْنَ (سجده ۱۶) ترجمہ :- انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس (مسلحہ توحید) سے جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے پرووں میں ہیں۔ ہمارے کان بہرے کر ہیں اور ہمارے اور تیسرے درمیان پردہ ہے پس (ما) تو اپنا کام کر۔ ہمیں اپنا کام کرنے دے۔

عنوان ثالث :- کبھی اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ وہ فاعل حقیقی اور خالق افعال عباد ہے۔ چنانچہ فرمایا :- خَتَمَ اللّٰهُ عَلَى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ عِشَانًا ۚ وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ اَبٌ عَظِيْمٌ (بقرة ۱۷) ترجمہ :- اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ قٰذَا اَفْرَ اَتَ الْفُرٰٓنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْشُوْرًا ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكْثَةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ دِیْنًا اِذَا اُنْهٰجُوْهُ وَخَرًا (بنی اسرائیل ۵۶) ترجمہ :- جب آپ قرآن پڑھتے ہیں ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جلا خیز پر یقین نہیں لانے چھپا ہوا پردہ ڈال دیتے ہیں اور ہم ان کے دلوں پر پردے اور ان کے کانوں میں ثقل رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ اس کو سمجھ ہی نہ سکیں۔ اور ایک جگہ فرمایا :- اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَعَبَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (پ ۱۴ مغل ۱۴) ترجمہ :- یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں پر لوحین کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔

ان مختلف عنوانات کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کو معلوم ہو جائے کہ جہ جباریت سے کیا مراد ہے۔ نیز جہ جباریت کیوں اور کب لگائی جاتی ہے اور جہ جباریت لگانا کون ہے۔ چنانچہ عنوان اول میں پہلا امر۔ عنوان ثانی میں دوسرا امر۔ اور عنوان ثالث میں تیسرا امر بیان کیا گیا ہے۔ بعض اوقات قرآن مجید میں جہ جباریت کی کیفیت بیان کی جاتی ہے مگر ساتھ اس کے اسباب بیان نہیں کئے جلتے کیونکہ وہاں صرف حالت کا بیان مقصود ہوتا ہے جیسا کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ الخ میں اور بعض جگہ ساتھ اسباب بھی مذکور ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اسْتَحْبَبُوْا الْحٰیوٰةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَعَبَ اللّٰهُ اَلْحٰی (پ ۱۴ مغل ۱۴) ترجمہ :- یہ (جہ جباریت) اس لئے ہے کہ انہوں نے دنیوی زندگی

کو آخرت پر ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ منکرین کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس طرح دونوں جگہوں میں صنعت اعتبار ہی ہو جائے گی۔
ایک مثال سے اس کو یوں واضح کیا جاسکتا ہے۔ ایک شخص کو دوق کا مرض لاحق ہو رہا ہو اور ایک نہایت ہی لائق اور مشفق طبیب اسے مفت دوا دیکر کہے کہ فوراً دوا استعمال کرو ورنہ تمہارا مرض تیرے دلچسپ نکت پہنچ کر بالکل لا علاج ہو جائیگا۔ مگر وہ مریض اس طبیب کو برا سمجھ کر اس کی دوا کو استعمال نہیں کرتا یا زبردستی استعمال کرنے پر ہتھکڑیاں لگا دیتا ہے یہاں تک کہ مرض اپنے انتہائی مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے اور طبیب یہ فیصلہ دیدیتا ہے کہ تمہارا مرض اب لا علاج ہے موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اس میں طبیب کوئی قصور نہیں بلکہ غلطی سراسر مریض ہی کی ہے۔ جن کفار و مشرکین کے دلوں پر مہر جباریت لگائی جاتی ہے ان کی بعینہ یہی مثال ہے۔

اصطلاح (۱۴) ربط القلب

ربط القلب مہر جباریت کی ضد ہے۔ جب انسان ہدایت کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اس کا قدم راسخ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو یقین محکم اور اس کے ایمان کو دولت استقامت سے مالا مال فرمادیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص گمراہی اور ضلالت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کا نام ربط القلب ہے۔ حدیث میں اہل بدر کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد مذکور ہے اعملاً ما شئتم قد غفرتم لکم (جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے) اس میں اسی قلبی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے دلوں کو اپنی طرف مائل کر دیا۔ تمہارے دلوں میں یہی محبت اور برائی سے نفرت بھری ہے اس لئے اب تم گناہوں کی طرف نہیں جاسکتے۔ قرآن کی متعدد آیتوں میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک مگر اصحاب کہف کے متعلق ارشاد ہے۔ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوهُ مِنْ دُونِهِ الْهَالِكُونَ قُلْنَا إِذْ أَشْطَطَ آدَمُ كَهْفُ تَرْجَمَہ۔ ہم نے ان کے دلوں پر ربط کر دیا جب وہ (حاکم وقت کے سامنے) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے ہمارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ اس کے سوا ہم کسی اور معبود کو ہرگز نہیں پکارتے۔ ورنہ ہم عقل سے دو رہات کہیں گے۔

ربط القلب دراصل ہدایت کے چوتھے درجہ کا نام ہے۔ ہدایت کے چار درجے ہیں (۱) انابت یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنا اور ضد و عناد کو چھوڑ کر راہ ہدایت کی تلاش اور جستجو کرنا۔ ہدایت صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن میں انابت الی اللہ کا جذبہ موجود ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ يَهْدِيكَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ تَبَّ (شوری ۱۶) یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق صرف ان لوگوں کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع اور انابت کرتے ہیں۔

(۲) ہدایت سیدھی راہ پانا۔ یہ انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

(۳) استقامت۔ ہدایت کے بعد استقامت کا درجہ ہے۔ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق سیدھی راہ پر چلنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے استقامت عطا فرمادیتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَانُوا اَكْثَرًا لِّللّٰهِ لَشَرًّا اَسْتَفْهَمُوا (ہم سجدہ ۴۶) میں شَرِّ اَسْتَفْهَمُوا اس میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) ربط القلب۔ راہ ہدایت پر استقامت کے بعد ربط القلب کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ درجہ ایمان و یقین کی پختگی کا درجہ اور نچا درجہ ہے۔ جسے یہ درجہ حاصل ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت اسے ایمان اور اسلام سے برگشتہ نہیں کر سکتی۔ مگر یہ درجہ اللہ کی ہدایت اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اسی طرح ضلالت کے بھی چار درجے ہیں تفصیل سورہ فاتحہ کی تفسیر میں آئے گی۔

اصطلاح (۱۵) مسئلہ انابت

قرآن مجید کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ توحید تب سمجھ میں آتا ہے جب دل میں ضد، عناد اور تعصب نہ رہے۔ اور حق کی طرف توجہ اور میلان ہو جائے اس پر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات شاہد ہیں۔

اَوَّلُ: وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ (پ ۲۴-۲۵ مؤمن ۲۶) یعنی اس مسئلہ توحید کو وہی مانتا ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے جس کے دل میں انابت ہو اور ضد نہ ہو۔ اس کی تائید پ ۲۶-ق ۳۷ میں ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرًا لِّمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْفَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ (جس کا دل ہو۔ اس کے لئے قرآن یا مسئلہ توحید میں بصیرت ہے یا خوب غور سے سنے یعنی انابت کرے۔

دوم: هٰذَا مَا تَدْعُوْنَ لِكُلِّ اَوَّلٰى حَفِيْظِهٖ مِّنْ خَشْيَةِ الرَّحْمٰنِ يٰٰ خَلِيْفٍ وَجَآءٌ يُّنْقِضُ بَيْنِيْكَ (پ ۲۶-ق ۳۷) یہ ہے جس کا تم سے ہر رجوع کرنے والے۔ یاد رکھنے والے کے لئے دُعَا تُوَا تھا جو اللہ سے بن دیکھے اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا دل لایا۔

سوم: قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يُّشَآءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (پ ۳۷-ق ۳۷) خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے راہ دکھاتا ہے۔ اس کی تائید ہذا اَبْلَاغُ النَّاسِ وَلِيْمُنْذِرُوْا بِهِ وَيُعَلِّمُوْا اَنَّهُمْ هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ قَوْلًا لِّمَنْ اَوَّلٰى الْاَلْبَابِ (پ ۳۷-ق ۳۷) یہ لوگوں کے لئے پہنچا دینا ہے تاکہ اس سے ڈرائے جائیں اور جان لیں کہ وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔

چہارم: اِنَّ اللّٰهَ يُجْتَنَبُ اِلَيْهِ مَنْ يُّشَآءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (پ ۳۷-ق ۳۷) خدا جسے چاہتا ہے اپنے دل میں لیتا ہے اور جو اس کی طرف راہ دکھاتا ہے۔ اگر ہُدٰی لِمُتَّقِيْنَ میں یہی مراد لی جائے کہ بیشک قرآن کریم دل میں انابت رکھنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ تو کسی قسم کے سوال و جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔

پنجم: فَطَرَهُ اللّٰهُ اَلَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِحُكْمِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیْمُ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (پ ۳۷-ق ۳۷) اللہ نے انسانوں کو ایسی ہی فطرت سے پیدا کیا۔ اللہ کی فطرت کو تبدیلی نہیں ہے۔ سیدھا راستہ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ سب لوگ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسی سے ڈر اور شرک کرنے والوں سے نہ ہوں۔ پس ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ توحید انہی کی سمجھ میں آتا ہے جن کے دلوں میں انابت الی الحق ہو اور جو اپنے مشرکانہ عقیدہ پر ضد کرے یا مسئلہ توحید کو قدس نے لیکن اسے بیان کرنا پسند نہ کرے دونوں اس مسئلہ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔

حصہ دوم در بیان فوائد متعلقہ معانی والفاظ قرآن

فائدہ (۱) مضامین قرآن

قرآن مجید میں کل چھ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ توحید۔ رسالت۔ قیامت۔ احکام۔ تہذیب اور ثنائت۔ باقی دلائل بطور شواہد اور قصص بطور عبرت اور تذکیر بایمان اللہ بیان کئے گئے ہیں۔ قیامت کا ذکر سلسلہ تہذیب اخروی آئیگا۔ احکام جماعت مسلمین کو ایک نظام کے تحت منظم کرنے کے لئے بیان کئے جائیں گے اور رسالت کا بیان توحید کے لئے ہوگا تو گویا مقصود اصل توحید ہے باقی سب اس کے توابع ہیں۔

فائدہ (۲) قرآن میں توحید کا بیان

قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں توحید کا بار بار بیان بالکل اسی طرح ہے جس طرح ذی الحجہ کی ساتویں، نویں اور گیارہویں تاریخوں کو احکام حج بیان کرنے کے لئے تین خطبے دیئے جاتے ہیں جو احکام ساتویں تاریخ کو بیان کئے جاتے ہیں۔ نویں تاریخ کو یاد دہانی اور تاکید کے طور پر اپنی کا اعادہ کیا جاتا ہے اور مزید احکام بھی بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر گیارہویں تاریخ کو ساتویں اور نویں تاریخ کے احکام ہی کا تکرار اور کچھ مزید خصوصی احکام کا ذکر ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک سورت کے مضامین توحید کو دوسری سورت میں بطور تاکید و توفیح بیان کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی سورت کی خصوصیت بیان بھی مذکور ہوتی ہے۔

فائدہ (۳) شرک اعتقادی اور فعلی

قرآن مجید میں شرک فعلی کی نفی بہت کم اور شرک اعتقادی کی نفی بہت زیادہ کی گئی ہے حالانکہ لوگوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ لوگوں میں اگرچہ شرک اعتقادی کے مقابلے میں شرک فعلی زیادہ ہے لیکن اول الذکر چونکہ آخر الذکر کا مبداء ہے اس لئے قرآن مجید مبداء کو دور کرنا اور جزا کو اکھڑتا ہے تاکہ اس پر کوئی چیز متفرع نہ ہو اور اس پر کوئی شاخ نہ پھوٹ سکے۔ اس لئے قرآن مجید میں شرک اعتقادی جو شرک فعلی کی جڑ ہے زیادہ سے زیادہ رد کیا گیا ہے۔

فائدہ (۴) مضامین قرآن کی ترتیب

قرآن مجید میں اکثر مضامین کا طریقہ ذکر یہ ہے۔ پہلے تمہید ہوتی ہے پھر اصل مضامین یاد دہانے کے لئے ذکر کئے جاتے ہیں پھر لغت و نشر مرتب یا غیر مرتب کے طور پر ان مضامین کا اعادہ کیا جاتا ہے یا قصص واقعات کو ان پر بطور تذکرہ متفرع کیا جاتا ہے یا ثمرات و نتائج کو اسی طریق سے بیان کیا جاتا ہے مضامین کا یہ طریق بیان سورہ مائدہ سے لے کر حواریم سبعہ کے آخر تک برابر جاری چلا گیا ہے۔ اس کے بعد بھی کم و بیش کہیں کہیں یہ طریق بیان پایا جاتا ہے۔

فائدہ (۵) توحید اور علم معانی و بیان

مسئلہ توحید کے بیان میں علم بلاغت کے تمام طریقوں سے کام لیا گیا ہے۔ علم بلاغت کے تین فن ہیں۔ علم بیان۔ علم معانی اور علم بدیع مسئلہ توحید کو ایک ایک سورت میں مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔ یہی علم بیان کا مقصد ہے اور ہر موقع پر محاطیبین کے حالات کے مطابق ان سے خطاب کیا گیا ہے۔ یہی علم معانی کا حاصل ہے اور پھر ہر جگہ کلام کو سمجھنے۔ فواصل اور صنائع سے مزین کر کے لایا گیا ہے جس سے علم بدیع کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

فائدہ (۶) خطاب عام

قرآن مجید میں بعض جگہ خطاب جنس مخلوق کو ہوا کرتا ہے اور انسان، جن، اور ملائکہ سب کو شامل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وَمَا آتَاكُم بِخَازِنَيْنِ (پ ۱۳-۱۴) ای جنسکھ یہاں آنتم کا خطاب صرف انسانوں ہی سے مخصوص نہیں بلکہ جنوں اور فرشتوں کو بھی شامل ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں ان میں سے کسی کے قبضے میں بھی نہیں ہیں۔

۲۔ قُلْ لَوْ أَنَّمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّيَ الْخ (پ ۶۱) یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔

۳۔ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا الْخ (پ ۵۶) یعنی کسی فرد بشر، کسی پیر فقیر۔ کسی جن اور فرشتے کو قدرت نہیں کہ یہ کھیت یا باغات اور قسم قسم کے درخت اگا سکے یہ کام تو قدرت خداوندی کا کرشمہ ہے۔

۴۔ وَرَبَّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخَبْرَةُ (پ ۵۷) ای جنسہم یعنی ہر چیز کو پیدا کرنا والا ہی اللہ تعالیٰ ہے اور پیدا کرنے کے بعد ان کو تصرف و اختیارات اس نے اپنے قبضے میں رکھے ہوئے ہیں لہذا ان کی نصیحت عام ہے یعنی کسی انسان، نبی، ہویا دلی، جن اور فرشتے کو اس نے مختار نہیں بنایا کہ وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے۔

۵۔ وَمَا جَعَلْنَاهُ آيَةً لَهُمُ (پ ۳۶) یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے یعنی مردہ زمین کو زندہ کرنا۔ سرسبز و شاداب کھیتیاں پیدا کرنا اور باغات کو پھلدار کرنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ یہ کسی انسان، فرشتہ یا جن کی دیکھاری نہیں۔

فائدہ (۷) قسم کا بیان

قسم کی چار قسمیں ہیں۔

قسم اول۔ مقسم بہ کو عالم الغیب اور متصرف و مختار سمجھ کر قسم کھائی جائے اور مقسم بہ کے متعلق بہ اعتقاد رکھا جائے کہ اسے میرے حالات کی خبر ہے اور وہ مجھے نفع نقصان پہنچانے قدرت رکھتا ہے۔ ایسی حلف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس اعتقاد سے غیر اللہ کی قسم کھانا شرک اور کفر ہے۔ علوم کالانعام میں اس قسم کا عام رواج ہے۔ وہ قسم اٹھوانے کے لئے کسی فقیر کی قبر پر لے جاتے ہیں اور مزار کے کمرے کی زنجیر یا اس کے تالے کو ہاتھ لگواتے ہیں۔ یا اس کی طرف منہ پھیر کر اس سے یہ الفاظ کہلاتے ہیں کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو یہ بزرگ میرا بیڑہ تباہ کرے اس طرح کی قسم اٹھوانے والا اور قسم کھانی والا ہر دو کا فر ہو جاتے ہیں اور یہ کفر فو کفار مکہ کے کفر سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ مذکور بالا عقیدے کے تحت صرف اللہ ہی کے نام کی قسمیں کھاتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے **وَاقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِكُمْ**۔ قسم دوم ۱۔ بعض اوقات کسی بدعا کے اثبات کے لئے مقسم بہ کو بطور دلیل اور شاہد پیش کیا جاتا ہے اور یہ قسم غیر اللہ کی بھی جائز ہے علامہ چلی نے حاشیہ مطول میں اس کے جواز کی تصریح کی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے القوز الکبیر میں اس قسم کی حسب ذیل مثال بیان کی ہے۔ قسم بہ لب میگون تو دوزخ شعلوں تو کہ محبوب در بانی۔ اس میں سرخ لبوں اور سیاہ بابوں کو اس کے محبوب ہونے پر بطور شاہد پیش کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے آخری پارے میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں جیسا کہ **وَالْعَجْرَانِ الْاِلَاسَانَ لَفِي خُسْبٍ** میں زمانے کو بالبد کے مضمون پر بطور شاہد لایا گیا ہے۔

قسم سوم: کبھی الفاظ قسم کو دعا کے مقام میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً **لَعَنَهُمُ اللّٰهُ** انھم لفی سکر تھم لعمھون (پکا۔ حجر ۵۶) یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح عزت عام میں کہتے ہیں تیری زندگی کی قسم یعنی خدا کرے تمہاری زندگی دراز ہو۔

قسم چہارم: کبھی قسم کو بد دعا کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قسم کھا کر اہل مکہ سے خطاب کرتے ہیں **شکلت بنسیتی ان لم ستروھا** تشیرو النقم من طرفی کد ۱۔ ہا ضمیر کا مرجع گھوڑے ہیں جن کا ذکر پہلے اشعار میں آچکا ہے اور ستروا میں خطاب اہل مکہ سے ہے اور کد ۱ ایک پہاڑی کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اہل مکہ اگر تم ان گھوڑوں کو کداء پہاڑی کے دونوں طرف گرد و غبار اڑاتے نہ دیکھو تو میں نپی مٹی کا غم دیکھوں۔ یعنی اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے ینمت چھین لے۔ گویا حضرت حسان نے اس نعمت کے چلے جانے کی قسم کھائی تھی۔ اسی لئے فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کداء پہاڑی کے دونوں طرف سے گھوڑوں کو لاؤ اور فرمایا آج ہم نے حسان بن ثابت کی قسم پوری کر دی۔

فائدہ (۸) دفع عذاب کیلئے تین باتیں

قرآن مجید میں جہاں کہیں عذاب کی دھمکی آئی ہے وہاں عذاب سے بچنے کے لئے تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ شرک سے بچنا۔ شرک کے ماسوا بھی ظلم نہ کرنا اور احسان کرنا۔ یتیموں امور یا تو ایک ہی جگہ ذکر ہوں گے جیسا کہ سورۃ مؤمنون۔ ابتدا سورۃ نحل، حم شوروی کے آخر میں یا متفرق طور پر جیسا کہ سورۃ نساء کی ابتداء سے پانچویں پارے کے پہلے ربیع تک امر ثانی کا بیان ہے **سُحْرُ اُحْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تَتَّبِعُوا كُفْرًا** جہ سے امر اول اور امر ثالث بیان کئے گئے ہیں۔

فائدہ (۹) منکرین کی اصلاح کیلئے تین باتیں

منکرین دعویٰ کی اصلاح اور دعویٰ ماننے والوں کے اطمینان کے لئے قرآن مجید میں تین طریقے استعمال کئے گئے ہیں۔
پہلا طریقہ: منکرین دعویٰ جس زر و مال اور ظاہری جاہ و جلال پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرتے اور اسے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مال و جاہ کی قلت اور حقارت بیان کی جاتی ہے تاکہ منکرین اس حقیر دولت کی وجہ سے غرور نہ کریں اور حق کی طرف مائل ہو جائیں اور مومنوں کے دل بھی مطمئن ہو جائیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے **مَا يَجَادِلُ فِيْ اٰيَاتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** **كَذٰلِكَ يَعْرِضُ كَذٰلِكَ تَقْلِبُهُمْ فِي الْمَلٰٓئِكَةِ** (پ ۲۳۔ مومن ۱۶) اللہ تعالیٰ کی آیات میں منکرین ہی جھگڑا کرتے ہیں تو شہروں میں ان کا چلنا پھرنا آپ کو دھوکہ دینے والا ہے یہاں قلب مصد تقلیل اور تحقیر کے لئے جیسا کہ علامہ رضی نے مصد کے متعلق لکھا ہے یعنی ان لوگوں کے معمولی اور چند روزہ قلب سے دھوکہ نہ کھانا۔

دوسرا طریقہ: منکرین دعویٰ کو دھمکی دی جاتی ہے کہ جس مال و دنیا پر تم مغرور ہو کر حق کے دشمن بن چکے ہو اسی مال و دولت کی وجہ سے دنیا میں تم کو عذاب دیا جائیگا جیسا کہ پہلی قوموں کو عذاب دیا گیا۔ **كَذٰلِكَ تَقْلِبُهُمْ قَوْمٌ نُّوْحٍ وَّاٰلِ اٰدَمَ وَاٰلِ اٰدَمَ وَاٰلِ اٰدَمَ وَاٰلِ اٰدَمَ** (پ ۲۳۔ مومن ۱۶) ان سے پہلے قوم نوحؑ چھٹا پکی ہے اور اس کے بعد کئی جماعتیں اور ہر امت نے اپنے رسولؐ کے بارے میں ارادہ کیا کہ اسے پکڑیں اور باطل سے جھگڑنے لگے تاکہ اس سے حق کو گرا دیں پس میں نے انھیں پکڑ لیا۔ دیکھو میرا عذاب کس قدر سخت ہے یعنی ان امم سابقہ اس لئے تباہ و برباد کیا گیا کہ دنیا پر مغرور ہو کر حق کو دبا نا چاہتے تھے۔

تیسرا طریقہ: اسی غرور و دولت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی ان کو عذاب دے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے **وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ جِلْمَتُهُمْ عَلَيْهِ** **الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاَتٰهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ** (حوالہ مذکور) اسی سبب سے منکروں پر تیرے رب کی بات پوری ہو چکی کہ وہ دوزخی ہیں۔ اس آیت میں **كَذٰلِكَ** بمعنی **لِذٰلِكَ** ہے یعنی کاف تعلیل ہے۔ کما فی روح المعانی یعنی اسی دولت دنیا پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کلمہ ان پر صادق ہے کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

تنبیہ: یہ میںوں طریقے کہیں تو قرآن مجید میں مذکور بالا طرز پر بالترتیب مذکور ہوتے ہیں اور کہیں اس کے برعکس جیسا کہ سورہ کہف ع ۴ کی آیت ذیل میں ہے۔

قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَائِفَاتٌ أَلَمْ يَسْمَعْ مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ ذَلِيلٍ وَلَا يُشِيرُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا

یہاں اصحاب کہف کے قصے کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کا غیب جاننے والا، ہر جگہ حاضر و ناظر، ہر ایک کی آواز سننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اصحاب کہف وغیرہ نہیں ہیں اور اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں۔ اس کے بعد دُعا صِدْقُ نَفْسِكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ میں آپ کو حکم دیا گیا کہ جو لوگ اس عقیدہ پر پختہ ہیں آپ ان کے ساتھ رہیں اگرچہ اس وجہ سے آپ کو مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں وَلَا تَعُدُّ عَلَيْكَ عَنقَتَهُمُ الْخَالِئِينَ فَمَا يَزِيدُكَ زُرًّا نَبِيًّا وَزِينَةً كِي وَجْهَ سَاسَاتِهِمْ جَهَنَّمَ

فائدہ (۱۰) شان نزول

یہ اپنی جگہ درست ہے کہ نزول قرآن کے وقت اکثر ایسا ہی ہوا ہے کہ کوئی واقعہ پیش آگیا۔ اس کا حکم معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تو اس باب سے آیتیں نازل ہو گئیں جن سے اس واقعہ کا حکم معلوم ہو گیا لیکن ایسی آیتوں کا عمل اور ان کی تفسیر اس مخصوص واقعہ پر منحصر نہیں ہوگی کیونکہ شہور قاعدہ ہے۔ العبرة لحسوم اللفظ لا لخصوص المعنى اگر ایسی آیتوں کو ان واقعات سے مخصوص کر دیا جائے تو اس سے قرآن مجید کے سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئیگی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ احسن الاشياء في فهم القرآن شان النزول۔ علامہ ازیں اکثر واقعات ظنی ہوتے ہیں جو بنی اسرائیل فطرت کے لوگوں کے مشہور کردہ ہوتے ہیں۔ تفسیر خازن وغیرہ میں ایسے واقعات بجزت مذکور ہیں اس لئے آیات کا حل شان نزول پر موقوف نہیں، بلکہ سیاق و سباق کے پیش نظر آیتوں کو حل کرنا چاہیے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ شان نزول کے تمام واقعات قابل مدد اور جھوٹے ہیں اور تفسیر میں ان کو ذکر کرنا جائز نہیں۔

فائدہ (۱۱) تعارض

بعض آیتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً سورہ بقرہ ۲۷ میں ہے

هَؤُلَاءِ الَّذِينَ خَلَقْنَاكُمْ مِمَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّيْنَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور اس کی تمام اشیاء آسمان سے پہلے بنائی گئی ہیں۔ اور سورہ نازعات ۷ میں ہے۔

وَأَنْتُمْ أَشْدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءَ طَبَقُهَا رَفَعَ سَمَكُهَا فَسَوَّاهَا وَاعْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ مِنْهَا الْآلِهَافَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا

بھلا تمہارا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا آسمان کا۔ اللہ نے اس کو اس طرح بنایا کہ اس کی چھت کو بلند کیا اور اس کو درست بنایا۔ اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا اور اس کے بعد زمین کو بچھایا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کا پیدا کرنا اور اس کا پھیلانا آسمانوں کی پیدائش کے بعد ہوا ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ خلق ارض تو آسمانوں کی پیدائش سے پہلے ہوا لیکن وجوہ ارض یعنی اس کا پھیلنا خلق سماء سے بعد ہوا اس لئے دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ اور ایک جواب یہ ہے جو اس سے سہل ترین ہے کہ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا میں بَعْدَ بمعنی تعقیب ذکر ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اور آیت کے معنی یوں ہونگے۔ اللہ ہی نے آسمان پیدا کیا۔ اسے بلند بنایا۔ اس کی رات کو تاریک اور دن کو روشن کیا اس کے بعد یہ بھی زمین کو بھی اس نے پھیلایا۔ کیا تمہارا دوبارہ پیدا کرنا ان تمام کاموں سے زیادہ سخت ہے۔

فائدہ (۱۲) قانون حصر

علامہ رضی نے لکھا ہے کہ جب کلام کے کسی ایک حصے میں کلمہ حصر ہو تو اس کلام کے باقی حصے حصر پر ہی محمول ہوں گے۔ اسی بناء پر قرآن مجید میں جب دعویٰ پر عقلی دلیل ذکر کی جاتی ہے اور اس کے کسی حصے میں حصر ہو تو اس دلیل کے تمام اجزاء اور تعلقات میں حصر ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَالَخُرُوجُ بِهِ مِنَ الشِّجَارِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا أَنْ تَعْلَمُوا (پ ۱ - بقرہ ۳۷)

ترجمہ :- اے لوگو! اپنے اس رب ہی کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم بیچ جاؤ۔ وہی رب جس نے تمہارے لئے زمین کو ٹھکانا اور آسمان کو چھت بنا دیا۔ اور آسمان سے مینہ برسا کر اس کے ذریعے تمہارے لئے پھلوں کی روزی پیدا کی اس لئے تم اللہ کے لئے شریک نہ بناؤ! حالانکہ تم جانتے ہو۔

اس کے بعد اسی دلیل پر بیان ذیل کو مرتب فرمایا۔

قرآن مجید کے مختلف مقامات میں آنحضرتؐ کی ترکیب وارد ہوئی ہے جن کے مطالعہ سے اس کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

اول : وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۲۵ حاشیہ ۴۶) یعنی تمام زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔
 کسی نبی۔ ولی۔ فرشتہ۔ جن وغیرہ کے لائق نہیں۔ اس کے بعد تنخوین اخروی ذکر کر کے سورت کے آخر میں فَلَیْلَہِ الْحَسْمٰتِ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَہُ الْکِبْرِیَا عِزِّ الْعِزِّ الْحَکِیْمِؕ کو بطور تفریع لایا گیا ہے کہ جب تمام زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ تو تعجب کیسے بھی اللہ ہی کے لائق ہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔ اس مقام سے یہ معلوم ہوا کہ معنی یوں ہو گا کہ آسمان و زمین کی بادشاہت اور انکا مالک ہونا اور ہر چیز پر غالب ہونا صرف اللہ جل شانہ کے لائق ہے۔

دوم : (پ ۳۳ : الصفات : ۵۶) سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ : (اور پ ۱۹ : النمل : ۲۶) میں ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى اللَّهُ خَيْرُ عَمَّا يُشْرِكُونَ : ان ہر دو مقامات میں یہ مراد ہے کہ مشرک اللہ کے سوا غیروں کو پکارتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام انھیں شرک سے روکتے ہیں اور وہ مشرک جب شرک سے باز نہیں آتے تو اللہ جل شانہ ان قوموں پر عذاب نازل فرما دیتا ہے اور اپنے رسولوں کو عذاب سے بچا لیتا ہے۔ رسولوں کو عذاب دینے کی طاقت نہیں بلکہ ان کا کمال تو یہ ہے کہ خود عذاب الہی سے بچاتے جاتے ہیں۔ پس غائبانہ حاجات کے لئے پکارا جانا مشرکین کو ہلاک کرنا اور رسولوں کو عذاب بچا لینا۔ یہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ : قَطُّعْ دَائِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(پ ۷ : النعام : ۸۶) جب انہوں نے اس (مسئلہ توحید) بھلا دیا جس کی ان کو نصیحت کی تھی تو ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیے۔ حتیٰ کہ جب دی ہوئی چیز پر خوش ہو گئے تو ہم نے انھیں اچانک پکڑ لیا۔ تو وہ ناامید ہو گئے۔ پس مشرک قوم کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور اللہ کے لئے سب تعریفیں ہیں جو جہانوں کا رب ہے۔

یہاں مراد یہ ہے کہ جب منکرین اپنے شرک سے باز نہ ہوں آتے تو اللہ جل شانہ انھیں ہلاک کر دیتا ہے۔ اور جن معبودوں پر اعتماد ہوتا ہے وہ انھیں چھڑا نہیں سکتے۔ پس اس مقام پر الحمد للہ کا معنی یہ ہو گا۔ کہ مشرکوں کو تباہ کرنا اور غائبانہ حاجات میں بیکار جانا اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔

پانچ سورتوں کی ابتداء میں الحمد للہ کا لفظ آیا ہے۔ فاتحہ۔ النعام۔ کہت۔ سب۔ فاطر وان تمام سورتوں میں الحمد للہ کے بعد وہ تمام صفات بیان کی گئی ہیں جو مافوق الاسباب ہیں یعنی ہر شے کو جاننا۔ ہر شے پر غالب ہونا۔ ہدایت کے لئے کتاب اتارنا۔ پیدا کر کے پالنا وغیرہ۔ یہ تمام صفات جلیلہ اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں کسی دوسرے کے لائق نہیں۔ ان صفات کی قدرے تفصیل پانچم ۳: میں اِنَّهٗ هُوَ اَخْرَجَكَ وَاَبْكٰى لَی وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ قَدْ جَاءَ اَبْنٰی... تک میں مذکور ہے۔ یعنی خوشی اور غم پہنچانا۔ زندہ کرنا یا مارنا۔ تنگدست یا معنی کرنا یا سب سے بے نیاز کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں اور قیامت کے دن بھی کہیں گے کہ اے خدا یہاں بھی سب کچھ تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے۔

سُبْحَانَكَ مَعْنٰی اگرچہ پاکیزگی کے ہیں۔ لیکن ہر شے کی پاکیزگی اس کے حال کے مناسب ہوتی ہے۔ مسجد کا پاک ہونا۔ انسان کا پاک ہونا۔ پکڑوں کا پاک ہونا۔ ہر ایک کے حالات کے مناسب ہوگا لہذا اللہ تعالیٰ کے پاک ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر چیز سننے جاننے غائبانہ حاجات میں حاجت روا ہونے میں کوئی کمی۔ ولی۔ فرشتہ شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں پاک ہے ان شریکوں سے جو لوگوں نے اپنے خیال سے بنائے ہیں۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ پس الْحَمْدُ لِلَّهِ اور سُبْحَانَ اللَّهِ

کا حاصل معنی ایک ہی ہے۔

عام لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ تسبیح کے دانوں یا انگلیوں پر خدا کا نام بار بار پڑھنا ہی اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے لئے لوگوں نے وظائف اور وقت مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جو کسی طرح نافرمانی

نہیں کرتے۔ یہ مطلب انہوں نے قرآن مجید کی ایک آیت اور ایک حدیث سے سمجھ لیا ہے۔

آیت فَاذْكُرْنِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونَهُ

حدیث: ۱۔ اِذَا ذُكِرْتُمْ فِي نَفْسٍ ذُكِّرْتُمْ فِي نَفْسِي ۚ اِذَا ذُكِرْتُمْ فِي نَفْسٍ ذُكِّرْتُمْ فِي نَفْسِي ۚ

اس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے الفاظ بلند آواز اور خوش الحانی سے جماعت کے ساتھ ملکر پڑھنا ہی خدا کا ذکر ہے لیکن قرآن مجید کی اکثر آیات جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنہی و قراخی اور دیگر غائبانہ حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جائے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ یہ معنی مندرجہ ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

اَوَّلُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۚ وَسَبِّحُوا بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۚ

کی ہر وقت صبح و شام لوگوں کے بتائے ہوئے شریکوں سے تنزیہ اور پاکیزگی بیان کرو کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب حاضر و ناظر اور غائبانہ حاجات میں حاجت روا ہوئے میں تمام شریکوں سے پاک ہے۔

دوم وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَئِلُ إِلَيْهِ تَبْتِلًا ۚ رَأَيْتَ الْمَشْرِقَ ۚ

المغرب لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۚ (پ ۲۹۔ نزل ۱۷)

غیبت کو کارساز سمجھنے سے عین ہر جاؤ اور صرف اسی ایک اللہ کو کارساز سمجھو۔

سوم وَادْكُرْكُمْ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۚ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ

وَسَبِّحْهُ لَيْلًا وَلَوِيلًا ۚ (پ ۲۹۔ روم ۲۷)

جب اس آیت کو سورہ احزاب کی مذکور آیت سے ملایا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ غائبانہ حاجات میں ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدے کئے جائیں

چہارم ۱۔ وَادْكُرُوا اللَّهَ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

بِالْآخِرَةِ ۚ وَادْكُرُوا الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَتَّبِعُونَ ۚ

پ ۲۳۔ زمرہ ۵۷)

اس معنی کی تائید میں:۔

ذِكْرُ يَٰأَيُّهَا إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۚ وَإِنْ يُشْرَكَ بِهِ

تُؤْمِنُوا ۚ (پ ۲۳۔ مومن ۳۷)

پنجم الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ ۚ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ

تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۚ (پ ۱۳۔ رعد ۲۷)

ششم هَذَا ذِكْرُ مَن قَبْلِي ۚ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۚ (پ ۱۷: انبیاء: ۲۷)

ہفتم فِي بُيُوتٍ آذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ ۚ (پ ۵۷: نور: ۵۷)

بعض مقامات میں ذکر سے مراد قرآن مجید ہی آیا ہے کیونکہ اس میں مسد توحید کا بیان ہے۔

ہشتم وَانْزِلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِنُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

يَتَّقُونَ ۚ (پ ۱۴: نحل: ۶۵)

اس کی تائید میں ہے۔

لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۚ (پ ۱۷: انبیاء: ۱۷)

ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارا جائے۔ حاضر و ناظر۔ نفع و نقصان کا مالک اور غائبانہ حاجات میں حاجت روا سمجھا جائے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے

یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ ذکر انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے اور اگر یہ ذکر جو قرآن سے معلوم ہوتا ہے نہ ہو تو جہوں میں تسبیح کے ہزاروں شے گن ڈالے جائیں یا جماعتوں میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا شور مچایا جائے تو کچھ فائدہ نہیں۔

قرآن پاک میں ذکر اللہ کے لئے کبھی فقط لفظ سبیل اللہ ہی استعمال ہوتا ہے۔ پھر اہل کتاب و منافقین پر زحیریں موتی ہیں کہ یہ لوگ سبیل اللہ سے روکتے ہیں۔ نیز یہ بھی آتا ہے کہ جہاد

فی سبیل اللہ کیا جائے اس سے بھی یہی مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کے مسئلہ توحید کی اشاعت کے لئے جہاد کیا جائے۔ اس تحقیق سے یہ معلوم ہو گیا کہ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اور ذِكْرُ اللَّهِ سے مقصد ایک ہی ہے۔

یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو مافوق الاسباب امور میں حاجت روا اور متصرف سمجھنا۔

فائدہ (۱۷) لفظ دُونَ کی تحقیق

قرآن مجید کے تراجم میں مِنْ دُونِ اللہ کا ترجمہ (اللہ کے سوا) کیا گیا ہے اس سے آجکل کے شرک و بدعت کے مبلغ ملاؤں نے ناجائز فائدہ اٹھا کر علوم کو فریب اور حوکہ

میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں شرک تب ہوتا ہے جب صرف غیر خدا ہی کی عبادت کی جائے اور غیر خدا کی عبادت اور پکار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی

کی جائے اور اسے بھی پکارا جائے تو یہ شرک نہیں نیز ان کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشرکین مکہ کا شرک یہ تھا کہ وہ صرف غیر اللہ کی عبادت اور پکار سجالا تے تھے لیکن اللہ کی عبادت نہیں کرتے

تھے حالانکہ یہ سراسر غلط اور بھروسہ مرآئہ کا خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں صاف صاف مذکور ہے کہ مشرکین اپنے دیگر معبودوں (انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام، ملائکہ، جنات وغیرہ کے

علاوہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے تھے اور مصیبتوں میں اسے پکارتے بھی تھے بلکہ بڑے بڑے مشکل کاموں میں وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے مثلاً دریائوں اور کنندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو صبح سالم کنا سے لگانا وغیرہ۔ لیکن اس کے باوجود یہ لوگ مشرک تھے تو معلوم ہوا کہ مشرک یہ نہیں کہ صرف اللہ کو پکارا جائے بلکہ مشرک یہ ہے کہ اللہ کے سوا غیروں کو بھی مافوق الاسباب طریق پر پکارا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو حکم دیا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔

مفسرین کرام سے لکھا ہے کہ ابو جہل نے سردارانِ قریش سے مشورہ کر کے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صلح کی یہ تجویز پیش کی کہ آپ ایک دن مشرکین کے مہجولات کی عبادت کر لیا کریں اور اسے حاجات میں پکارا کریں تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ ہمارے بزرگوں کے خلاف نہیں ہیں۔ اس پر سورہ الکافرون نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں تمہارے باطل اور خود ساختہ معبودوں کی عبادت کروں اور ان کو پکاروں۔ اسی طرح ایک جگہ فرمایا

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (پ ۱۵۔ کہف ع ۴)

اس میں حصہ مراد ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَقَالَ رَبُّکُمْ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (پ ۲۴۔ مؤمن ع ۶)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح ہوں کہ تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے ہی پکارو۔ میں ہی (تمہاری دعا) قبول کروں گا یعنی قبول کرنے کی طاقت مجھے ہی ہے بیشک جو لوگ میری عبادت اور پکار سے سنبھالی کرتے ہیں یعنی صرف مجھے نہیں پکارتے بلکہ میرے ساتھ اوروں کو بھی پکارتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس قسم کی تمام آیتوں میں حصہ مراد ہے۔ اگر ان آیتوں میں کوئی افادیت باقی نہیں رہتی کیونکہ مطلقاً اللہ کی عبادت اور اس کی پکار تو مشرکین بھی بجالاتے تھے اور قرآن کا مطالبہ یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو نہ اس کے سوا کسی اور کو پکارو یہی چیز ہے جس سے مشرکین بھاگتے ہیں

وَ اِذَا دَعَا لِلّٰہِ وَحْدَکَ اَسْتَاذَتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

بِالْآخِرَةِ (پ ۲۳۔ زمر۔ ع ۵)

ایک اور جگہ فرمایا۔

اِذَا دَعَا لِلّٰہِ وَحْدَکَ کَفَرْنَا ثُمَّ (پ ۲۴۔ مؤمن۔ ع ۲)

یہی وجہ ہے کہ امام المترمجمین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر نے بعض جگہوں میں دونوں کا ترجمہ ”دے“ سے کیا ہے۔ چنانچہ حاشیٰ اذ ابکعب بن السدین وَحْدَکَ مِنْ دُوْنِہِمَا قَوْماً (پ ۱۶ کہف ع ۱۱) کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب پہنچا دوڑا کیسے پائی۔ ان سے ”دے“ ایک مقام میں لفظ ”دعون اللہ“ وارہو ہے وہاں اس کا ترجمہ ”دے“ سے نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ لفظ قرب مکانی پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس قسم کی دوری اور نزدیکی سے پاک ہے۔ بلکہ اس کا ترجمہ ”سوا“ سے کیا جائے گا اور اس میں تمام غیر اللہ داخل ہیں خواہ آسمان کے فرشتے ہوں یا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ نیز جب ایک آدمی غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہو اس وقت وہ اللہ کی عبادت نہیں کر رہا اس وقت تو صرف غیر اللہ کی عبادت ہی ہو رہی ہوگی اس لئے بھی دونوں کے معنی ”سوا“ ہی کے ہوں گے۔

فائدہ (۱۷) لفظ ”الکتاب“ سے مراد

اگر لفظ کتاب سورت کی ابتدا میں آئے تو اس سے مراد قرآن مجید ہوتا ہے جیسا کہ ذالک الکتاب لا مرید فیہ۔ یا اس سے دی سورت مراد ہوتی ہے جس کی ابتدا میں یہ لفظ آئے جیسا کہ سورہ یوسف اور شعرا کی ابتدا میں ہے تِلْکَ اٰیٰتِ الْکِتٰبِ۔ اور بعض جگہوں میں اس سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہوتا ہے جس کی ابتدا میں یہ لفظ وارد ہو۔ جیسا کہ حم مؤمن کے شروع میں ہے تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ الْغُبْرِ نَزْلًا عَلَیْہِمْ اِس سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہے جو آگے فَاَدْعُوْا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنِ میں ذکر کیا گیا ہے اسی طرح سورہ زمر میں بھی الکتاب سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہے اور اگر لفظ کتاب سورت کے درمیان آجائے اور وہاں اہل کتاب کا ذکر ہو تو اس سے کتب سابقہ مراد ہوں گی۔ جیسا کہ اٰخِراً اَنْزَلْنَا الْکِتٰبَ عَلٰی طٰوْسٍ مِّنْ قَبْلِہِمْ (پ ۲۰۔ انعام ع ۲۰) میں الکتاب سے تورات اور انجیل مراد ہے اور اگر الکتاب کی صفت ہبارک یا مصدق آجائے تو اس سے مراد قرآن مجید ہوگا۔

فائدہ (۱۸) الکتاب اور قرآن میں فرق

اگر یہ دونوں لفظ کسی سورت کی ابتدا میں آجائیں جیسا کہ سورہ حجر کے شروع میں ہے تِلْکَ اٰیٰتِ الْکِتٰبِ وَ قُرْاٰنِ حَمِیْمٍ تو الکتاب سے کتب سابقہ مراد ہوں گی یعنی اس سورت میں وہ مضامین مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں تھے اور قرآن سے وہ مضامین مراد ہوں گے جو صرف قرآن مجید میں مذکور ہیں اور کتب سابقہ میں ان کا ذکر نہیں تھا۔

فائدہ (۱۹) لفظ حکیم اور صبین میں فرق

جس سورت کی ابتدا میں الکتاب کی صفت حکیم آئے اس میں تمام عقلی دلائل مذکور ہوں گے جیسا کہ سورہ یونس اس میں کتاب کی صفت حکیم آئی ہے تِلْکَ اٰیٰتِ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ اس لئے اس میں عقلی دلائل مذکور ہیں اور اگر الکتاب کی صفت صبین ہو تو اس میں نقلی دلائل ذکر کئے جائیں گے۔ سورہ یوسف کے شروع میں ہے۔ تِلْکَ اٰیٰتِ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اس میں کتاب کی صفت صبین آئی ہے اس لئے اس میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔

سوال سورہ یونس ۸ میں **وَإِنَّا لَنُحْيِيهِمْ نَحْيًا نَّوْجٍ** الخ سے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو بظاہر دلیل نقلی معلوم ہوتی ہے حالانکہ اس کی ابتدا میں "کتاب" کی صفت "حکیمہ" آئی ہے اس طرح سورہ شعرا ۱ میں ہے **أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ بَدَّلْنَاهَا مِن جُلْدٍ كَرٍّ إِلَى رُفُوحٍ** کثیر جہ بظاہر دلیل عقلی ہے حالانکہ اس کی ابتدا میں "کتاب" کی صفت "ہبیین" وارد ہوئی ہے۔ یہ دونوں باتیں قاعدہ بالا کے خلاف ہیں۔

جواب :- سورہ یونس میں مذکورہ آیت دلیل نقلی کے طور پر نہیں آئی بلکہ دنیوی تخویف کے طور پر آئی ہے اگر دلیل نقلی ہوتی تو اس کے ساتھ دعویٰ بھی ضرور مذکور ہوتا۔ جیسا کہ سورہ مومنون ۲ میں ارشاد ہے۔ **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ مَعَكُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنْ اللَّهِ غَاوٍ**۔ علیٰ ہذا سورہ شعرا کی محولہ بالا آیت سے مقصود تخویف دنیوی ہے اگرچہ اس کے ضمن میں دلیل عقلی بھی ہے جیسا کہ اس سے پہلی آیت **فَقَدْ كَذَّبُوا فَأَتَيْنَاهُمُ أَتْيًا مَّا كَانُوا يَستَكْبِرُونَ** صراحتہ اس پر دلالت کر رہی ہے۔

فائدہ (۲۰) روح سے مراد

قرآن مجید میں لفظ "روح" مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی بعض جگہ روح سے جان مراد ہے جس پر جاندار کی زندگی کا مدار ہے۔ **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي** (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۹) بعض جگہوں میں روح سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ **وَإِذْ نَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا** (پ ۱۔ بقرہ ۱۸۵-۱۸۶) اور **تَنْزِيلُ الْمَلَكِ وَالرُّوحُ فِيهِ نَادٍ** (پ ۲۰۔ قدر) دونوں آیتوں میں روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ دوسری آیت میں تعیم کے بعد تخصیص سے جبریل علیہ السلام کے مزید شرف کا اظہار مقصود ہے۔ بعض جگہ روح سے مراد وحی (حکمانہ) یعنی مسئلہ توحید ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ **يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا ذَكِيًّا** (پ ۱۴۔ نحل ۱۰) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنا حکمانہ امر اتارتا ہے وہ یہ کہ ڈراؤ لوگوں کو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم مجھ سے ڈرو۔ یہاں روح سے یہ حکمانہ مراد ہے۔ **إِنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا**۔ اسی طرح پ ۲۲۔ مومن ۲۲ میں ہے **فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ** اس کے بعد فرمایا **يُلْقِي الرُّوحُ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ** یہاں روح سے مراد ہے **فَادْعُوا اللَّهَ** الخ یعنی حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکاردو۔

فائدہ (۲۱) ماضی کے بعض صیغوں کی تحقیق

پارہ ۸ سورہ انعام ۱۴ میں ہے **وَمَا لَكُمْ إِذَا آتَاكُمُ الْبَرْقُ فَيَمْطَرُ عَلَيْكُمْ فَسَافَ مُمْسِكًا** اس میں **فَسَافَ** کا ذکر تفصیلی سے بیان کرنے لگا ہے۔ یہاں اشکال وارد ہوتا ہے کہ **فَسَافَ** ماضی کا صیغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ محرمات تفصیل کے ساتھ سورہ انعام سے پہلے بیان ہو چکی ہیں حالانکہ سورہ بقرہ اور سورہ مائدہ بالاتفاق سورہ انعام کے بعد نازل ہوئی ہیں بعض نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے کہ اس سے سورہ نحل میں بیان کرنا مراد ہے جو انعام سے پہلے نازل ہوئی تھی مگر اس میں ایک مزید اشکال ہے کہ نحل میں محرمات کا ذکر تفصیلی نہیں بلکہ بہت کم ہے اس لئے اس کی بہتر توجیہ یہ ہے کہ یہاں ماضی کا صیغہ گذشتہ فعل کے لئے نہیں بلکہ **فَسَافَ** فعل کی ابتدا کے لئے ہے جس طرح سورہ نود کے بارے میں فرمایا **سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ** (ترجمہ) یہ سورت ہے جسے ہم نازل کرنے اور اس کے احکام کو مقرر کرنے اور اس میں صاف صاف آیتیں نازل کرنے کو ہیں۔ تو یہاں ماضی کے صیغے ابتدا فعل کے لئے ہیں اسی طرح **فَسَافَ** کے معنی ہوں گے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) محرمات کی تفصیل کرنے کو ہے چنانچہ اس کے فوراً بعد محرمات کا بیان ہے۔

فائدہ (۲۲) امر کے بعض صیغوں کی تحقیق

بعض دفعہ امر کا صیغہ ایجاد فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقاؤ فعل کے لئے آتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے **أَخَذْتُ عَلَى اللَّهِ عِدَّةً** (ترجمہ) میں نے حضرت اسید بن حنیفہ سے فرمایا **اقْرَأْ يَا حَنْظَلَةُ** کاش لے ابن حنیفہ تو پڑھتا رہتا۔ از مولانا میر انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہما اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح ذیل کی آیتوں میں ہے **لَا تَلْعَلْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ يُغَيِّرُ رَأْيَكَ وَيُدْخِلُ فِيهِ شَيْئًا** (پ ۲۱۔ عبکوت ۵) **وَإِنَّا لَنُحْيِيهِمْ نَحْيًا نَّوْجٍ** (پ ۱۵۔ یونس ۸) اور جو کتاب آپ کے رب کی طرف سے آپ کو وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے آپ اسے پڑھتے رہیں، اللہ کے کلمات (فیصلوں) کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

فائدہ (۲۳) لفظ مآ سے مراد

مفسران مجید کے بعض مقامات میں لفظ مآ سے مسئلہ توحید مراد ہے اس لئے ترجمہ میں اس کا صراحتہ ذکر کرنا چاہیئے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں :-
الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِئِنْ لَمْ يَنْتَهِوا عَنْ ذِكْرِ آيَاتِنَا لَأُولَٰئِكَ لَئِيْلٌ عَلَيْهِمْ مِمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پ ۲۳۔ مومن ۸)
وَقَالُوا أَتُوقِنُ أَن نَّخْلُقَ لَهُمْ سَبْعًا مِثْلَهُ لِيُحْيِيَهُ (پ ۲۳۔ حم ۱۵)
 جن لوگوں نے کتاب اور اس چیز (مسئلہ توحید) کو جس کے ساتھ ہم نے رسولوں کو بھیجا جھٹلایا وہ عنقریب جان لیں گے۔
 اور کہا انہوں نے **وَلَمَّا دُلُّوا** جس چیز (مسئلہ توحید) کی طرف تو ہم کو بلا تھے ہمارے دل اس سے پرہیز میں ہیں۔

جب ان کے پاس ان کے رسول آئے سے بھی آئے اور بچے سے بھی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو وہ کہنے لگے اگر کسی پیغمبر کا بھیجنا، اللہ کو منظور تھا تو وہ فرشتوں کے نازل کرنا اس لئے جو (مسند توحید) دیکر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔

۱۳۔ اِذْ جَاءَهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اِلٰهًا وَّ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ لَآ نَزَّلَ مَلٰٓئِكَةٌ فَاِنَّا بِمَا اُرْسِلْتُمْ بِهِ كَاٰفِرُوْنَ (پ ۲۲ - حم سجدہ ۲۵)

بعض جگہ ماسے مراد مشرکانہ اعمال ہیں۔

کیا ان لوگوں نے زمین پر چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو مشرک لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا۔ وہ لوگ تعداد میں اور قوت میں اور ان نشانوں میں جو وہ زمین پر چھوڑ گئے ان سے زیادہ تھے لیکن ان کی تمام کئی (مشرکانہ اعمال) ان کے کام نہ آ سکی۔

اَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا اَكْثَرُ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاْتَسٰرًا فِى الْاَرْضِ فَمَا اَعْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ ۱۳ مومن ۲۵)

یہاں ماسے مراد اعمال مشرکانہ ہیں جو اپنے زمانے کے پیروں فقیروں کی تدبیریں نیازیں دیتے تھے اس خیال سے کہ یہ لوگ ہمیں مصیبت کے وقت چھڑالیں گے (از شاہ عبدالقادر)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اور جو تود تھے ہم نے ان کو راہ بتلائی تو انھوں نے گمراہی کو ہدایت کے مقابلہ میں پسند کیا۔ پس اپنے گئے (مشرکانہ اعمال) کے سبب انہیں ان کے عذاب کی کڑاں لگائی۔

وَاَمَّا تَمُوْدُ فَهَدٰى يٰٓهٖنَّهُمْ فَاٰتٰىهُمُوْا لَعْنٰى عَلٰى الْهٰٓدِىْ فَاَخَذَ نٰهُمُ صَاعِقَةً الْعَذَابِ اَلْهُوْلُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ ۲۳ - حم سجدہ ۲۵)

بعض جگہ ماسے گمراہ پیروں اور مولویوں کے بنائے ہوئے جھوٹے فقہ وغیرہ مراد ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

غرض جب ان کے رسول ان کے پاس پہنچے دیلیں لے کر آئے تو وہ لوگ اپنے اس علم پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کے پاس تھا۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُّسَلِّمُوْا بِآٰیٰتِنَا فَرَحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (مومن - ع ۹)

یہاں ماسے مشرکانہ باتیں یعنی پیروں کے بنائے ہوئے جھوٹے من گھڑت فقہ مراد ہیں اور بعض جگہ ماسے معبودان باطلہ مراد ہوتے ہیں جن کو مشرکین اپنی حاجات میں غائبانہ پکارتے تھے اور جن کے نام کی تدبیریں اور منیتیں دیتے تھے۔

تم مجھے اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اس کا شریک بناؤں جس کے معبود ہونے کا مجھے علم نہیں ہے۔

تَدْعُوْنِنِیْ اِلٰٓهَ کُفْرًا ۚ بَلٰ لَیْسَ بِیْ اِلٰهٍۭ عِلْمٌ (مومن ع ۵)

اس جگہ ماسے ان کے معبودان باطلہ مراد ہیں جن کو وہ پکارا کرتے تھے اور یہ میں ضعیف کا مضاف معبود ہے اسی بمعبود بیتدر (جلا لیں) اور پارہ ۷، سورہ انعام ۹۷ میں ہے اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک ٹھہرایا حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے ہو کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنایا ہے جن کے جھوٹے ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔

وَكَيْفَ اَخَذَ مَا اَشْرَكْتُمْ وَاَلَمْ تَكُنْ اَوَّلَ الْاَوَّلِ ؕ اَشْرَکُمْ کُفْرًا ۚ بَلٰ لَیْسَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰهٍۭ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا

اس میں ماسے مراد معبودان باطلہ ہیں اور یہ بمعنی بمعبود بیتدر ہے۔

فائدہ (۲۴) لفظ تَمَّ کا استعمال

تران مجید میں تَمَّ تین معنوں میں استعمال ہوا ہے (۱) سرے قزای فی الزمان یا تعقیب ناماتی (۲) برائے استبعاد اور (۳) برائے تعقیب ذکر۔

تراخی فی الزمان :- اس کا مطلب یہ ہے کہ تَمَّ کا مابعد وقوع میں اس کے ماقبل سے متاخر ہے اس کی مثالیں بے شمار ہیں

تَمَّ استبعاد پر :- یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے ماقبل کی موجودگی میں اس کے مابعد کا وقوع عقل سلیم سے بعید ہے جیسکہ ارشاد ہے۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے مآقی ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا (اس کے باوجود) پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ جَعَلَ النُّجُومَ وَالنُّوْرَ ؕ تَمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْبُدُوْنَ (پ ۷ : انعام ۱۷)

اللہ تعالیٰ اتنی خوبیوں اور صفتوں کا مالک ہے مگر اس کے باوجود مشرک لوگ اپنے معبودوں کو معبودیت میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں جو عقل سلیم کے سرسرخ خلاف ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا۔

وہ وہی ذات ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک وقت مقرر کر دیا اور وقت مقرر اللہ ہی کے پاس ہے کیا پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَکَ ۚ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ (ایضاً)

یعنی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی موجودگی میں مسئلہ توحید میں شک کرنا عقل سلیم سے بعید ہے۔

تَمَّ برائے تعقیب ذکر :- اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل سے صرف ذکر میں موخر ہے خواہ وقوع میں وہ اس پر مقدم ہی ہو اور اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا مابعد اس سے ماقبل سے زمانے کے اعتبار سے بھی موخر ہی ہو بلکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا مابعد وقوع اور زمانے

کے لحاظ سے اس کے مقابل سے پہلے ہو اس کا ترجمہ اس طرح ہو گا کہ پہلی چیز کے بعد اب دوسری چیز کا ذکر بھی سن لو۔ مثلاً

وَلَقَدْ خَلَقْنَاهُمْ صَوْرَةً ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْ وَاِلٰدَمَ (پ ۸۔ اعراف ص ۲) اس آیت میں ثُمَّ تعقیب ذکر کی کے لئے ہے اور ترجمہ اس طرح ہو گا

اور اب ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر ہم نے تمہاری صورتیں بنائیں اور پھر یہ بات بھی سن کو کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے

قَالُوا اٰرٰنَا اللّٰهَ جَهَنَّمَ فَاَخَذْنَاهُمُ الصُّبْحَةَ بِغُلْبَتِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْاِلْحٰدَ مِنْۢ مُّبَعْدِ مَا جَاؤَتْهُمْ الْبَيِّنٰتُ (پ ۶۔ ناز ص ۲۲) یہاں بھی

ثُمَّ تعقیب ذکر کی کے لئے ہے کیونکہ نبی اسرائیل کے بچے کو معبود بنانے کا واقعہ عذاب صاعقہ سے پہلے واقع ہوا تھا اس لئے اس کا ترجمہ اس طرح ہو گا۔ انہوں نے کہا ہمیں خدا تعالیٰ

سامنے دکھا د پس ان کے ظلم کی وجہ سے انہیں ایک چینی نے پکڑ لیا۔ پھر یہ بات بھی سن لو کہ انہوں نے بچے کو معبود بنا لیا تھا۔

قائدہ (۲۵) لفظ اِنَّمَا کی تحقیق

علماء معانی نے لکھا ہے کہ اِنَّمَا کے معنی میں مَا اِلَّا۔ انما کا یہ مفہوم اپنی جگہ بالکل درست ہے لیکن قرآن مجید میں بعض جگہ یہ معنی مناسب نہیں مثلاً اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ
الْمَيْتَةَ وَالْدَّمَ وَالْخِنْزِيرَ وَمَا اَهْلَیْہِ لِغَیْرِہِ اللّٰہِ رِبًا ۚ بقروہ ۲۱ اس آیت میں اگر انما کو ما اِلَّا کے مفہوم میں لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مذکورہ بالا چیزیں ہی
حرام ہیں اور ان کے سوا اور کوئی چیز حرام نہیں حالانکہ یہ مطلب غلط ہے۔ اسی طرح اِنَّمَا سَکَرْتُ اَبْصَارُنَا بَاہِلَ نَحْنُ فَوَہُومٌ مَّسْحُورُونَ رپ ۴ حجر ۱ میں انما کو ما اِلَّا کے مفہوم میں لینا مناسب
نہیں۔ اسی لئے علامہ رضی نے لکھا ہے کہ انما تحقیق کے لئے ہے اس صورت میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

فائدہ (۲۶) اذکابیان

اِذْ ظَرَفْتِ كَيْ لَمْ يَهْتَمِ بِهٖ اِسْ كَا مَعْنَا اِلَيْهٖ مَهْتَمًا هے۔ ظرف ہونے کی وجہ سے اس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے، بعض مفسرین اس سے پہلے اذکر اس کا متعلق محذوف مانتے ہیں اذکر چونکہ فعل متعدی ہے اور اسے مفعول بھی ضرورت ہے اس لئے القصۃ اس کا مفعول محذوف نکالتے ہیں یعنی اذکر القصۃ اذ الخ۔ بعض مفسرین اذ کو زائد قرار دیتے ہیں صاحب تنویر المیاس (تفسیر عباسی) اذ کو تَد کے معنی میں لیتے ہیں۔ بعض اذ کو ظرفیت سے خالی کر کے مفعول بہ قرار دیتے ہیں لیکن علامہ رضی نے لکھا ہے کہ اذ کا متعلق کبھی اس پر مقدم ہوتا ہے اور کبھی اس سے مؤخر اس لئے ہر جگہ اذ کو مقدم ماننے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۗ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یَّقْسِدُ فِیْہَا ۖ (پ البقرہ ع ۴) یہاں قال سہل ہے الخ جملہ اذ کا معنایا الیہ ہے اور قَالُوْۤا اس کا متعلق اور عامل ہے جو اس کے بعد قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْہَا میں مذکور ہے۔ ترجمہ اس طرح ہوگا۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ اس وقت انہوں (فرشتوں) نے کہا کہ تو زمین میں اس کو پیدا کرتا ہے جو اس میں فساد کرے گا۔ اسی طرح پ ۱۲۔ یوسف ع میں ہے۔

جب کہا یوسف نے اپنے باپ سے ابا جان! میں نے گیارہ تاروں اور شش قسم کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں اس وقت اس (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے کہا میرے بیٹے! اپنا خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

أَذَقَالَ يُوسُفُ رِبِيدِيَّابَتِ إِيَّيْهِمَا أَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ
عُوكِبًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ أَيْتُ هُمَا لِي سَجْدَيْنِ
قَالَ يَسْبِقُنِي لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ أَخَوَاتِكَ

اس آیت میں رَدُّ کاسِ مَقْلُوبٍ دوسرا قَال ہے۔ پ۔ ۷۔ مادہ ع۔ ۱۶ میں ہے وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ لِيَعْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اٰمِحٰى الْهٰیۡنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالْ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقِّۙ اَسْ مِنْ دُوْۤسَرِ اَقَال۔ رَدُّ میں عامل اور اس کا معلق ہے۔ وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ خُذْ مِنْکُمْ رَدُّ قَال اللّٰهُ لِيَعْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ اِذْ کَرِهَ لِنَفْسِیْ (ع ۱۵) پر معطوف ہے اس لئے وہ اِذْ بھی اسی قَال سے معلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیادت کے دن جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات شمار کرے گا اور جب اس سے پوچھ گیا کیا تو نے لوگوں کو اپنی اور اپنی والدہ کی عبادت کرنے کو کہا تھا اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کہیں گے اے میرے رب تو پاک ہے الخ۔

قائدہ (۲۷) وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ كَيْ تَحِقِّقُ

قرآن مجید میں جہاں بہ ترکیب **وَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ** واقع ہوئی ہے اس میں مفسرین کے تین اقوال ہیں (۱) واؤ عاطفہ ہے اور اس کا معطوف علیہ موقع و محل کے مناسب محذوف ہوتا ہے اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے (۲) واؤ عاطفہ ہے اور پہلے جملے کا مضمون اس کا معطوف علیہ ہے یہ قول شاہ عبدالقادر کا مختار ہے (۳) واؤ نائدہ ہے اور لیعلم ماقبل کی علت ہے یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول ہے۔

فائدہ (۲۸) گذالٹ کی تحقیق

کَذٰلِکَ اَمَّا طَوْرٍ بَرّ تَشْبِیْہ کے لئے آتا ہے لیکن قرآن مجید میں تشبیہ کے علاوہ تعلیل اور بیان کمال کے لئے بھی آیا ہے۔

تحلیلہ کی مثالیں (۱) وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ (پ ۲۴ مومن ع ۱) علامہ سید محمود اوسی ج لکھتے ہیں اسی لفظ کا
مَنْ هُوَ مُسَرِّبٌ مُرْتَابٌ (مومن ع ۴) یعنی آیات میں شک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے (۲) كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُنْكَبِرٍ جَبَّارٍ (انفا)
یعنی آیتوں میں حجت بازی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے سرکشوں اور معاندوں کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے الغرض جن جگہوں میں ماقبل کا مضمون مابعد کے لئے علت ہو وہاں کاف
تعبیل کے لئے ہوگا۔ تشبیہ کے لئے نہیں۔

قسم ثانی کی مثالیں (۱) وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (پ ۲ بقرہ ع ۱۴) یہاں کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ ترجمہ اس طرح ہوگا۔
اور یوں ہم نے تمہیں امت وسط بنایا۔ جیسا کہ کسی عمدہ نوجوان کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ جوان اس طرح کے ہوتے ہیں۔ (۲) قَالَ رَبِّ ائْتِنِي غُلَامٌ وَكَانَتْ
أُمُّرَاتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا (پ ۱۶ مریم ع ۱۱) کہائے میرے رب میرے یہاں بچہ کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ میری بیوی بانجھ ہو چکی ہے اور میں بھی بڑھاپے کی
انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔ کہا تیرا رب ایسا ہی کرتا ہے۔ اس آیت میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے (۳) قَالَتْ ائْتِنِي غُلَامٌ وَلَكُمْ فَمَنْ يَسْتَعِزُّ بِكَشْرٍ وَلَكُمْ أَلْفٌ
بَغِيًّا (پ ۲ انفا ع ۲) کہائے میرے رب میرے یہاں کیسے بیٹا ہوگا حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا تیرا رب یوں ہی کرتا ہے
تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے۔ (۴) وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاكُمْ كُفْرًا غَرِيبًا (پ ۱۳ رعد ع ۵) اور اس طرح ہم نے اسے حکم عری نازل کیا۔ یہاں بھی کاف بیان کمال کے لئے ہے۔

فائدہ (۲۹) اَلَمْ تَرَ كَيْ تَحْقِيقُ

لفظ اَلَمْ تَرَ کبھی ابتداء کلام میں آتا ہے اور کبھی درمیان میں۔ جب کلام کے درمیان میں آجائے تو اکثر اس کا مابعد۔ ماقبل سے بظاہر مرتبط نظر نہیں آتا مثلاً
اَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ
حَذًا مَرًّا (پ ۲ بقرہ ع ۳۲)
نکلے تھے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔

اس سے پہلے طلاق اور عدت کا ذکر ہے اور اس کے بعد جہاد کا۔ بظاہر یہاں کوئی وجہ ارتباط نظر نہیں آتی لہذا ایسے مقامات میں اَلَمْ تَرَ کا لفظ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے مرتبط کرنے
کے لئے لایا جاتا ہے سورہ بقرہ کے اس مقام میں چونکہ اصل مقصد مسئلہ جہاد کا بیان ہے جو قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَفْتَنُوا كُفْرًا (پ ۲۴ بقرہ ع ۲۴) سے شروع ہوا ہے۔ درمیان
میں دوسرے امور ضروریہ کا ذکر آگیا تھا اس لئے مسئلہ جہاد کو دوبارہ ذکر کرنے سے پہلے اَلَمْ تَرَ الخ سے ایک واقعہ بیان کیا گیا تاکہ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے جو پہلے (دوسرے) گزر چکا ہے
مرتبط کیا جائے اور اس کا ربط مذکورہ واقعہ سے ماقبل طلاق اور عدت سے نہ جوڑا جائے۔ بعینہ اسی طرح سورہ مائدہ کی آیہ مبارکہ اَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ (پ ۱ بقرہ ع ۱۳) وارد ہوا ہے۔

اَلَمْ تَرَ الخ ابتداء کے کلام میں آئے تو اس سے رؤیت قلبی مراد ہوتی ہے یا رؤیت بصری۔ رؤیت قلبی مراد ہو تو اس کے معنی اس طرح ہوں گے۔ کیا تو نے نہیں جانا یا
کیا تمہیں معلوم نہیں؟ اگر نہیں تو اب جان لے اور اگر رؤیت بصری مراد ہو تو اس کے معنی اس طرح ہوں گے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا اور نہیں سنا؟ اگر نہیں تو اب دیکھ اور سن لے جیسا کہ
شرح معانی الکاثر امام طحاوی میں ہے۔

عن عائشة قالت دخل علي النبي صلى الله عليه وآله (اس کا ترجمہ یوں ہوگا) اے عائشہ کیا تو نے نہیں دیکھا اور سنا؟
وسلم فقال الم تروى ان مجذرا نظر انفا الى نريد الخ
نہیں تو اب سن لے کہ مجذرا بھی ابھی زید کی طرف دیکھا الخ
(باب الولاء بید عبد الرحمن كيف الحكم فيه)

فائدہ (۳۰) لَفْظَا وَكَلَمًا كَيْ تَحْقِيقُ

جب ہمزہ استفہام واو، قایا ثَمَّ عاطفہ پر داخل ہو جائے تو زحشری کے نزدیک ان کا بعد معطوف ہوتا ہے اور ہمزہ استفہام کے بعد معطوف علیہ مخدوف مانا جاتا ہے
جیسا کہ اَوَكَلَمًا عَاهِدُوا كَوَاسِلٍ مِّنْ اَكْفَادٍ وَكَلَمًا عَاهِدُوا مَاتَا ہے لیکن علامہ رضی نے اس کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ معطوف علیہ مخدوف لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہمیشہ
کسی ماقبل کلام پر مبنی ہوتا ہے۔ لہذا کلام سابق کا مضمون معطوف علیہ ہونا چاہیے۔ رضی نے ہر سہ حروف عاطفہ میں فرق بھی لکھا ہے کہ واو اور ثَمَّ تو ہمیشہ ایسے مقامات پر عطف کے لئے استعمال
ہوتے ہیں اور فاء کبھی عاطفہ اور کبھی سببیہ ہوتی ہے اور مخدوف فاء جملہ منفیہ ہوگا یا نہ اگر جملہ منفیہ ہو تو ہمزہ تو یخ یا تفریق کے لئے ہوگا اور اگر جملہ منفیہ نہ ہو تو ہمزہ استفہام انکار کیلئے ہوگا
ہم نے آپ کی طرف روشن آیتیں نازل کیں اور قاسم ہی اس کا انکار کرتے ہیں
کیا اور جب کبھی ان لوگوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے ضرور اس کو

مَثَالِ وَ اَوَكَلَمًا عَاهِدُوا عَاهِدًا سَبَدًا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بَلَّ
اَلَمْ تَرَ هُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (پ ۱ بقرہ ع ۱۲)

یہاں اَوَكَلَمًا عَاهِدُوا۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الخ پر معطوف ہے اور ہمزہ انکار سَبَدًا کے لئے ہے۔ یعنی یوں تو نہ کرنا چاہیے تھا۔
مَثَالِ ثَانِي قَالُوا لَوْلَا اُوتِيَ مَوْسٰی اَوْ كَلَّمَ يَكْفُرُ مَوْسٰی مِنْ قَبْلُ (پ ۲ قصص ع ۵) اس میں اَوَكَلَّمَ يَكْفُرُ مَوْسٰی۔ لَوْلَا اُوتِيَ پر معطوف ہے اور

چونکہ ہمزہ کا دخول جملہ منفیہ ہے۔ اس لئے یہاں ہمزہ تو بیخ یا تقریر کے لئے ہوگا

مثال فاء وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تَسْمَعُ الصَّخْرَ پ «پس ۵» اس میں اَنْتَ تَسْمَعُ الصَّخْرَ معطوف ہے وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ پر مِنْهُمْ بمعنی بَعْضُهُمْ ہے۔ ناکر جملہ کا جملہ پر عطف ہو جائے اور ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے۔

مثال ثانی مَّنْ إِلَّا غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمُ بَصِيَاءٌ وَأَذْلًا تَسْمَعُونَ پ «پس ۷» ع ۷) یہاں فاء سببیہ ہے عطف نہیں۔

مثال ثلث مَا ذَا يُسْرِعُ مِنْهُ الْبُجْرُ مُوْنَهُ أَلَمْ يَأْتِكُمْ مَّا وَدَّعَ امْتَنَمَ پ «پس ۵» ع ۵)

فائدہ (۳۱) بحث اَرَأَيْتَ (ماخوذ از ضی)

ہمزہ استفہام افعال قلوب پر آئے گا یا ان کے مفعولوں پر اگر مفعولوں پر آئے تو افعال قلوب مکفوف عن العمل نہ ہوں گے لیکن اس وقت ایک مفعول کو طلب کریں گے اور وہ ایک مفعول مذکور ہو یا مخدوف۔ اگر مخدوف ہو تو نیا مینیا ہوگا یا منوی اور اس کے بعد استفہام ضرور آئے گا اور وہ جملہ استفہامیہ اور استفہام ظاہر ہوگا۔ یا مقدر۔

مثال استفہام مقدر قُلْ أَرَأَيْتُمْ كُمُ أَنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَعْثَةً أَوْ جَهَنَّمَ قَدْ هُنَّ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ پ «پس ۷» ع ۷)

مثال استفہام ظاہر قُلْ أَرَأَيْتُمْ كُمُ أَنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ تَذَعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۵ پ «پس ۷» ع ۷)

مجھے بتاؤ تو سہی اگر تمہارے اللہ کا عذاب اچانک یا علانیہ آجائے تو ظالم لوگوں کے سوا کون ہلاک ہوگا۔

فرماد دیجئے۔ مجھے بتاؤ تو سہی۔ اگر تمہارے اللہ کا عذاب آجائے

یا تم پر قیامت آجائے تو کیا اللہ کے سوا عیبروں کو پکارو گے۔

اس میں اَغَايِرُ اللَّهِ تَذَعُونَ استفہام ظاہر ہے اَرَأَيْتُمْ میں کُمُ مفعول بہ نہیں۔ مفعول کبھی مخدوف ہوتا ہے اور کبھی مذکور اور لٹ۔ کما۔ کُحُ حروف خطاب ہیں۔ مخاطب کی جرأت (باعتبار افراد تثنیہ۔ جمع تذکیر و تانیث) بیان کرنے کے لئے آتے ہیں (جیسا کہ ذکر کُمُ ہے یعنی یہ بات تم کو کہہ رہا ہوں) کبھی کبھی اَرَأَيْتُمْ تکرار سے لایا جاتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ شرط بھی ہوتی ہے ان تمام شرطوں کو باعتبار معنی ایک شرط سمجھا جاتا ہے اور ان کے لئے ایک جزا لائی جاتی ہے

مثال :- اَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى - أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى - أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى - أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى - أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى پ «پس ۳۰» ع ۳۰)

یہ تمام شرائط باعتبار معنی ایک ہیں۔ سب کی جزا اَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى ہے معنی یوں ہوگا۔ خبر ہے تو مجھ کو اس شخص کے متعلق کہ وہ اللہ کے بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے دیکھتا ہے جب وہ بندہ ہدایت پر ہو اور لوگوں کو تقویٰ کا حکم دے رہا ہو یہ اس بندے کو جھٹلاتا ہو کیا وہ نہیں جانتا کہ اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور ضعی نے اس کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے۔

عروں کا یہ قول اَرَأَيْتَ زَيْدًا مَّا صَنَعَ بِمَعْنَى أَخْبَرَنِي ہے اور اس میں نصب واجب ہے اور اَرَأَيْتَ کا معنی أَخْبَرَنِي کرنا اَرَأَيْتَ بمعنی أَخْبَرْتُ یا عَرَفْتُ سے منقول ہے گویا کہ یہ کہا کہ تو نے اس کا عجیب حال دیکھا مجھے اس کے متعلق بتا۔ پس یہ کسی چیز کی عجیب حالت کے متعلق پوچھنے ہیں استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ (۳۲) إِلَّا بِمَعْنَى مُسْتَشْنِي (ماخوذ از ضی)

اس وقت إِلَّا بمعنی لَکِنَّ ہوتا ہے اور مستثنیٰ لَکِنَّ کا اسم ہوتا ہے اور اس کی خبر کبھی مذکور ہوتی ہے اور کبھی مخدوف۔

مثال مذکور کی اَرْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ مَّبِينٍ يَدَّيْهِ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ مَّبِينٍ يَدَّيْهِ ع

مِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا پ «پس ۲۹» ع ۲۹) بہتر یہ ہے کہ اس مقام میں إِلَّا بمعنی لَکِنَّ ہو۔ مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ اس کا اسم اور فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ مَّبِينٍ اس کی خبر ہو اور مستثنیٰ منقطع ہو۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مستثنیٰ منقطع باعتبار مضمون اپنے ماقبل سے جدا ہوتا ہے۔

فائدہ (۳۳) از قبیل علفھا تبنا و ماء باردا

یعنی ایک فعل کے ساتھ ایک معمول کا تعلق ہوتا ہے اور دوسرے فعل کے ساتھ دوسرے معمول کا۔ دوسرے فعل کو حذف کیا جاتا ہے جس میں ظاہر بین انسان سے جو اس حقیقت سے آشنا نہ ہو کلام میں معنی صحیح نہیں بن سکتا جیسا کہ مذکورہ مثال میں۔ کیونکہ ظاہری معنی تو یہ ہے کہ کھلایا میں نے اس اونٹنی کو گھاس اور پانی ٹھنڈا۔ ظاہر ہے کہ گھاس کھلایا جاتا ہے لیکن پانی کھلایا نہیں جاتا بلکہ پلایا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں سَخِّنَہَا فعل محذوف ہے یعنی پلایا میں نے اس کو پانی۔ اب مفہوم بالکل صاف ہے۔ بعینہ اسی طرح قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر اس محاورہ عرب کو استعمال کیا گیا ہے جہاں بادی الرئسے انسان کو کلام کے غیر مربوط ہونے کا دہم پڑتا ہے بلکہ بعض مقامات تو ایسے ہیں جہاں اس کے بغیر معنی ہی نہیں بنتا یعنی خلاف مقصود ہو جاتا ہے اس لئے ان مقامات کو حل کرنے کے لئے بڑی کاوش کرنی پڑتی ہے لیکن اس قانون کے مطابق نہایت آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔ وہ مقامات ذیل میں درج ہیں۔

(۱) وَلَکُمْ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ (پ ۷۔ النعام ۷)

اب اس جگہ رات میں تو سکون ہوتا ہے لیکن دن میں قدرتی طور پر ہر چیز میں بجائے سکون کے نقل و حرکت پائی جاتی ہے اس مقام پر بھی النَّهَار کا فعل محذوف ہے۔ اے نشترِ النہار! (یعنی اسی کے قبضہ میں ہیں وہ سب چیزیں جو رات کو آرام و سکون اور دن میں نقل و حرکت کرتی اور پھلتی ہیں وہ بھی اس کے تصرف میں ہی ہیں۔)

تَامِدًا (۱) هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ لَكُمْ شُغْرًا (پ ۱۹۔ فرقان ۵)

(۲) يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

أَمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا (پ ۸۔ النعام ۲۰)

جس دن آئے گا ایک نشان تیرے رب کا۔ کام نہ آئے گا ایمان لانا کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی۔

اس آیت میں معتزلہ کا بڑا قوی اشکال وارد ہوتا ہے کیونکہ ظاہری مطلب یہ ہے کہ اگر کسی انسان نے اپنی حالت اضطرار اور مایوسی سے پہلے ایمان قبول نہیں کیا تھا تو اس وقت کا ایمان اس کے لئے مفید نہ ہوگا اور اگر کسبتِ اُمت کا عطف اُمت پر کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ایمان تو پہلے سے قبول کیا ہوا تھا لیکن ایمان کے بعد اس نے حالت مایوسی سے پہلے باقی اعمالِ صالحہ کو اختیار نہیں کیا تھا تو وہ ایمان بھی مفید نہ ہوگا۔ دیکھا ہو گا کہ معتزلہ (معتزلۃ) حالانکہ یہ معنی مسلک اہلسنت و جماعت کے بالکل خلاف ہے لیکن یہاں بھی اسی قانون کے قرینہ سے حذف اختیار کیا گیا ہے اسی اَوْ عَلِمَہَا لَمْ تَكُنْ کَسَبَتْ الخ یعنی وہ مومن تو پہلے سے تھا لیکن اس نے عمل اس وقت شروع کیا کہ حالت مایوسی ظاہر ہو چکی۔ تو اس وقت کا وہ عمل مفید نہ ہوگا۔

نہ کہ وہ پہلا ایمان

(۳) وَ نَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ

الْمَاءِ أَوْ فِيمَا رَزَقَكُمُ اللَّهُ (پ ۸۔ اعراف ۶۵)

یہاں بھی بظاہر مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ما قبل سے الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ پانی یہاں تو ہوسکتا ہے لیکن روٹی یا طعام یہاں نہیں ہوتا لیکن فی الواقعہ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ کا فعل اُفُوضْ عَلَيْنَا

ہمنا الخ محذوف ہے (از مدارک) یعنی پانی بھی بہاؤ اور کچھ کھانا وغیرہ بھی ہماری طرف ڈالیو۔

(۴) يٰثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالنُّفُوسِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

وَفِي الْآخِرَةِ (پ ۱۳۔ ابراہیم ۲۷)

یہاں بھی دنیا میں تو پختگی قلب اپنے محل پر ہے لیکن آخرت تو سزا و جزا کا دن ہے نہ کہ عمل کرنے کے لئے دلوں کو مضبوط کرنے کا وقت اس موقع پر بھی فی الْآخِرَةِ کا فعل یَجْزِي فی الْآخِرَةِ

محذوف ہے۔ یعنی دنیا میں دلوں کو مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں جزا و جزا کے درجات سے بہرہ ور فرمائے گا۔ یہ ترجمہ اس تفسیر پر ہے کہ آخرت سے مراد قبر نہ لی جائے۔

(۵) قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ يُرَادَّ

بِكُمْ رَحْمَةً (پ ۲۔ احزاب ۲۷)

یعنی اگر اللہ تمہیں نقصان یا ضرر پہنچانے کا ارادہ کر چکا ہے تو پھر اسے کون روک سکتا ہے۔ اب اس کے بعد اَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً بالکل بے جواز نظر آتا ہے لیکن درحقیقت

یوں ہے اَوْ مِنْ ذَا الَّذِي يَنْفَعُ عَنْكُمْ الرَّحْمَةَ إِنْ أَرَادَ الخ یعنی جس طرح کہ اس کے عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔ ٹھیک اگر اسی طرح اگر وہ رحم کرنا چاہے

تو اسے بھی کوئی بند نہیں کر سکتا۔

(۶) إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ

يَقُومُ الشَّهَادِ (پ ۲۴۔ حم مؤمن ۶۷)

صہم مدد کرنے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں اور جب کھڑے ہوں گے گواہ۔

لیکن اب اشکال یہ آتا ہے کہ فتح و نصرت اور شکست و ہزیمت تو وہاں ہوتی ہے جہاں دو جماعتوں کی آپس میں محرمہ مقابلہ و جنگ کی نوبت آئے۔ تو حیاتِ دنیا میں تو اس

کا ہونا بالکل صحیح ہے لیکن قیامت میں نہ تو کوئی مقابلہ ہے۔ نہ جنگ۔ تو وہاں نصرت کا کوئی معنی سمجھ میں نہیں آتا لیکن حقیقت میں یَوْمَ يَقُومُ الشَّهَادِ کا فعل مناسب

محذوف ہے ۱۔ نَرْحَمُہُمْ یَوْمَ يَقُومُ الشَّهَادِ یعنی دنیا میں ہم اپنے پیغمبروں اور مخلص مسلمانوں کو فتح و نصرت دیتے رہے ہیں اور قیامت کے دن ان پر ایک خاص رحمت

نازل کر کے ان کے درجات بلند کریں گے۔ تو یہ ایک بہت بڑی تسلی ہو جائے گی۔

(۷) فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ؕ إِذَا غُلَّالٌ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ (پ ۲۴)

تو آخر جانیں گے جب طوق پڑیں گے ان کی گردنوں میں اور زنجیریں۔

یہاں بھی اشکال وارد ہوتا ہے۔ کہ طوق کا محل تو واقعی گردن ہی ہے کہ وہ گلے میں ڈالا جاتا ہے لیکن زنجیر بجائے گلے کے پاؤں میں ہوتی ہے حالانکہ قرآن مجید میں اس عادت معروفہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت فی اَعْنَاقِهِمْ کے قرینے سے وَالسَّلْسِلُ کے بعد فی اَعْنَاقِهِمْ محذوف ہے۔ بایں معنی کہ ان کے گلے میں طوق ڈالے جائیں گے اور پاؤں کو زنجیروں سے مقید کیا جائے گا۔

اور ایک اس کی نشانی چلتے جہاز دریا میں جیسے پہاڑ اگر چاہے تمام دے
ہوا پھر رہ جائیں سارے دن ٹھہرے اس کی پیٹھ پر مقرر اس میں پتے ہیں
ہر ٹھہرنے والے کو جو حق مانے یا تباہ کرنے ان کشتیوں اور جہازوں کو۔

(۸) وَ مِنْ اٰیٰتِ الْجَوَارِیْ الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ اِنْ یَّشَآءُ لَیْسُکِنْ
الرَّیْحَ فَیُظَلِّلُنَّ سَآوِیًّا عَلٰی ظَهْرِہٖ اَوْ یُؤَلِّقُنَّ سَآوِیًّا
کَسْبُوۡمَ (پ ۲۵ - حمد شوری ۴۷)

اب یہاں بھی یُوَلِّقُنَّ کا عطف فِی ظِلِّہُنَّ پر کیا جائے تو اشکال یہ آتا ہے کہ ہواؤں کے ٹھہرنے سے روکد علی ظہر یعنی کشتیوں کا پانی کی پیٹھ پر ٹھہر جانا بالکل صحیح ہے لیکن ایسی حالت میں یُوَلِّقُنَّ یعنی ان کی طاقت متفرق نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس کے مناسب فعل محذوف ہو گا۔ اسی ادیانے طرح عاصف فِی ظِلِّہُنَّ الخ یعنی یا ہواؤں کو زور سے چلا دیتا ہے جس کی وجہ سے ان کشتیوں کے پرچے اڑھاتے ہیں اور تباہ ہو جاتی ہیں۔

تو کہ کس کا کچھ پس چلتا ہے اللہ سے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے تم پر تکلیف
یا چاہے تم کو فائدہ۔

(۹) قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ لَکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ بِکُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ
نَفْعًا۔ (پ ۲۶ - فتح ۲۵)

اس مقام میں بھی وہی تقریر ہے جو سورہ احزاب کی آیت میں گذر چکی ہے اور بقریہ ماقبل اَرَادَ بِکُمْ ضَرًّا کے بعد اَوْ فَمَنْ یَّمْنَعُ النِّفْعِ ان اراد الخ یعنی جس طرح اس کے نقصان کو کوئی بچا نہیں سکتا اسی طرح اس کے نفع و رحمت کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔

اور جو ٹھہر چکے ہیں اس ٹھہریں اور ایمان میں۔

(۱۰) وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُوا الدِّیْنَ اَسْرَآ وَاِلَیْہِمْ مِّنْ قَبْلِہُمْ مَّعْرُۢوۃٌ (پ ۲۸ - فتح ۱)

یہاں بھی تعمیر و تخریب آبادی اور بربادی کا تعلق دار (مکان) سے ہو سکتا ہے لیکن ان ظاہری معنوں کے مطابق ایمان سے مربوط نظر نہیں آتا۔ اس لئے فعل مناسب محذوف ہو گا۔ اسی حَصَلُوا اِلَیْہِمْ یعنی تعمیر دار کے ساتھ وہ ایمانی قوت اور نورانیت کو بھی حاصل کر چکے ہیں۔

اور دوسروں کے واسطے بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔

(۱۱) وَاٰخِرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوۡہِمْ (پ ۲۸ - جمعہ ۱۷)

اس کے ماقبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا تذکرہ آ رہا ہے

(۱۲) یَسْئَلُوۡہُ عَلٰی ہِمَّتِہٖمْ وِیُزَکِّیْہِمْ وِیُجَلِّیْہُمْ الْکِتَابَ
وَالْحِکْمَۃَ

یعنی آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ان کے دلوں کا تزکیہ فرماتے اور
ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں و سنت نبوی دینے اور تزکیہ قلوب فرماتے ہیں

ان چیزوں کا تعلق اصحاب رضوان اللہ علیہم سے تو ظاہر ہے لیکن آخرین کو براہ راست بلا واسطہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ نصیب نہیں ہو سکتا اس لئے یہ جملہ یُزَکِّیْہِمْ کے ساتھ نہیں لگتا اس کا فعل محذوف ہے یُظَلِّہُمْ کِتَابُہُ الْاٰخِرِیْنَ یعنی بعد والے لوگوں کو آپ پر نازل کردہ کتاب پاکیزہ بناتی ہے۔

فائدہ (۴۴) تفسیر بالرای کی تحقیق

حدیث میں ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس نے قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور (اتفاق سے) اس کی
بات صحیح لگی تو بھی اس نے غلطی کی۔

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَآیِہٖ فَاصَابَ فَقَدْ اَخْطَا
(ابوداؤد - ترمذی - نسائی)

اور ایک حدیث میں ہے۔

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِغَیْرِہٖ فَلِیْسَ بِمُفْقِدٍ مِّنَ النَّاسِ (ابوداؤد)

جس نے قرآن کی تفسیر میں علم کے بغیر کچھ کہا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

پہلی حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے اور دوسری حدیث صحیح ہے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا ناجائز ہے گناہ کبیرہ ہے لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ ہر ہر آیت کی تفسیر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں حالانکہ ہر آیت کی تفسیر میں کسی نہ کسی صحابی، تابعی یا تابع التابعی سے کوئی نہ کوئی اقوال ضرور منقول ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر اور درمنثور سے معلوم ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جن آیتوں کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں صحابہ کرام۔ تابعین اور دیگر ائمہ اسلام نے اپنی رائے اور اجتہاد سے ایسی آیتوں کی تفسیر فرمائی۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تفسیر بالرائے والا اجتہاد مطلقاً ناجائز اور حرام نہیں۔ ذیل میں مفسرین کرام کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ کس مفہوم سے تفسیر بالرائے ناجائز اور حرام ہے۔

علامہ قرطبی اندلسی المتوفی ۴۰۶ھ فرماتے ہیں کہ تفسیر بالرای کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ

کسی معاملہ میں اس کی ایک رائے ہو اور اس کی جانب خواہش نفس کی بنا پر اس کا طبی

اِنْ یَّکُوْنُ لَہٗ فِی الشَّیْءِ رَآیٌ وَاِلَیْہِ مَیْلٌ مِّنْ طَبْعِہٖ وَہُوَ لَا

سلحہ کا فی الروح ج ۱ ص ۲۷۱ عن المرحل و فی التفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۱ ص ۱۷۲ و تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۷۲ اس کی سند کے ایک راوی سہیل بن ابی حمزہ پر بعض ناقدین نے جرح کی ہے۔ امام بخاری۔ نسائی اور ابوعاتم نے لیس یا تقویٰ رواہ تو ہی نہیں اور امام ابی بن معین نے ضعیف کہا ہے امام ابن معین سے اس کے بائیں میں صالح کا لفظ بھی منقول ہے۔

میسران الاعتدال ج ۱ ص ۳۵۹ - (سجاد بخاری)

فیتاؤل القرآن علی وفق سرائیہ وھو اہل یحییٰ علی تصحیح

غرضہ (تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۳۷)

علامہ خازن رقمطراز ہیں:-

قال العلماء النہی عن القول فی القرآن بالرائی انما واد فی حق

من یتأول القرآن علی مراد نفسه وھو تابع لھو اہ

(خازن ج ۱ ص ۳۷)

اس کے بعد اس کی مثال بیان فرماتے ہیں:-

کما یحتاج بعض آیات القرآن علی تصحیح بدعتہ وھو یعلم

ان المراد من الایتر غیر ذالک لکن غرضہ ان یلبس علی

خصمہ بما یقوی حجتہ علی بدعہ کما یستعملہ الباطنیۃ و

الخوارج و غیرھم من اھل البدعۃ فی المقاصد الفاسدۃ

اور علامہ سیوطی امام ابو بکر ابن الانباری سے نقل ہیں۔

حملہ بعض اھل العلم علی ان الرائی معنی بد العوی

(الاتقان ج ۲ ص ۳۷)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ تفسیر بالرائے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جو کسی گمراہ فرقہ سے متعلق ہو اور اپنی گمراہی اور بدعت پر قرآن کی آیتوں سے استدلال کرے لیکن اگر ایک شخص

علوم تفسیر، حدیث، لغت، صرف و نحو اور علم معانی و بیان کا متبحر عالم ہو اور صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہو اور وہ قرآن مجید کی کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرے جو اسلام کے مسلمہ اصول و عقائد

کے عین مطابق ہو اور قواعد زبان سے بھی پوری پوری موافقت رکھتا ہو تو وہ تفسیر بالرائے میں داخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:-

من تعلم بما یعلم من ذالک لغۃ وشرعاً فلا

حرج علیہ و لھذا سہو عن ہولاء و غیرھما قول

فی التفسیر (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۷)

علامہ خازن رقمطراز ہیں:-

فاما التأویل وھو صرف الذیۃ علی طریق الاستنباط الی

معنی یلیق بہا محتتم لما قبلھا وما بعدھا و غیر مخالف

للکتاب و السنۃ فقد رخص فیہ اھل العلم (خازن ج ۱ ص ۳۷)

اور علامہ قرطبی فرماتے ہیں:-

من استنبط معھا بحملہ علی الاصول المحکمۃ المتفق علی

معناھا نہو ممدوح (قرطبی ج ۱ ص ۳۷)

اور معشر البخیان اندلسی المتوفی ۷۸۰ھ فرماتے ہیں:-

لیس من اجتہد ففسر علی قوانین العلم والنظرب داخل

فی ذالک الحدیث ولا ھو یفسر برأیہ ولا یوصف بالخطأ

و البحر المحیط ج ۱ ص ۳۷)

علامہ سیوطی امام بغوی اور کواشی سے نقل کرتے ہیں:-

التاویل صرف الذیۃ الی معنی موافق لما قبلھا و بعدھا

تحتملہ الذیۃ غیر مخالف للکتاب و السنۃ من طریق

الاستنباط غیر محظور علی العلماء بالتفسیر (الاتقان ج ۲ ص ۳۷)

خلاصہ الکلام یہ کہ کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرنا جو اس کے بیاق و بیاق کے مطابق زبان کے اصول و قواعد کے موافق، کتاب و سنت سے ہم آہنگ اور آیت کے الفاظ کا محتتمل

یعنی آیت کو اس پر محمول کرنے کی گنجائش ہو تو اسے تفسیر بالرائے نہیں کہیں گے بلکہ وہ تاویل ہوگی جو شرعاً جائز ہے

میلان ہو اور وہ اپنی رائے اور خواہش کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے تاکہ اپنی

غرض (فائدہ) کی سمت پر استدلال کر سکے

علامہ نے فرمایا ہے کہ تفسیر بالرائے سے ممانعت اس شخص کے بارے میں

وارد ہوئی ہے جو اپنی خواہش نفس کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے اور وہ اپنی

خواہش و بدعت کا نتیجہ ہو۔

میں کہ کوئی شخص اپنی بدعت کا جواز ثابت کرنے کے لئے قرآن کی بعض

آیتوں سے استدلال کرے حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہو کہ آیت کا مطلب

کچھ اور ہی ہے لیکن اس کی غرض یہ ہو کہ وہ مقابل کو ایسی چیز سے دھوکہ دے جو اس کی

بدعت کے دلائل کو مضبوط کرے جیسا کہ باطنیہ خوارج اور دوسرے اہل ہوا (گمراہ فرقہ)

اپنی اغراض فاسدہ کیلئے ایسا کرتے ہیں۔

بعض اہل علم (پہلی حدیث) کو اس پر محمول کرتے ہیں۔ اس میں رائے سے مراد

خواہش نفس ہے (یعنی بدعت اور گمراہی)

جس نے قرآن کی تفسیر میں لغت اور شریعت کے اعتبار سے اپنے علم کی مطابق

گفتگو کی اس پر کوئی حرج نہیں۔ اسی لئے ان (سلف) سے اور بعد کے علمائے

تفسیر میں بہت سے اقوال منقول ہیں۔

رہی تاویل یعنی آیت کو بطور استنباط ایسے معنی پر محمول کرنا جو اس کے مناسب

ہو اور ماقبل اور مابعد کے اعتبار سے اس کا احتمال ہو اور وہ کتاب و سنت

کے خلاف بھی نہ ہو تو اس کی علمائے اجازت دی ہے۔

جس شخص نے محکم اور متفق علیہ اصولوں پر محمول کر کے قرآن مجید (کی کسی آیت)

سے کوئی مفہوم اخذ کیا وہ قابل تعریف ہے۔

جس نے غور و فکر سے کام لیا اور علم و نظر کے اصولوں کے مطابق قرآن کی تفسیر

کی وہ اس حدیث میں داخل نہیں۔ اس کی تفسیر تفسیر بالرائے نہیں ہوگی اور

نہ خطا کی طرف منسوب ہوگی۔

تاویل یعنی آیت کو اجتہاد و استنباط کے طریق پر ایسے مفہوم پر محمول کرنا جو

بیاق و بیاق کے مطابق ہو اور آیت میں اس کی گنجائش ہو اور وہ مفہوم کتاب

سنت کے خلاف بھی نہ ہو، علامہ تفسیر کیلئے ناجائز اور ممنوع نہیں۔

خلاصہ الکلام یہ کہ کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرنا جو اس کے بیاق و بیاق کے مطابق زبان کے اصول و قواعد کے موافق، کتاب و سنت سے ہم آہنگ اور آیت کے الفاظ کا محتتمل

یعنی آیت کو اس پر محمول کرنے کی گنجائش ہو تو اسے تفسیر بالرائے نہیں کہیں گے بلکہ وہ تاویل ہوگی جو شرعاً جائز ہے

۲۳ حصہ سوم مسئلہ اول

قرآن میں اس مسئلہ کو بہت سی تعبیروں اور مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

عنوان اول :- مشرکین اللہ جل شانہ کے قائل تھے اور اس کی ہستی کے منکر نہیں تھے۔

عنوان ثانی :- مندرجہ ذیل صفات صرف اللہ تعالیٰ میں مانتے تھے اور ان میں کسی کو بھی خدا کا شریک نہیں سمجھتے تھے۔

زمینوں اور آسمانوں کا خالق، انسانوں کا خالق، سورج اور چاند کو اپنے حکم کے ماتحت رکھ کر چلانے والا، ہر شے پر غالب، بڑے علم والا، آسمانوں سے اپنی مرضی کے مطابق پانی اتارنے والا، پانی سے مردہ زمین کو زندہ کرنے والا، تمام زمین و ما فیہا کو اپنی حکومت میں رکھنے والا، ہر ایک کو پناہ دینے والا، اور خود کسی سے پناہ نہ لینے والا، تمام جانداروں کو نری دینے والا، کانوں اور آنکھوں کا مالک، زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے یعنی کافر سے مومن اور بالعکس، غلام سے آزاد اور بالعکس پیدا کرنے والا، سالے جہان کے کاموں کی مدد

عنوان ثالث :- مشرکین مکہ و خدا کے قائل نہ تھے کیونکہ وہ ایک ہی ذات کو اللہ کہتے تھے۔

عنوان رابع :- اللہ جل شانہ کو اپنی صفات میں ایک مانتے کے بعد اپنے دوسرے معبودوں کو الہ کہتے تھے یعنی ان کو خدا کی صفات الوہیت میں خدا کا شریک بناتے تھے۔

عنوان خامس :- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر مخالفت صرف اس بات میں تھی کہ اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی الہ نہیں۔

عنوان سادس :- اس مسئلہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مندرجہ ذیل انتہا لگائے گئے :- شاعر، مجنون، ساحر، کذاب، کاسن، اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کو گالیاں دینے والا وغیرہ۔

عنوانات اول ثانی اور ثالث کے متعلق آیات قرآنہ، ان آیات میں وہ صفات بھی مذکور ہیں جو مشرکین مکہ اللہ جل شانہ ہی میں مانتے ہیں۔

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَنَحَرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاقْبَلْ يُؤْفَكُوْنَ (پ: عنکبوت ۶۳)

اس کے بعد

اللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهٗ ذٰلِكَ ۗ

اللّٰهُ يَجْعَلُ شَيْءٌ عَظِيْمًا

سے تنویر لاکر اس طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ کی اس صفت کو بھی مانتے ہیں۔ پھر فرمایا :-

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاحْيَا بِرَ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ

ایک اور جگہ فرمایا :-

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ (پ: زخرف ع ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو ہر شے پر غالب اور بڑے علم والا مانتے تھے۔

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (پ: زخرف ع ۷)

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کا پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے۔

قُلْ لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۗ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (پ: مومن ع ۵)

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (ایضاً)

قُلْ مَنْ يَّبْدِئُ مَخْلُوٰتٍ كُلِّ شَيْءٍ ۗ هُوَ يَجْعَلُ لَكُمْ اَنْجِيَارًا عَلٰی اَنْتُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَاَنْتُمْ تُسْحَرُوْنَ (ایضاً)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شے کو قبضہ قدرت میں رکھنے والا، ہر شے کو پناہ دینے والا جس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہ ملے صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے

قُلْ مَنْ يَّرْسُ قُلُوبَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمْ يَبْلُغُ السَّمْعَ وَ

پوچھے تمہیں آسمانوں اور زمینوں سے روزی کون دیتا ہے یا کون مالک کانوں

فرمادے کہ زمین اور اس کی چیزیں کس کے قبضے میں ہیں اگر جانتے ہو تو بتاؤ جلدی ہی کہیں گے کہ اللہ کا قبضہ ہے۔ فرمادے کہ قبضہ حاصل کیوں نہیں کرتے ہو؟

فرمادے کہ ساتوں آسمانوں اور بڑے عرش کا رب کون ہے؟ جلدی سے کہیں گے کہ اللہ کہہ دیجئے کیا تم ڈرتے نہیں؟

فرمادے کہ ہر چیز کی بادشاہی کس کے قبضے میں ہے وہ پناہ دیتا ہے اور وہ پناہ نہیں دیتا جانا بناؤ اگر تم جانتے ہو جلدی ہی کہیں گے اللہ ہی ہے فرمادے کہ پھر کیا بات تم پر جا رہی ہے؟

آنکھوں کا اور زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کو کون نکالتا ہے اور کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے تو کہیں گے اللہ ہی بہ تمام کام کرتا ہے تو فرما دیجئے کہ پھر ڈرتے نہیں۔

الْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يَدْرِي أَلَمْ يَرِ الْآمُرَ فَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (پ: یونس ۴۴)

اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں اور زمین سے رزق دینے والا، کانوں اور آنکھوں کا مالک یعنی ضامن، کافر سے مومن پیدا کرنے والا اور بالکس اور تمام امور کی تدبیر کرنا والا صرف اللہ تعالیٰ ہی کو جانتے تھے۔ اور مذکورہ صفات میں وحدۃ لا شریک جانتے تھے۔ اور ایک ہی اللہ کے قائل تھے۔

چوتھے اور چھٹے عنوان کے متعلق آیات قرآنیہ

جب انہیں لایا کہ لا الہ الا اللہ کہا جاتا تو اکرٹے اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک شاعر پاگل کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ غَرَّتْ الْأَبْصَارُ الْإِنْسَانَ إِنَّهُ يَحْمِلُ الْغَيْبَ عَنْ عَيْنَيْهِ يُخْفِيهِ أَفَلَا يَرَى ۝ (پ: صافات ۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے بعد جب ان کے معبودوں کی نفی کی جاتی تھی تو سرکشی کرنے اور کہتے تھے کہ یہ پاگل ہو چکا ہے اور لوگوں کو اپنے شاعرانہ کلام سے تال کر لیتا ہے۔

اور اس پر تعجب کرنے لگے کہ ان کے پاس انہی میں سے ڈرنے والا آگیا تو کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر اور جھوٹا ہے کیا اس نے ایک ہی معبود مان رکھا ہے یہ ایک بڑے تعجب کی بات ہے اور صل کھڑے ہوئے کئی سرداران میں سے کہ چلو اور تمہے رہو اپنے معبودوں پر۔ بے شک اس بات میں کچھ غرض ہے ہم نے اس کچھلے دین میں تو یہ نہیں سنا یہ تو ایک من گھڑت بات ہے۔

وَسَجَّوْا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكُفْرُونَ هَذَا سِحْرٌ كَذَّابٌ أَجَعَلَ الْإِلَهَ الْهَاقِ وَأَحَدًا إِنَّ هَذَا الشَّيْءُ عَجَابٌ ۝ وَأَنطَقَ الْمَلَكُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَى آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَآه مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْإِلَهِ الْأَخِيرِينَ ۝ إِنَّ هَذَا إِلَّا الْإِخْلَاقُ (پ: صافات ۱۴)

اس سے معلوم ہوا کہ معبودان باطلہ کی نفی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ ساجرا اور کذاب کہتے تھے یعنی جب اس مسئلہ کو منوانے کے لئے اللہ کریم معجزات شوق القمر وغیرہ حضرت نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرماتا تو کہتے تھے ساجر و کذاب ہے۔ نیز کہتے (معاذ اللہ) بے دین ہے۔ اس نے نیا دین نکالا ہے۔ صحیح دین یہی ہے کہ اپنے معبودوں پر قائم رہو بخاری شریف جلد ثانی میں آیا ہے کہ کفار مکہ نبی علیہ السلام کے حق میں یہ کہتے تھے یسیرت اللہ تعالیٰ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ حالانکہ گالی دینا نبی کریم علیہ السلام کی شان ہی سے بالکل بعید ہے لیکن وہ اپنے معبودان باطلہ کی معبودیت کی نفی ہی کو وہ گالی سمجھتے تھے۔

عنوان رابع۔ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کو ایک مان کر دوسروں کو الہ یعنی معبود مانتے تھے بہر حال وہ بھی ایک خدا کے قائل تھے اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود کہتے تھے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو ان کے معبودوں کی معبودیت کی نفی کے لئے مبعوث کیا گیا۔ آیت ذیل میں تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق اجمالاً بیان کیا گیا آپ سے پہلے بھی ہر پیغمبر کی طرف ہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام پیغمبر غیر اللہ کی معبودیت کی نفی کے لئے آئے تھے۔ اکثر انبیاء علیہم السلام کے متعلق تفصیلی آیات حسب ذیل ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام

ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ تو آپ نے کہا اے میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۝ (پ: الاعراف ۸)

اس کے جواب میں نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا تھا۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَا آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ (پ: نوح ۲۴)

اور قوم نے کہا کہ اپنے معبودوں کو اور ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو ہرگز نہ چھوڑو۔

اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو معبود بنا رکھا تھا ان کے خوساختہ معبودوں کو نہ ماننے کی وجہ سے انہوں نے نوح علیہ السلام کو گمراہ کہا نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ آپ نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں۔

وَأَلَىٰ عَادِ أَخَاهُ هُودٌ قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۝ (پ: الاعراف ۹۶)

اس نے جواب میں قوم نے ہود علیہ السلام سے کہا۔
 قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا سَعْنُ
 قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝ اِنْ تَقُولُ اِلَّا غُرَاكَ
 بَعْضُ اِلَهَيْنَا بِسُوءٍ ۝ (پ: ہود: ۵)

انہوں نے کہا اے ہود! تو کوئی صاف بات لے کر ہمارے پاس نہیں آیا اور
 ہم تیرے کہنے سے اپنے بتا کر وں (معبودوں) کو نہیں چھوڑیں گے اور ہم
 تجھے ماننے کے نہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں آئینہ نہیں دیا ہے
 اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ توحید کی وجہ سے قوم نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ ہم تیرے کہنے پر اپنے معبودوں کو نہ چھوڑیں گے بلکہ اس قسم کی باتیں وہ شخص کرتا ہے
 جس کے ہوش ٹھکانے نہ ہوں۔ لہذا تیرے بھی ہوش و حواس خراب ہو چکے ہیں۔ تجھ پر ہمارے معبودوں کی مار پڑ چکی ہے۔ نیز کہا۔

قَالُوا اَجِئْتَنَا لِنَاْفِكَ سَعْنُ اِلَهَيْنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ
 مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (پ: الاحقاف: ۳۶)

انہوں نے کہا تو اس لئے ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھر دے؟
 اگر تو سچا ہے تو ہم پر وہ عذاب جس کا تو وعدہ کرتا ہے، لے آ۔

نیز جواب میں کہا کہ۔
 قَالُوا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَكَ اِلَهًا وَحْدَكَ وَنَذَرَمَا كَانَ يَعْبُدُ
 اٰبَاؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (پ:
 الاعراف: ۹۶)

انہوں نے کہا تو اس لئے ہمارے ہاں آیا ہے کہ ہم ایک ہی اللہ کی عبادت کریں؟
 اور جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے چھوڑ دیں پس اگر تو سچا ہے تو
 ہمارے پاس وہ عذاب لے آ جس کا تو وعدہ کرتا ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام

وَاِلٰى قَوْمٍ مِّنْ دُوْنِهِمْ صٰلِحًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا
 مَلَكَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ۚ (پ: الاعراف: ۱۰)

اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ آپ
 نے کہا۔ اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو۔ تمہارا اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں
 انہوں نے کہا اے صالح! اس سے پہلے ہمیں تجھ سے امید تھی۔ کیا تو ہمیں ان
 معبودوں کی عبادت سے جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے منع کرتا ہے
 بیشک ہم اس (مسئلہ توحید) سے جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہو بڑے شک میں ہیں

یعنی قوم نے کہا کہ اس مسئلہ کے بیان کرنے سے پہلے ہم تجھے نیک خیال کرتے تھے لیکن اب معلوم ہوا کہ تو ہمیں ان حضرات سے جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے رکنے
 کے لئے آیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۚ
 اِذْ قَالَ لِاٰبِيْهِ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا
 يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۚ (پ: مریم: ۲۴)

اور کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے۔ بے شک وہ بہت ہی سچا نبی تھا
 جب اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تو ان کی عبادت کیوں کرتا ہے جو
 نہ سنتے نہ دیکھتے اور نہ تیرے کچھ کام ہی آتے ہیں۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ تو ان کی عبادت کیوں کرتا ہے جو تیری بات بھی نہیں سن سکتے اور تجھ سے وہ کوئی مستحکم بھی دور نہیں کر سکتے
 الحاصل نہ عالم الغیب ہیں، نہ حاضر و ناظر اور نہ ہی نفع نقصان کے مالک ہیں۔
 اس کے جواب میں باپ نے یوں کہا۔

قَالَ اَوْ اَعْجَبُ اَنْتَ سَعْنُ اِلَهِيْٓنَا يٰاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَوْ كُنْتَ تَعْلَمُ لَاجْتَنَبَنٰهُ
 وَاَهْجَرْنَا فِيْ مِلَّتِهٖ ۝ (ایضاً)

اس نے کہا کیا تو میرے معبودوں سے روگردانی کرتا ہے اگر تو نہ رکھتا تو میں تجھے
 سنگسار کر دوں گا۔ اور مجھ سے دور ہو جا ایک مدت تک۔

یعنی باپ نے کہا، اگرچہ تو نے نام تو نہیں لیا لیکن میں سمجھ گیا ہوں کہ تو میرے ان حضرات کے متعلق کہہ رہا ہے جن کی میں عبادت کرتا ہوں، ان سے تو مجھے دور کرنا چاہتا ہے یا راجا
 ورنہ میں تجھے پتھروں سے مروادوں گا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بعض معبودوں کے ناک و کان وغیرہ کاٹ دئے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کے معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ قوم نے کہا۔
 قَالُوا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاِلٰهِنَا اِنَّهٗ لَكُنْ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ: انبیاء: ۵۵)

انہوں نے کہا، ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان جسے ابراہیم کہتے ہیں ان کے متعلق
 کچھ کہتا رہتا ہے انہوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ اسے دیکھ لیں۔

انہی میں سے کچھ لوگ بولے۔
 قَالُوا سَمِعْنَا فَتًی يّٰدْعُكُمْ هُمْ يَقَالُ لَكُمْ اِبْرٰهِيْمُ ۚ قَالُوا فَاَنْتُمْ
 بِهٖ عَلٰی اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (حوالہ بالا)

حضرت لوط علیہ السلام

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۖ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا
إِلَى قَوْمٍ مُّشْرِكِينَ لَا نُرْسِلُ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ
مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۖ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
(٢٤: الذاريات)

ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا۔ اے بیچے ہوئے تمہارا کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا، ہم گناہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر پھینکیں جو کہ نشاندار ہیں تمہارے رب کے ہاں۔ حد سے گزرنے والوں کے لئے۔ پھر ہی انکا لاہم نے جو نجات ایمان والا۔ وہاں مسلمانوں کا ایک ہی گھر پایا۔

لو ط علیہ السلام کے متعلق صرف یہ آیات آنی ہیں جن میں توحید کا ذکر ہے۔ البتہ و مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهَا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ نبی اکراماً لاوط علیہ السلام کا ذکر بھی آیا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام

وَالَّذِي مَدَّ يَدَهُمْ شَٰعِبًا قَالَ يَقَوْمِ ابْعُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ
مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ (الاعراف: ١١٤)

قومِ مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے کہا، اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

قَالَ الْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَمُحَرِّجُكَ يَشْعَبُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قُرَيْشِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا إِنَّ أَوَّلَ
قَائِلٍ لِيَشْعَبُ أَصْلَوكُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا
أَوْ أَنْ تَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَكِيمُ الرَّشِيدُ
(١: هود ع ٨)

شعیب (علیہ السلام) کی قوم کے مشکرو لوگوں نے کہا: اے شعیب! ہم تجھے اور تجھ پر ایمان لائے والوں کو شہر سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ گے۔ انہوں نے کہا، اے شعیب! کیا نماز پڑھنے نے تجھے یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں ان معبودوں کو جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے یا جو کچھ ہم اپنے مالوں میں کرتے ہیں۔ وہ چھوڑ دیں۔ تو بردبار اور نیک چلن سے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

وَإِنَّا نَحْنُ مُرْسِلُونَ ۚ فَاسْمَعْ لِمَا يُوحَىٰ إِنِّي أَخَذْتُ الْوَثَاقَ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۚ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِتُذَكَّرَ ۚ (پہ: طہ: ۱۷۴)

اِذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۖ

اس کے جواب میں فرعون نے کہا:-

میں نے تجھے منتخب کر لیا ہے پس جو وحی کی جا رہی ہے اس کو سن۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی بھی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو اور میرے ذکر کیلئے نماز قائم کرو۔ فرعون کی طرف جا وہ کسرکش ہو چکا ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْمَعُونَ
قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي
أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا
بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ قَالَ لِمَنِ اتَّخَذَتِ الرَّهَاقُ كِيرِي
لَا جَعَلَكَ مِنَ الْمُسْجُونِينَ ۝ (قيل: شعرا: ٢٤)

فرعون نے کہا: کیا معنی پروردگارِ عالم کے۔ کہا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے، ان کا رب، اگر تم یقین کرو۔ جو اس کے پاس تھے انہیں کہا: کیا تم نہیں سنتے۔ فرمایا موسیٰ نے، تمہارا رب اور تمہارے باپ دادا کا رب۔ کہا جو رسول تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، یا گل ہے۔ کہا، مشرق و مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہیں ہے۔ سب کا رب، اگر تم سمجھتے ہو۔ فرعون نے کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو ”الہ“ بنایا تو میں تجھے قیدی بنا دوں گا۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهِ عِزِّي ذِ
قًا وَقَدْ بَرَأَ إِلَهُهُ الْمَلَائِكَةُ وَالْأُنثَىٰ بِمَا كُفَرْتُمْ
إِلَىٰ آلِهِ مُوسَىٰ وَإِلَيْنَا لَأُكَلِّمُنَّ عَذَابَ الْكَافِرِينَ (نہ: قصص: ۶۴)

فرعون کے ساتھیوں نے جواب میں کہا:-

اور فرعون نے کہا اے دربار والو! مجھے تو اپنے سوا اعتبار ہے لئے کوئی معبود معلوم نہیں۔ سو آگ دے میرے لئے گارے کو۔ پھر میرے لئے ایک محل بنانا کہ میں جھانک لوں مومنوں کے رب کو۔ اور میں اسے جھوٹا خیال کرنا ہوں۔

فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا، کیا تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو چھوڑتا ہے تاکہ

قَالَ الْهَادِي مَنْ قَوْمٍ فِرْعَوْنُ أَتَى زَمْرًا وَقَوْمٌ يَفْسِدُونَ

فِي الدُّخَانِ وَيَذْكُرَكَ وَلِيْلَهُكَ (پ: الاعراف: ۱۵)

الحاصل موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی مسئلہ بیان کیا کہ اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی الٰہ نہیں۔ فرعون نے جواب میں موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو نے میرے سوا کسی دوسرے کو الٰہ بنایا تو تجھے قید کر دوں گا اور قوم سے کہا کہ اس کی بات نہ ماننا میرے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) پاگل ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد باقی انبیاء علیہم السلام کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا بِالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمٌ مُّوْحٍ وَعَادٌ وَشُعُوبٌ
وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ جَاءَهُمْ رَسُولُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ فَكَذَّبُوا فَأَيَّدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا
بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَلَا تَأْتِنِي شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ نَأْتِيَهُمْ حُجُبٌ
(پ: ابراہیم: ۱۷)

کیا نہیں اپنے سے پہلی قوم نوح، عاد اور ثمود اور جو ان سے پہچے ہوئے ان کی خبر نہیں آئی۔ اللہ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔ ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ میں دے دیئے اور کہا کہ جس (مسئلہ توحید) کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو، ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور جس (مسئلہ توحید) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔ ہم اس کے بارے میں بڑے شک میں ہیں

حضرت یعقوب علیہ السلام

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ أَنْ دَخَلَ خَاصِرٌ يَعْقُوبَ الْمَوْتِ إِذْ قَالَ لِيَبْنِيهِ
مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا الْعَبْدُ الْهَاقُ وَالْهَاقُ أَبَاكَ
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ الْهَاقُ وَاحِدٌ (پ: بقرہ: ۱۲۷)

کیا تم حاضر تھے جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کو موت آئی، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا، ہم تیرے اور تیرے باپ دادا ابراہیم، اسماعیل و اسحاق علیہم السلام کے ایک ہی معبود کی عبادت کریں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام

إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ
كَافِرُونَ وَأَتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ
يَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ (پ: یوسف: ۵۴)

میں نے اس قوم کے مذہب کو جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور قیامت کے بھی منکر ہیں چھوڑ دیا ہے اور میں نے اپنے باپ دادا، ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا اتباع کیا ہے۔ ہمارے نشانہ شانہ نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک بنائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَدَعَيْتُكُمْ فَاعْبُدُوا هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ
(پ: مریم: ۲۷)

بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

لیکن نصاریٰ کے مولویوں اور پیروں کا حال یہ تھا:-

اتَّخَذُوا أَحْبَابَهُمْ وَكُفُّوا عَنْ رَبِّهِمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ
الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَ عِزَّتِ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (پ: توبہ: ۳۱)

انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔ حالانکہ وہ ایک ہی معبود کی عبادت کرنے کا حکم دیئے گئے تھے۔ وہ وہی معبود ہے اور پاک ہے ان شریکوں سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یہی فرماتے رہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ ان کے چلے جانے کے بعد قوم نے اپنے مولویوں، پیروں اور عیسیٰ کو بھی الٰہ بنالیا۔ جیسا کہ عزیر علیہ السلام کو الٰہ بنالیا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر کہا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ
(پ: مائدہ: ۱۰)

کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ وَوَحْدًا
وَالَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ وَوَحْدًا
(پ: حوالہ مذکور بالا)

یقیناً کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ الٰہ تو ایک ہی ہے۔

وَالَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ وَوَحْدًا
وَالَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ وَوَحْدًا
(پ: حوالہ مذکور بالا: ۱۶)

جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم سے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بناؤ۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام، ان کی والدہ، پیروں، فقیروں اور مولویوں کو الٰہ بنا رکھا تھا۔

اللہ کے سوا کس کس کو معبود بنایا گیا

ملائے، انبیاء علیہم السلام، مولویوں اور پیروں کو خواہ وہ نیک ہوں یا بد لیکن ان بڑوں کو بھی نیک خیال کر کے معبود بنایا گیا۔ سورج اور ستاروں کو، جنات اور بالخصوص

شیطان کو۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی قبور کو جن درختوں کے نیچے انبیاء عظام اور اولیائے کرام بیٹھے تھے لیکن یہ یاد رہے کہ قبور اور درخت وغیرہ کی جگہوں میں بھی دراصل انبیاء کرام اور اولیائے عظام ہی کو معبود خیال کیا جاتا تھا۔

ملائکہ کے متعلق آیات قرآنیہ

وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۚ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلَيْتَنَّا مِنْ دُونِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۚ

(پتہ: سب: ۵)

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین نے ملائکہ کو معبود بنا لیا تھا یعنی ان کو حاجات کے وقت پکارتے تھے۔ اور ملائکہ کے جواب سے معلوم ہوا کہ دراصل فیعل شرک کرنے والے جنات تھے کیونکہ دراصل جنات ہی ان کے معبود تھے۔

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ دَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخِفُونَ عِزًّا إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۚ

(پتہ: بنی اسرائیل: ۲۴)

یہ آیت باتفاق مفسرین ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں ہے
وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ۚ

(پتہ: نمل: ۲۷)

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ دَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مَثْقَلًا ذَرَّةً فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنْتُمْ فِيهِمْ بِمُشْرِكِينَ ۚ

(پتہ: سب: ۳)

جس دن اللہ سب کو اکٹھا کرے گا۔ پھر فرشتوں سے کہے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے۔ کہیں گے تو پاک ہے شرکیوں سے تو ہی ان کے سوا ہمارا کس سارے بلکہ وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں بہت سے ان پر ایمان رکھتے تھے۔

فرما دیجئے کہ بلاؤ ان لوگوں کو جنہیں تم نے اللہ کے سوا معبود گمان کر لیا ہے سو وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور بدل دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ تو اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ قریب ہے۔ اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے۔

اور اللہ کے لئے بیٹیاں بناتے ہیں اللہ کی ذات تو پاک ہے۔ اور اپنے لئے جس کی وہ خواہش رکھتے ہیں (یعنی بیٹے مانگتے ہیں) فرما دیجئے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا معبود گمان کرتے تھے، انہیں پکارو۔ وہ آسمانوں اور زمین میں سے ذرہ بھر کے مالک نہیں۔ اور نہ ہی ان کا ان فیوں میں کچھ ساجھا ہے اور نہ ہی ان میں سے ان کا کوئی مددگار ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے حق میں

جس دن کہ اللہ سارے رسولوں کو اکٹھا کرے گا اور کہے گا کیا جواب دیئے گئے تھے تم عرض کریں گے کہ ہمیں تو کچھ خبر نہیں، تو ہی غیب دان ہے۔

جب فرمائے گا اللہ، اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔ تو کہیں گے پاک ہے تو (معبودیت میں) شرکیوں سے۔ میرے شایان شان نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا حق مجھے حاصل نہیں کہ میں نے کہا ہوتا تھا کہ تم لوگوں کو میرے دل کی باتیں جانتا ہے اور میرے جی کی باتیں میں نہیں جانتا کیونکہ تو ہی غیب دان ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تم میں ان میں رہا ان سے خبردار تھا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو ان کی خبر رکھنے والا تو ہی تھا۔

یہودیوں نے کہا کہ عزیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافروں کی بات کی مشابہت کرتے ہیں۔ خدا انہیں تباہ کرے، کہ صریح جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں اور مسیح ابن مریم کو الہ بنایا چاہے وہ مولوی اور پیر نیک ہوں یا بد۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ قَالُوا لَا أَعْلَمُ لَنَامَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۚ

(پتہ: المائدہ: ۱۵۴)

یہ ملائکہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے چلے جانے کے بعد غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ لہذا ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمہارے پیچھے کیا کچھ ہوتا رہا۔ (تفسیر کبیر)

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۚ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَهْوَاهِهِمْ يُضَاهَهُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ إِنَّهُ يُوَفِّيهِمْ ۚ لَاتَّخَذُوا أَحِبَّاءَهُمْ وَلَهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَاللَّهُ وَالْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ طَائِفًا

(توبہ: ۵)

اولیائے کرام کے حق میں

اَقْرَبُ بِلِلَّهِ وَالْعَزْزَى وَمَنْوَةُ الثَّالِثَةِ لَا تُحْكَمُ (پ: ۱۸)

ان میں سے لات ایک بزرگ تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱ میں ہے۔ اور عززی اور نائلہ دو بدکار مردوزن تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو۔ اور وہ، ستواع یغوث و یعوق و نسر۔ (پ: ۲۴: ۲۵)

یہ پانچ نوح علیہ السلام کی قوم میں نیک آدمی تھے۔ جب فوت ہوئے تو ان کی سورتیں پتھروں پر کندہ کیں اور ان کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا جیسا کہ بخاری جلد ثانی ص ۱۷ اور تفسیر عزیزی میں اس مقام پر ہے کہ یہ پانچوں حضرت ثیث کے نیک بیٹے تھے۔ فیح الباری میں ایک روایت مرسل ہے کہ وہ حضرت ثیث علیہ السلام کا نام ہے اور چار ان کے بیٹے ہیں۔ بہر حال یہ پانچوں نیک مرد تھے، پتھر نہ تھے۔

وَيَوْمَ نُخَسِّرُكُمْ أَجْمَعِينَ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاءُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ آيَانَا عَبِيدُ وَكُنْ (پ: ۱۷: ۱۸)

جس دن ہم سب کو اکٹھا کریں گے۔ پھر شرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ پر ہی رہو۔ پس ہم ان کے درمیان چھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم تو ہماری عبادت نہیں کرتے رہے۔

سورج کے متعلق

وَجَدُ نَهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ (پ: ۲۴)

میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا سورج کے سامنے سجدہ کرتے دیکھا۔

ستاروں کے متعلق

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ۚ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِعًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ۚ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِعَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَقُولُ لِغُيُّهِ وَمَا تَكُونُ (پ: ۹۴: ۹۵)

جب اسے رات نے پالیا تو ایک ستارہ دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے جب غائب ہو گیا تو کہا میں غائب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چمکتے چاند کو دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا کہ اگر مجھے رب میرے نے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں ضرور ظالم بن جاتا۔ پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے یہ تو بڑا ہے۔ پھر جب وہ بھی غائب ہو گیا تو فرمایا اے میری قوم! جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو، میں ان سے بیزار ہوں۔

جنات کے بارے میں

إِنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ (پ: ۱۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ جنات سے پناہ مانگتے تھے۔ اس کے لئے رسالہ الفرقان ہیں اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان مصنف علامہ ابن تیمیہ کا دیکھنا ضروری ہے۔

کیا میرے سوا تم سے (شیطان کو) اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو مالاںکہ وہ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ ظالموں کو برا بدلہ پہنچے گا۔

جب کام پورا ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا مگر میں نے تم سے وعدہ خلافی کر دی۔ اور مجھے تو تم پر کچھ غلبہ نہ تھا مگر یہ کہ میں نے تمہیں بلایا پس تم نے میری بات مان لی۔ پس مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے اور جو تم نے اس پہلے مجھے شریک بنایا تھا میں اسکا انکار کرتا ہوں، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

أَفْتَحْخِذْ وَتَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَفُولِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا (پ: ۱۷: ۱۸)

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور اس کی اولاد کو کارساز بنایا گیا۔

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۚ فَلَوْلَا تَكُونُ مَوْتِي وَلَوْ مَوْتِي أَنْفُسَكُمْ مَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِي ۚ إِنِّي كَفَلْتُ بِكُمْ الشَّوْكَ وَتُؤْنُونَ مِنْ قَبْلِ مَرَاتِ الظَّالِمِينَ لَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (پ: ۱۷: ۱۸)

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان یا ان کو بھی مولا کے کریم کا شریک ٹھہرایا گیا۔

حدیث میں ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

خدا پروردگار اور انصاریوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مسجد بنالیا

إِذْ آمَنَتْ مِنْهُمْ الرِّجَالُ الصَّالِحُونَ بَنُو عِثْرَةَ وَبَنُو عِثْرَةَ

اسی طرح حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:-

اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَتَنَاءَ بَعْدِي

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرۃ الرضوان کو جس سے اسی لئے اکھڑ دیا تھا کہ وہاں اس کی پوجا نہ شروع ہو جائے۔ جیسا کہ آجکل بزرگوں کی خانقاہوں میں

ہو رہا ہے۔

نیک پیروں کے حق میں

جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے تو مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے مشرک اپنی جگہ پر قائم رہو پھر ان میں پھوٹ ڈال دیں گے تو ان کے مشرک کہیں گے کہ تم تو ہماری بندگی نہ کرتے تھے۔ سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان کافی شاہد ہے۔ ہمیں تو تمہاری عبادت کی خبر تک نہ تھی۔

جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مرنے ہیں کہ ان میں جان نہیں اور نہیں جانتے کہ کب ٹھکے جائیں گے۔

جب مشرک اپنے مشرکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہی وہ ہمارے مشرک ہیں جنہیں ہم تیسرے سوا پکارتے تھے۔ تب وہ انہیں کہیں گے کہ تم بھولے ہو۔

شاہ عبدالقادر صاحب محراب دہلوی نے لکھا ہے کہ جو لوگ بزرگان دین کو پوجتے ہیں وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان وہی نام رکھ کر اپنے آپ کی پوجا

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ
أَنْتُمْ وَشُرَكَاءُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ
إِلَّا آتَاكُمْ بَعْدُ وَنَ ۝ فَكُفِّرُوا بِاللَّهِ شَهِيدًا وَبَيْنَكُمْ أَنْ كُنْتُمْ
عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَوِيًّا ۝ (پ: یونس: ۳۴)

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ
أَمْوَاتٌ سَلْبٌ أَحْيَاءُ ۝ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (پ: نحل: ۲۶)

شاہ عبدالقادر صاحب محراب دہلوی نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔
وَإِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْنِ أَنْشُرَكُنَّ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَبَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُبْرَى
الَّتِي أَنْزَلْنَا مِنْ دُونِكِ ۝ فَأَلْقُوا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ (حوالہ مذکور بالا رکوع ۱۲)

شاہ عبدالقادر صاحب محراب دہلوی نے لکھا ہے کہ جو لوگ بزرگان دین کو پوجتے ہیں وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان وہی نام رکھ کر اپنے آپ کی پوجا

کرتا ہے اسی لئے قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ تم بھولے ہو۔
وَأَنْ مِّنْ قَرِيبٍ ۝ لَا تَخُنْهُمْ كُفْرًا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ وَمَعَدَةُ بُوْهَا
عَنْ آبَائِهِمْ كَذِبًا ۝ كَانَ فِي ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (پ: بنی اسرائیل: ۶۷)

اس پر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محراب دہلوی نے لکھا ہے ہم تقدیر میں لکھ چکے ہیں کہ ہر مشرک کے لوگ اپنے ایک بزرگ کو مقرر کر کے پوجتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت

ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔
أَتُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ أَلَمْ يَخُنْكُمْ بَنُو إِسْرَءِيلَ إِذْ أَخَذُوا مِنْ دُونِ آلِهِمْ
إِنَّا أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا لَّعِينًا ۝ (پ: کہف: ۱۲)

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ إِنْ تَدْعُهُمْ
زَيِّنْهُمْ ۝ وَإِن تَعْلَمُ كُنْهَ أَعْيُنِنَا ۝ وَتَوَّسِعُوا ۝ إِنَّا سَمِعْنَا قَوْلَكَ
يُكْفَرُونَ بِشُرَكَائِهِمْ ۝ وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ شُرَكَاءَهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ (پ: فاطر: ۲۴)

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ
عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ
الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۝

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ تَحَدُّوا ۝ (پ: بنی اسرائیل: ۶۷)

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ ۝ وَمَا لَٰهُمُ
مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ۝ (پ: سبا: ۲۳)

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيُّكُمْ كَذَبٌ ۝ فَتَشَارَعُوا فِي الدِّينِ قَالُوا
سَبَّوْا ۝ بَلْ لَمْ تَكُنْ تَدْعُونَنَا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۝ (پ: حم: ۸۴)

وَيَوْمَ نَبَايَهُمْ آيَاتُ شُرَكَائِهِمْ ۝ فَاذْكُرْكَ مَا مَنَّ مِنْ شَيْءٍ ۝

جب ان میں کوئی نیک مرد مہمان ہے تو اس پر قہر بنا دیتے ہیں۔

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت ہونے لگے۔

اس کی پوجا نہ شروع ہو جائے۔ جیسا کہ آجکل بزرگوں کی خانقاہوں میں

ہو رہا ہے۔

جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے تو مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے مشرک اپنی جگہ پر قائم رہو پھر ان میں پھوٹ ڈال دیں گے تو ان کے مشرک کہیں گے کہ تم تو ہماری بندگی نہ کرتے تھے۔ سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان کافی شاہد ہے۔ ہمیں تو تمہاری عبادت کی خبر تک نہ تھی۔

جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مرنے ہیں کہ ان میں جان نہیں اور نہیں جانتے کہ کب ٹھکے جائیں گے۔

جب مشرک اپنے مشرکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہی وہ ہمارے مشرک ہیں جنہیں ہم تیسرے سوا پکارتے تھے۔ تب وہ انہیں کہیں گے کہ تم بھولے ہو۔

شاہ عبدالقادر صاحب محراب دہلوی نے لکھا ہے کہ جو لوگ بزرگان دین کو پوجتے ہیں وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان وہی نام رکھ کر اپنے آپ کی پوجا

کرتا ہے اسی لئے قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ تم بھولے ہو۔
وَأَنْ مِّنْ قَرِيبٍ ۝ لَا تَخُنْهُمْ كُفْرًا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ وَمَعَدَةُ بُوْهَا
عَنْ آبَائِهِمْ كَذِبًا ۝ كَانَ فِي ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (پ: بنی اسرائیل: ۶۷)

اس پر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محراب دہلوی نے لکھا ہے ہم تقدیر میں لکھ چکے ہیں کہ ہر مشرک کے لوگ اپنے ایک بزرگ کو مقرر کر کے پوجتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت

ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔
أَتُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ أَلَمْ يَخُنْكُمْ بَنُو إِسْرَءِيلَ إِذْ أَخَذُوا مِنْ دُونِ آلِهِمْ
إِنَّا أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا لَّعِينًا ۝ (پ: کہف: ۱۲)

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ إِنْ تَدْعُهُمْ
زَيِّنْهُمْ ۝ وَإِن تَعْلَمُ كُنْهَ أَعْيُنِنَا ۝ وَتَوَّسِعُوا ۝ إِنَّا سَمِعْنَا قَوْلَكَ
يُكْفَرُونَ بِشُرَكَائِهِمْ ۝ وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ شُرَكَاءَهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ (پ: فاطر: ۲۴)

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ
عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ
الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۝

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ تَحَدُّوا ۝ (پ: بنی اسرائیل: ۶۷)

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ ۝ وَمَا لَٰهُمُ
مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ۝ (پ: سبا: ۲۳)

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيُّكُمْ كَذَبٌ ۝ فَتَشَارَعُوا فِي الدِّينِ قَالُوا
سَبَّوْا ۝ بَلْ لَمْ تَكُنْ تَدْعُونَنَا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۝ (پ: حم: ۸۴)

وَيَوْمَ نَبَايَهُمْ آيَاتُ شُرَكَائِهِمْ ۝ فَاذْكُرْكَ مَا مَنَّ مِنْ شَيْءٍ ۝

ہم میں سے کوئی بھی اس کا اقرار نہیں کرتا اور پہلے جنہیں پکارتے تھے وہ ان سے گم ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ انہیں کہیں خلاصی نہیں۔

اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی کچھ حاجت روائی نہیں کر سکتے۔ اور وہ اس کی پکار سے بے خبر ہے جب تمام لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو وہ ان کے ذمے اور ان کی عبادت کے منکر ہو گئے پس ان کی ان مجسودوں نے جنہیں کہ اللہ کے سوا بڑے درجے پائے کو معبود بنا لیا۔ مدد کیوں نہ کی۔ یہ ان کا جھوٹ ہے اور جو کچھ کہ اپنے پاس سے افتراء باندھ لیتے ہیں۔

جس دن کہ ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے پھر شرکوں سے کہیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تمہیں دعوے تھا۔ پھر ان کا یہی گنا جواب ہو گا کہ کہیں گے کہ اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے، ہم شریک بنانے والے نہ تھے۔ دیکھئے کیسے اپنے اوپر جھوٹ بولا۔ اور جو باتیں کہ بنایا کرتے تھے، ان سے کھوئی گئیں۔

البتہ تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آچکے جس طرح کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ اسباب ہم نے تمہیں دیا تھا اسے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ اور جن شریکوں کا تمہیں دعوے تھا کہ ان کا تم میں سا جھابہ انہیں ہم تمہارے ساتھ نہیں دیکھتے البتہ تمہارا تعلق منقطع ہو گیا اور جو دعویٰ کرتے رہے وہ تم سے جاتے رہے۔

حتیٰ کہ جب ہمارے پیچھے ہوئے جان لینے کو ان کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ کہاں ہیں، کہیں گے کہ ہم سے گم ہو چکے ہیں اور اپنے اوپر اقرار کریں گے کہ وہ کافر تھے۔

بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے، سو کیا اب ہمارا کوئی سفارشی ہے جو سفارش کرے یا ہم لوہے سے ہائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف کام کریں انہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جو افتراء باندھتے تھے ان سے گم ہو گیا۔ جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آسکتے۔ مگر جیسے کہ کسی نے پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائے تاکہ اس کے منہ میں پہنچے اور وہ تو کبھی اس کے منہ میں نہ پہنچے گا اور کافروں کی پکار تو نوری گمراہی ہے۔

یعنی جس طرح وہ پانی ان کی بات کو سن بھی نہیں سکتا اور نہ ہی ان تک پہنچ کر پیاس کو دور کر سکتا ہے۔ بعینہ اسی طرح خدا کے نیک بندے نہ تو نابالہ بچاریں سنتے ہیں اور نہ ہی ان کے پیچ کر ان کی تکلیف دہ کر سکتے ہیں۔

جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔ کہیں گے اے خدا! تو شر بیگوں سے پاک ہے۔ میرے شاہان شان نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے کہی ہے تو تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے اور میں تیرے دل کی باتیں نہیں جانتا۔ بیشک تو عیسویوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا تو ان کے اعمال دیکھتا رہا اور جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو خود ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ہر ایک چیز کو دیکھتا ہے۔

فرمادیجئے کیا تم نے اللہ کے سوا ایسے کار ساز بنائے ہیں جو اپنے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں۔

اور جس دن کہیں گا کہ میرے جن شریکوں کا تمہیں دعوے تھا، ان کو بلاؤ۔ پھر وہ پکاریں گے تو وہ کچھ جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ کر دیں گے۔

وَنَزَّلْنَا عَنْهُمْ مَآكِلًا مِّنَ السَّمَاءِ مَذْمُومًا مِّن قَبْلُ وَظَنُوا مَا لَهُم مِّن مَّرْجَبٍ ۝ (پ: نجم سجدہ: ۶۷)

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَفِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا لِإِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝ (پ: الاحقاف: ۱۱)

قُلْ لَا تَدْعُوا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي اسْتَلْحَدُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْآنًا لِّذِكْرِ بَلِّ صَوْرًا عَنْهُمْ ۝ وَذَلِكِ آفَاتُهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

(پ: الاحقاف: ۲۶)

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبَابًا ثُمَّ يَقُولُ الَّذِينَ الْإِن شَرَكُوا أَإِنَّ شَرَكَنَا الَّذِي كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ۝ ثُمَّ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَن تَقُولُوا لَوْلَا أَلَّفَهُمُ رَبُّنَا مَا كُنَّا مُمْشِرِينَ ۝ أَنْ نَقُولَ كَيْفَ كَذَّبُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ (پ: الانعام: ۳۷)

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِرْعَوْنَ ذِي أَلْبَابٍ إِنَّهُ تَمَرَّةٌ ۝ وَتَرَكْنَاهُمْ مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَأَىٰ ظُهُورُكُمْ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَ كَمَا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۝ لَقَدْ نَقَضَ رَبُّكُمْ أَيْمَانَهُمْ إِذْ يَبْعَثُكُمْ فِيهِمْ مَلَائِكَةٌ لِّقَالُوا بَلِّ صَوْرًا عَنْهُمْ ۝ (پ: الانعام: ۱۱)

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ ثُمَّ بُسِطُوا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ قَالَ أُولَٰئِكَ مَا كُنْتُمْ لَكُمْ شُرَكَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ فَأَنذَرْتُمُوهُمْ فَتَرْتَمُ حَوْلَ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ (پ: الاعراف: ۴۷)

فَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ فَمِثْلُ مَا مِّن شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلْ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۖ قَدْ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ (پ: الاعراف: ۶۷)

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٌ مَّكَفِيلٌ إِلَى السَّمَاءِ لِيَبْلُغَهُ فَادُّهُم بِأَلْعَامٍ ۖ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ (پ: رعد: ۲۷)

وَاذْكُرْ أَنَّ اللَّهَ يَعِيسِي ابْنَ مَرْيَمَ ۖ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا مِنِّي وَابْنِي وَابْنَتِي مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَن أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ طَرَانٍ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۖ تَعَلَّمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۖ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَّا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَكُنَّا تَوْفِيقِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

(پ: المائدہ: ۱۶)

قُلْ أَفَاتَخَذْتُم مِّن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۖ (پ: رعد: ۲۷)

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَكَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا ۖ (پ: کہف: ۷۷)

لوگوں نے اللہ کے سوا معبود بنائے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار ہوں، ہرگز نہیں وہ ان کی عبادت کرنے کا انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔ انہوں نے اس کے بندوں سے خدا کی اولاد مقرر کر رکھی ہے۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۖ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ (پ: مریم: ۵۴)
وَجَعَلُوا آلَهُ مِنْ عِبَادِهِمْ جُزْءًا ۚ (پ: زمر: ۲۴)

مشرك مولویوں اور پیروں کے حق میں آیات قرآنیہ

جب پیروی کئے ہوئے (بد مولوی اور بد پیر) پیروی کرنے والوں سے ہزار ہوں جائیں گے اور عذاب دیکھیں گے اور ان کے سب تعلقات منقطع ہو جائیں گے، پیر و کہیں گے، کیا اچھا ہوتا کہ میں دنیا کی طرف لوٹ جانے کا موقع مل جاتا پھر ہم بھی ان سے ایسے ہزار ہوتے جیسے کہ یہ ہم سے ہزار ہونچے ہیں اسی طرح اللہ حسرت دلانے کے لئے انہیں انکے اعمال دکھلائے گا اور وہ آگ سے ہرگز نہیں نکلیں گے۔

إِذْ نَبَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا أَوْدَا وَالْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۖ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّا كُنَّا نَدْرُ فَنَتَّبِعَ آلَهُمْ كَمَا تَبِعُوا ۖ وَمَا كُنَّا نَدْرُكَ يَرْيَهُمُ اللَّهُ ۖ أَعْمَسَ اللَّهُ حُشْرَتَ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ (پ: بقرہ: ۳۰)

جب ایک گروہ داخل ہوگا تو دوسرے گروہ کو لعنت کرے گا۔ حتیٰ کہ جب اس میں گرچہ ہونگے تو ان کے پیچھے پہلوں کو کہیں گے، اے اللہ انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا پس تو انہیں آگ کا دوا عذاب دے۔ فرمائے گا کہ دونوں کا دوگنا ہے مگر تم نہیں جانتے اور ان کے پیچھے پھلوں سے کہیں گے پس تم کو ہم پر کچھ بڑا ہی نہ ہوئی پس اب اپنے اعمال مشرکانہ کے سبب جو کیا کیے تھے عذاب کچھ اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو کمزور زبردستوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے بچاؤ گے تمہیں گے کہ اگر خدا نے ہمیں ہدایت دی ہوئی تو ہم تمہیں راستہ دکھلاتے۔ برابر ہے ہمارے حق میں کہ بے قراری کریں یا صبر ہیں خلاصی نہیں۔

كَلَّمَآ دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا دُرُّوا فِيهَا جَمِيعًا ۖ لَ قَالَتْ أَخْرِجُوهُمْ لَاؤُلَهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَاتَرَاهُمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۚ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ۝ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لَاؤُرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ ۖ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ (پ: الاعراف: ۴۴)
وَبَرَّوَاللَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعِفُونَ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَمَا قُمْلَ أَنْتُمْ مَّغْنُونُونَ ۖ عَنَّا عَذَابُ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالَ لَوْلَاؤ هَٰذَا لَنَا اللَّهُ لَهْدَيْكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجْرُنَا أَمْ صَبْرُنَا مَا لَنَا مِّنْ حَٰجِيزٍ ۝ (پ: ابراہیم: ۳۴)

اور کبھی تو دیکھئے کہ جب ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے پر بات ڈالتے ہوں گے، کمزور زبردستوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے۔ زبردست کمزوروں سے کہیں گے کہ ہدایت پہنچنے کے بعد کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا بلکہ تم خود گمراہ تھے۔ اور کمزور بڑائی کرنے والوں سے کہیں گے کہ کوئی نہیں پرست دن کے فریب سے جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ اللہ کی نافرمانی کریں اور اس کے ساتھی بنائیں اور جب عذاب دیکھیں گے تو پریشانی ظاہر کریں گے اور ہم منکروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے جو کرتے تھے وہی بدلہ پائیں گے۔

وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ۚ لَّيْسَ لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (پ: سبا: ۴۴)
يَوْمَ تَقُفُّ ۖ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ لَيْسَ لَنَا طَعْنًا ۖ اللَّهُ وَطَعْنًا الرَّسُولَ ۚ وَقَالُوا ادْبَرْنَا إِنَّا آطَعْنَا أَسَادَتَنَا وَكِبَرَاءَنَا فَأَصْلَحْنَا السَّبِيلَ ۚ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ ۖ وَاللَّهُ لَعَنُوكُم كَلِيمًا ۝ (پ: الاحزاب: ۸۴)

جس دن وہ آگ میں منہ کے بل ڈالے جائیں گے تو کہیں گے ہائے افسوس کیا اچھا ہوتا کہ ہم خدا اور رسول کا کہا ملتے اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا پس انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے ہٹا دیا اے ہمارے رب! انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی پھٹکار کر۔

أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ وَأَذُوا جَهَنَّمَ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۖ مِنَ دُونِ اللَّهِ فَاغْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ۖ وَقَفُّهُمْ لَنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ۖ مَا لَكُمْ لَا تَنصَرُّونَ ۖ بَلْ هُمْ لِقَوْمٍ مُّسْتَسْلِمُونَ ۖ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۖ قَالُوا إِنَّا كُنَّا نَتَّبِعُ آلَهُنَا ۖ وَنَحْنُ عَنِ الْيَوْمِ قَالُوا بَلْ كُنَّا تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّنْ سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنَّا نَفْعُو طَائِفِينَ ۖ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَاقُونَ ۖ فَاعْيُوكُم إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ۖ فَأَنَّهُمْ يُؤْمِنُونَ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ۖ إِنَّا كَذَبْنَاكَ فَعَلْنَا بِآلِهِمْ جَزَاءً ۖ

انکھار کر مشرکوں، ان کے ساتھیوں (پیر بھائیوں) اور ان معبودان باطلہ کو جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے پھر انہیں دوزخ کی راہ پر چلاؤ اور انہیں کھڑا رکھو (کیونکہ) ان سے پوچھنا ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ کوئی نہیں آج وہ اپنے آپ کو بچڑولتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ کہیں گے کہ تم ہی ہم پر دائیں طرف سے آتے تھے وہ بولے کوئی نہیں پر ہم ہی نہ تھے یقین لائے والے اور ہمیں تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم ہی حد سے نکلنے والے ہو پس ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہو گئی بیشک ہمیں تو مڑ چکنا ہے۔ جیسے ہم خود گمراہ تھے تمہیں

فَعَلْنَا بِآلِهِمْ جَزَاءً ۖ وَكُنَّا نَدْرُكَ يَرْيَهُمُ اللَّهُ ۖ أَعْمَسَ اللَّهُ حُشْرَتَ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ (پ: بقرہ: ۳۰)

بھی گمراہ کیا۔ سو اس دن وہ عذاب میں شریک ہوں گے۔ ہم مجرموں سے ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

یہ ایک فوج نمبرائے ساتھ دھنستی علی آ رہی ہے، ان کا اچھا نہ ہو، وہ آگ میں گھنے ولے ہیں (مرید) کہیں گے نہ ہا را ہی بھلا نہ ہو تم ہی اس کو ہمارے سامنے لائے۔ پس برا ٹھکانہ ہے (مرید) کہیں گے اے ہمارے پروردگار! یہ جو ہمارے سامنے لایا تو اسے آگ میں دونا عذاب دے۔ اور (مرید) کہیں گے کہ کیا ہوا ہم جنہیں شرارتی سمجھتے تھے، نہیں دیکھتے (یعنی توحید بیان کرنے ولے) کیا ہم انہیں ٹھٹھے میں پکڑا تھا، یا ہماری آنکھیں ان سے چوک گئیں۔ یہ بات ٹھیک ہوئی سے دوزخیوں کا آپس میں جھگڑا کرنا۔

اور جب آگ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور (مرید) غرور کر نیوالوں (بیروں) سے کہیں گے کہ ہم نہ ہمارے تابع تھے۔ کیا تم عذاب کا کچھ حصہ ہم سے رو کر لو گے، غرور کرنے ولے کہیں گے ہم بھی اسی آگ میں ہیں بے شک اللہ نے اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے اور جنہم میں پڑے ہوئے لوگ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے رب سے کہو کہ ہم سے ایک دن تھوڑا سا عذاب بکا کر دے تو وہ کہیں گے کیا تمہارے ہاں تمہارے رسول کھلی نشانیاں لیکر نہ آئے تھے کہیں گے کیوں نہیں۔ کہیں گے پھر بکارو۔ اور کافروں کی پکار نری گسرا ہی ہے۔

اور کافر کہیں گے اے رب ہمارے ان دوجنوں اور انسانوں کو جنہوں نے ہمیں گسراہ کیا، دکھا کہ ہمیں نہیں پاؤں تھے رہو نہ لیں تاکہ وہ ذلیل ہو جائیں۔

هَذَا فَوْجٌ مُّقْتَصِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ إِذْ أَنْتُمْ صَلَّوْا لِلَّهِ قُلُوبًا
بَلْ أَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ أَنْتُمْ مَقْدُومُونَ لَكُمْ فَبِئْسَ الْقَرَارُ
فَالْوَارِثُ مَنْ قَدْ مَلَكَ هَذَا أَفَرَدَهُ عَدَا بَا ضَعْفًا فِي النَّارِ وَ
قَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ أَأَتَّخَذْتُمُ
يَحْزَنُ أَمْ دَاعَتْ عَنْهُمْ الْأَبْصَارُ إِنَّ ذَلِكَ لَنُحْكُمُ نَحْنُ صَمُّ أَهْلِ
النَّارِ (پہ: ص ۳۷)

وَإِذْ يَتَحَفَّضُونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا
كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَمَا هِيَ أَنْتُمْ مُّعْتَوُونَ عَنْ نَجِيبٍ مِّنَ النَّارِ قَالَ
الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا فِيهَا طَائِفًا لَّهِ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ
وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَتِمْ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا
يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ قَالُوا أَوْ كُنَّا تِلْكَ نَارُكُمْ دُخِّنُكُمْ بِالْيُسْجَنَةِ
قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ
(پہ: جم مومن: ۵)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذِينَ أَصْلَلْنَا مِنْ الْجَنِّ وَ
إِلَّا نَسْ نَجْعَلُهُمْ نَحْتِ أَفَدَامِنَا لِيَكُونَ مِنَ الْإِسْقَلِينَ
(پہ: نجم سجدہ: ۴)

التر کے معنی کی تشریح

قرآن مجید میں اللہ کی مخصوص صفات مختلف جہوں میں بیان کی گئی ہیں۔

بھلا کس نے آسمان و زمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا پس ہم نے اس سے رونق دار باغ اٹھائے۔ تم تو ایک درخت بھی پیدا نہیں کر سکتے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُثْبِتُوا
شَجَرَهَا إِنَّ مَعَ اللَّهِ لَعِلْمًا (پہ: نمل: ۵)

اس آیت میں چند امور بیان کئے گئے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کے کسی حصہ کے پیدا کرنے کی طاقت، آسمانوں سے پانی اتارنے کی طاقت، بارش سے درختوں کو پیدا کرنے کی طاقت اللہ ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ جل شانہ کے بغیر کسی میں تین صفتیں نہیں پائی جاتیں۔ لہذا اللہ کریم کے سوا کوئی بھی اللہ نہیں ہو سکتا۔

بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کے لائق بنایا۔ اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے ٹھہرنے کو بوجھ رکھے۔ اور دو دریاؤں میں پردہ رکھ دیا۔ کیا اب بھی کوئی شریک ہے اللہ کے ساتھ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔

فَوَيْلٌ لَّكَ مِمَّا كَانَتْ لَكُمْ مِنْ جَنَّتِكُمْ سَوَاءٌ ۖ وَإِنْ نَسَا أَوْ نَسُوا
أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خَلْقًا أَفْرَادًا وَجَعَلَ لَهَا
دَوَابَّ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا إِنَّ مَعَ اللَّهِ لَعِلْمًا (پہ: ص ۳۷)

اس آیت میں چار امور بیان کئے گئے ہیں۔ زمین کو پیدا کرنے کے بعد اس کو برقرار رکھنے کی طاقت، زمین سے پانی نکالنے کی طاقت، زمین پر پہاڑوں کو رکھ کر اسے برقرار رکھنے کی طاقت مختلف مزہ کے دریاؤں کو اکٹھا چلا کر درمیان میں پردہ ڈالنے کی طاقت، اللہ ہونے کے لئے ضروری امور ہیں۔ چونکہ یہ امور اللہ کریم کے سوا کسی دوسرے میں نہیں پائے جاتے۔ لہذا اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی اللہ نہیں ہو سکتا۔

بھلا کس کی پکار کو کون پہنچتا ہے جب وہ اسے پکارنا ہے اور کون سختی دور کرنا ہے اور تمہیں زمین پر پہنچوں کا نائب بنانا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی ہے

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُ لَكُمُ الْخُلُوفَ
الْأَرْضِ مَعَ اللَّهِ (پہ: ص ۳۷)

اس آیت میں تین امور بتائے گئے۔ پریشان آدمی کی پکار سننے کی طاقت رکھنا ہو۔ برائی دور کرنے اور زمین پر خلیفہ بنانے کی طاقت رکھنا ہو۔ یہ تینوں امور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں نہیں پائے جاتے۔ لہذا اس کے سوا کوئی اللہ بھی نہیں ہو سکتا۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِلَهُ كِي تَائِيْدِي وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا لِحَرْبٍ (پہ: احقاف: ۱)

اس آیت میں دو امور بیان کئے گئے ہیں۔ دریاؤں اور خشکیوں میں راستہ نہ ملنے پر رستہ ہٹا کر دینے والا۔ بارانِ رحمت آنے سے پہلے ٹھنڈی ہوا میں خوشخبری کے طور پر چپلانے کی طاقت رکھنے والا صرف اللہ ہی ہے۔ لہذا اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں بن سکتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث **أَعْيَنُونِي يَا عَبْدَ اللَّهِ** (کہا ہو معروف بین الناس موضوع ہے) جیسے کہ صاحبِ روح المعانی نے لکھا ہے۔ یہ وہ لفظ ہے جس کے سوا کوئی پکار کر سننے والا نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ دکھانے میں غالبانہ امداد کر سکتا ہے۔ لہذا جگہوں وغیرہ میں پکارنے کے لائق بندگانِ خدا نہیں ہو سکتے۔

اَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُنَّ يُرْزَقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ عَرَالَةً ۚ فَتَعْمَدُ الْكَلْبُ (حوالہ مذکورہ بالا)

اس آیت میں تین امور بیان کئے گئے ہیں۔ تمام مخلوق کو پیدا کرنے کی طاقت، دوبارہ زندہ کرنے کی طاقت، آسمان اور زمین سے رزق دینے کی طاقت۔ چونکہ یہ تینوں امور اللہ جلّ شانہ کے سوا کسی میں نہیں پائے جاتے، لہذا اس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں بن سکتا۔

ان آیات کے بعد ان تمام امور کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آسمانوں میں کوئی فرشتہ اور زمینوں میں کوئی ولی یا پیغمبر علیہم السلام غیب نہیں جانتے۔ اسی وجہ سے ان میں مذکورہ بالا صفات نہیں پائی جاتیں۔

فَلَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ خِيبَ إِلَّا اللَّهُ
ان تمام آیات اور امور مذکورہ سے یہ حاصل نکلتا ہے کہ الہ کے لئے امور مذکورہ میں منتصف ہونا ضروری ہے اور منتصف تب ہو سکتا ہے کہ پہلے ان امور کو جاننے والا بھی ہو۔
فرمادیجئے کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

جہاں کہیں قرآن مجید میں اللہ کا لفظ آجائے۔ اور غیر اللہ سے الہ ہونے کی نفی کی جارہی ہو، وہ اب غیر اللہ سے (خواہ وہ نبی ہو یا ولی) غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب منصرف فی الامور ہونے کی نفی کی جائے گی اور علم غیب کی بھی نفی کی جائے گی۔ لیکن زیادہ تر منصرف فی الامور ہونے کی نفی کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے علم غیب کی نفی لازم آتی ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَزْوَاجًا أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ ۖ أَنْظِرْ كَيْفَ نَبِّئُكَ لَهُمُ الْآيَاتُ ثُمَّ أَنْظِرْ ۚ أَتَى يَوْمُكَوْنُ ۚ قُلِ الْعَبْدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

(پ: مائدہ: ح ۱)
یہاں ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مخترمہ سے الہ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ دونوں محتاج ہیں اور نفع و نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ اور ہر شے کو جاننے والے بھی نہیں۔ یہاں بھی مقصد یہ ہے کہ غائبانہ حاجات میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ نافع اور ضار نہیں۔

تحریقیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور انہیں چیرے اور
 روشنی بنائی۔ پھر کافر لوگ اپنے رب سے برا بری کرتے ہیں۔ وہی ہے جس نے
 تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اندازہ مقرر کیا۔ اور مقرر کردہ وقت کا علم اسی کے ہاں
 ہے۔ پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اور وہی ذاتِ معبودِ برحق ہے آسمانوں میں اور
 زمینوں میں۔ تمہاری جیسی اور ظاہری باتوں کو جاننا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو جاننا ہے

أَلَمْ يَخْلُقْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلَهُ وَأَجَلٌ قَسِيمٌ عِندَ اللَّهِ ثُمَّ أَنْتُمْ مُّزَوَّرُونَ وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ (١٤٦: الانعام)

اس کے بعد دوسری آیت توحید یہ آئی :-

ہلو پتھے کہ آسمان و زمین کس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ فرمانے لگے کہ اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں تو ہے۔

هَذَا لِسَنِّ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَقْدُ لِلَّهِ ط

وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

(پ: انعام: ۲۴)

إِنْ يَسْأَلِكَ اللَّهُ بَعْضَ أَمْرِ فَلَا كَافِيَ لَكَ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَسْأَلِ
بَعْضَ فَمَوْ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (البقرة)

اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں جو رات میں آرام پکڑتے ہیں اور دن میں
اور وہی سنے والا اور جاننے والا ہے۔

اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر تجھے
بھلائی پہنچائے تو وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ امور مذکورہ فی الآیات میں غائبانہ اور مافوق الاسباب منصرف صرف اللہ کریم ہی ہے اور ہر شے کا جاننے والا بھی وہی ہے۔ لہذا اگر وہ کوئی ضرر پہنچانا چاہے
تو کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ نفع پہنچانا چاہے تو قادر ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ چنانچہ آیت پہلی تین آیات پر متفرع ہے اور ان آیات کے بعد عزت کلمہ لَنْتَشْرِكُكَ وَنُفَاتِ اللَّهُ إِلَهُهُ
اُخْرَى قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّى بَرِّئُ مِمَّا تُشْرِكُونَ ۝ سے نتیجہ نکالا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا الہ نہیں کیونکہ کسی میں یہ امور مذکورہ مافوق الاسباب
غائبانہ حاجات میں نہیں پائے جاتے۔

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝ سے دعویٰ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں، اس کے بعد:-

وہ ذات جو ہمیشہ زندہ اور ہر شے پر نگہبان ہے۔ اس نے اظہار حق کے لئے
آپ پر کتاب نازل کی جو اپنے سامنے والی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے
اور اس سے پہلے توراۃ اور انجیل نازل کی جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور حق
و باطل کے درمیان فرق کرنے والا قرآن نازل کیا۔ بیشک جنہوں نے خدا کی
آیتوں کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب ہے اپنے والاؤں پر کوئی
چیز آسمان پر اور زمین میں پوشیدہ رہتی ہے وہی ہے جس طرح چاہتا ہے جموں میں تباہی

اَلْحَقُّ الْقَيُّومُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرَةَ وَالْاِنْجِيلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هَذَا لِنُفِيسِ
وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيْدٌ ۝ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوْا نِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ۝ هُوَ الَّذِى يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ
كَيْفَ يَشَآءُ ۝ (پ: آل عمران: ۱)

ان آیات سے دلیل بیان کی گئی ہے جس میں دو امور غائبانہ حاجات میں ظاہری اسباب کے علاوہ بیان کئے گئے ہیں (۱) منصرف فی الامور اللہ تعالیٰ ہی ہے (۲) ہر شے کا جاننے والا بھی
اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اس کے بعد لا الہ الا هو العزیز الحکیم سے نتیجہ نکالا گیا ہے:-

وَرَبَّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۝ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۝ سُبْحٰنَهُ وَ
تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا
يُعْلِنُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝ لَهُ الْحُكْمُ فِى الْاَوَّلٰى وَالْآخِرَةِ
۝ وَلَهُ الْحُكْمُ يَوْمَ تَرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرْءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
الْبَلَّاءَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِ اللّٰهِ يَتَّبِعِكُمْ فَيَضِيْءَ
اَعْيُنَكُمْ ۝ قُلْ اَرْءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ النَّهَارَ سَرْمَدًا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِ اللّٰهِ يَتَّبِعِكُمْ فَيَذَلُّكُمْ فَيَكُوْنُوْنَ فِيْهِ اَعْمٰى
تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمِنْ رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمْ لَيْلًا لِّلَّيْلِ وَالنَّهَارَ لَتَشْكُرُوْا
فِيْهِ وَلَتَتَذَكَّرُوْا مِنْ فَضْلِهِ وَلَكُمْ لَيْلٌ تَشْكُرُوْنَ ۝

(پ: قصص: ۷)

یہاں بھی وہی دعوے اور دلائل توجید میں اور ان دلائل میں انہی دو امور یعنی غائبانہ حاجات میں منصرف اور عیب دان اللہ تعالیٰ ہی ہے، کو خوب واضح کیا گیا ہے۔ اس آیت میں وَلَهُ
الْحُكْمُ سے غائبانہ حاجات میں نفع و نقصان کا حکم مراد ہے اور ظاہری اسباب کے ماتحت حکم مراد لینے سے بہتر ہے۔

یہ اس ذات کا نازل کردہ ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ جو کچھ
زمین اور آسمانوں اور دونوں کے درمیان میں ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے سب
اللہ کے قبضہ میں ہے اور اگر تو اونچی بات کہے تو وہ پوشیدہ اور بہت مخفی بات کو بھی
جانتا ہے اور اللہ ہی معبود ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔

تَنْزِيْلًا مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ اَلَمْ يَكُنْ عَلَى
الْعَرْشِ سِتُوْرًا ۝ لَّهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَمَا تَحْتُ الْاَرْضِ ۝ وَاِنْ يَّجْهَرُ بِالْقَوْلِ فَاِنَّكَ يَكْفُرُ بِالسِّرِّ
اَخْفٰهُ ۝ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝ (پ: طہ: ۱)

یہاں بھی ذکر مافوق الاسباب امور میں منصرف اور عیب دان ہونے کا ہے۔

سوال :- اگر اللہ جل شانہ کو عالم الغیب بالذات اور غائبانہ حاجات میں منصرف فی الامور بالذات تسلیم کر لیا جائے جیسا اس کے شایان شان ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ و راولیائے
کرام کو عالم الغیب بالعرض یعنی بالواسطہ باعلام اللہ (عطائی) اور غائبانہ حاجات میں منصرف فی الامور بالعرض یعنی بتملیک اللہ یعنی خدا کی دی ہوئی طاقت سے تسلیم کیا جائے جیسا کہ ان کے شایان شان
ہے تو کیا پھر بھی مشرک ہوگا۔ مشرک تو نہ ہو تا کہ ان کو بھی بالذات مانا جاتا۔

جواب :- مشرکین مکہ اپنے معبودوں کو غائبانہ حاجات میں منصرف فی الامور بالذات نہیں مانتے تھے بلکہ انہیں منصرف فی الامور بالعرض بتملیک اللہ جان کر پکارتے تھے جیسا کہ مشرکین
مکہ بوقت تبلیہ نوح کہا کرتے تھے۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَهْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۴۴)

اسی طرح مسلم جلد اول ص ۳۳ اور بخاری شریف جلد ثانی میں ابو جہل کا تلبیہ آیا ہے۔ اسی طرح :-

مَا نَعْبُدُ هُمْ إِلَّا لِيُقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ ذُلُّ رِثَ: (نمر: ۱۶)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں :-

إِنَّهُمْ عَبَدُوا إِلَى أَنْ صَنَعُوا اتِّخَذُوا هَٰذَا إِلَى صُورَةِ الْكَفَرِ عَنِ الْمُقَرَّبِينَ قَعْبَدُوا وَالصُّورَةُ تَنْزِيلًا لِذَلِكَ مَنَزِلَةً عِبَادَتِهِمْ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ لِيَشْفَعُوا لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى لِيَرْزُقَهُمْ وَنَصْرَهُمْ وَمَا يُنْزِلُهُمْ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا فَمَا اتَّخَذُوا الْمَعَادَ فَكَانُوا حَاجِدِينَ لَهُ كَافِرِينَ بِهِ۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۴۴)

امام رازی نے تفسیر کبیر میں زیر آیت کریمہ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أُنْدَادًا لَکھا ہے۔

إِنَّمَا أَنْتَ لَيْسَ فِي الْعَالَمِ أَحَدٌ يُشْبِهُ اللَّهَ شَرًّا يَكُونُ فِيهِ فِي التَّوَجُّدِ الْقُدْرَةُ وَالْعِلْمُ وَالْحِكْمَةُ هَٰذَا إِنَّمَا يُوجَدُ إِلَى الْإِنِّ وَمَا اتَّخَذُوا مَعْبُودًا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى فِي الدَّاهِيَةِ إِلَى ذَلِكَ كَلَوْنًا (کبیر ج ۳ ص ۳۳)

جان لے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ کا ایسا شریک مانے جو کہ وجود، قدرت، علم اور حکمت میں اس کے برابر ہو۔ یہ ان میں سے ہے جن کا چہرہ بھی تک نہیں ہوا۔ اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنانا، تو اس کے قائل بکثرت موجود ہیں۔

سوال :- قرآن مجید نے فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أُنْدَادًا میں ہند کی نفی کی ہے جس کے معنی مساوی اور مماثل کے ہیں معلوم ہوا کہ کسی کو خدا کے مساوی اور مماثل نہ بنانا چاہیے۔
جواب :- تفسیر ابوالسعود میں اس مقام پر لکھا ہے کہ چونکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بجائے اپنے معبودوں کی عبادت شروع کر دی تھی۔ اللہ کریم نے زہرے فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے نہ بنائے ہیں جو کہم اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا چاہیے تھا وہ انہوں نے اپنے معبودوں کے لئے شروع کر دیا۔
سوال :- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ عظام کو غائبانہ حاجات میں مقصوف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دوبار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے ؟

جواب :- یہ بھی شرک ہے۔ مکہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر پکارتے تھے جیسا کہ پہلی آیت میں مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ ذُلُّ (تفسیر ابن کثیر کا حوالہ اوپر بیان ہو چکا) اور اللہ کے سوا ان معبودان باطلہ کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

امام رازی اور علامہ ابوالسعود نے لکھا ہے۔

اِخْتَفَعُوا فِي أَنْفُسِهِمْ كَيْفَ قَالُوا فِي الْأَصْنَافِ أَنَّهَا شَفَعَاءُ نَاعِدُوا اللَّهَ ذِكْرًا وَفِيهِ أَقْوَالٌ رَابِعُهَا أَنَّهُمْ وَضَعُوا هَٰذَا الْأَصْنَافَ وَالْأَوَّلَانِ عَلَى صُورَةِ أَنْبِيَائِهِمْ وَأَكْبَرِهِمْ وَزَعَمُوا أَنَّهُ لَشَفَعَاءُ عِبَادَةٍ هَٰذَا التَّشْبِهُ فَإِنَّ أَوْلِيَّكَ الْأَكْبَرُ كَتُونَ شَفَعَاءَ وَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى وَنَظِيرُهُ فِي هَٰذَا التَّشْبِهُ أَنْ شَفَعَاءَ كَثِيرُونَ مِنَ الْخَلْقِ يَتَعَطَّبُونَ قَبُولَ الْكَاسِرِ عَلَى إِعْتِقَادِ أَنَّهُمْ إِذَا عَظَّمُوا قَبُولَهُمْ فَإِنَّهُمْ يَكُونُونَ شَفَعَاءَ وَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى (کبیر ج ۳ ص ۳۳)

أَمَّا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شَفَعَاءَ فَلَا تَوْفَاقًا لِيَكُونَ شُجْرًا وَلَا يَعْقِلُونَ (پ: نمر: ۵۵)

سوال :- مَنْ دُونِ اللَّهِ بت تھے، ان کو پکارنا اور سفارشی بنانا بیشک شرک ہے لیکن اولیائے کرام وغیرہ کو پکارنا اور سفارشی بنانا کیونکر شرک ہے ؟

جواب :- پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مشرکین مکہ انہیں سفارشی مانتے تھے، وہ انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام اور ملائکہ تھے۔ اور ان کی صورتوں پر بت بنا کر ان کی عبادت کرتے تھے جیسا کہ تفسیر کے حوالہ جات نیز بخاری شریف وغیرہ کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ وہ سوا وغیرہ بزرگان دین میں سے تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أُمَّنَّا لَكُمُ (پ: الاعراف: ۳۴)

جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں۔

سوال :- اگر وقت انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو غائبانہ حاجات میں حاجت روا نہ سمجھا جائے بلکہ ان کو بعض وقت سفارشی سمجھ کر پکارا جائے اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے ؟

جواب :- مشرکین مکہ بھی اپنے معبودوں کو ہر وقت اور ہر کام میں نہیں پکارتے تھے بلکہ زیادہ کھن کاموں میں وہ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔

وہی ہے جو تمہیں جگمگل در دریا میں پھرتا ہے حتیٰ کہ جب تم کشتیوں میں ہو اور وہ اچھی ہوا

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ طَحَّتْ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ

سے لوگوں کو لے کر چلیں۔ اور وہ اس سے خوش ہو جائیں تو اچانک کشتیوں پر نذر ہو آگئی اور ان پر ہر جگہ سے موج اٹھی اور انہوں نے جان لیا کہ وہ اس سے گھرے گئے ہیں تو پکارتے ہیں اللہ کو اسی کے لئے پکارنا کرتے ہوئے اگر تو نے پہلے اس سے بچ لیا تو ہم شکر گزار ہوں گے پھر جب اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا تو وہ اسی وقت زمین میں ناخن شراوت (شُرک) کھینچ کر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب اللہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو وہ مشرک شروع کر دیتے ہیں۔

جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کو ہی پکارتے ہیں پھر جب انہیں اپنے ہاں سے رحمت چکھادی تو ایک فرقہ اپنے رب کے ساتھ مشرک کرنا شروع کر دیتا ہے۔

جب انہیں بادلوں کی طرح موج ڈھانپ لے تو پکار کر صرف اسی کیلئے خاص کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں پھر جب انہیں خشکی کی طرف نجات دیدیتا ہے تو بعض ان میں سے میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ اور ہماری قدر تول کا انکار صرف بعد ازاں ہی کرتے ہیں۔

پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔ پھر جب تم سے سختی دور کر دیتا ہے تو اس وقت تم میں سے ایک گروہ اپنے رب سے مشرک شروع کر دیتا ہے۔

فرما دیجئے کہ تمہیں جنگل اور سمندر کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے جسے تم عاجزی اور پست بندی میں پکارتے ہو۔ اگر ہمیں اس سے نجات دے تو ہم ضرور شکر گزار ہو جائیں گے۔ فرما دیجئے کہ اللہ ہی تمہیں ان ظلمات اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے۔ پھر بھی تم مشرک کرتے ہو۔

جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے۔ پھر جب اسے اپنے ہاں سے نعمتیں دے دیتا ہے تو اسے بھول جاتا ہے جسے پہلے پکار رہا تھا۔ اور اللہ کے مشرک بناتا ہے تاکہ اس کی راہ سے بہکائے۔

تنبیہ:- ان آیات سے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی ان مصائب کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور مصائب کے دور ہو جانے کے بعد اپنے معبودوں کو پکارنا شروع کر دیتے تھے لیکن پھر بھی اسلامی رو سے مشرک تھے۔ اور آج کل کے مشرک تو ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ ایسے مصائب کے وقت بھی اپنے ہی معبودوں کو پکالتے ہیں چنانچہ کوئی کہتا ہے:-

بگردابِ بلا افتاد کشتی مَرَدِ کن یا معین الدین چشتی

اور کوئی کہتا ہے:- ”بہاؤ الحق بیٹرا دھک“ (معاذ اللہ)

لفظ الہ کی تحقیق

الہ بمعنی معبود ہے اور وہ عبادت سے مشق ہے۔ لفظ عبادت کے معنی کی تحقیق آگے آئیگی۔ قرآن مجید میں عبادت کی زیادہ تر چار قسمیں آئی ہیں (۱) غائبانہ حاجات میں پکارنا (۲) نذر و نیاز دینا (۳) سجدہ کرنا (۴) طواف کرنا۔

اگر غائبانہ حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارا گیا اور اس سے ڈر کر یا اس سے امید رکھ کر اس کے سامنے سجدہ کیا گیا اور اس کے نام کی نذر و نیاز دی گئی اور اس کے گھر (بیت اللہ) کا طواف کیا گیا تو یہ سب کچھ اللہ کی عبادت ہوگی۔ اور اگر یہ مورخیر اللہ کے لئے کئے گئے مثلاً کسی پیسہ کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ یا اس سے ڈر کر یا امید رکھ کر اس کی قبر کے سامنے سجدہ کیا گیا۔ اس کے نام کی نذر و نیاز دی گئی یا اس کی قبر کا طواف کیا گیا تو یہ اس پیسہ کی عبادت ہوگی۔ ان تمام اقسام کو مکافعت سمجھنے کے لئے عبادت کے معنی سمجھنے ضروری ہیں۔

بِرَّيْهِ طَيْبَةً وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهُمْ رِيْجٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوْا اَنْهُمْ اُحْيطَ بِهِمْ دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اُنْجَيْنَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّا اَنْجَيْنَاهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ عَنْ بَٰعِيْرِ الْحَقِّ ط (پ: یونس: ۳۷)

فَاِذَا دُرِّكُوا فِي الْفُلِ دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا اَنْجَيْنَاهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يَنْتَرِكُوْنَ ۝ (پ: عنکبوت: ۷۷)

وَإِذَا مَسَّ النَّاسُ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا اَذْاَقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ (پ: روم: ۳۷)

وَإِذَا غَشِيَهمْ مَّوْجٌ كَالظُّلُمِ اللَّيْلِ دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيٰتِنَا اِلَّا كَلَّ خِتَارًا يَكْفُرُوْنَ ۝ (پ: لقمان: ۳۷)

ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْعَرُوْنَ ۚ ثُمَّ اِذَا كُشِفَ الضُّرُّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ (پ: نحل: ۷۷)

قُلْ مَنْ يُخَفِّئِكُمْ مِّنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَرَوْنَّ نَصْرًا عَآءُ خَفِيَةً ۚ لَئِنْ اُنْجَيْنَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلْ اللّٰهُ يُخَفِّئُكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ دَرَبٍ نُّعَمِّدُكُمْ ثُمَّ اِنَّمَا تُشْرِكُوْنَ ۝ (پ: الانعام: ۸۷)

وَإِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اُنْدَادًا اِلٰهِيْنَ سِوٰىهِ ط (پ: زمر: ۲۱)

لفظ عبادت کی تشریح

مفسرین نے عبادت کا معنی غایتہ الخشوع والخضوع کیا ہے۔ اور جنس نے غایتہ التظیم کیا ہے۔ اگرچہ معنی صحیح ہے مگر تشریح کا محتاج ہے کیونکہ یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ کونسا درجہ ہے جس میں غایتہ الخشوع پایا جاتا ہے۔ والدین اور اساتذہ کے لئے بھی عاجزی کرنی پڑتی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں لفظ عبادت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عبادت بندگی کا نام ہے یعنی بندہ ہونا یا یہی ذات کے لئے ہو سکتا ہے جس کی طرف بندہ ہر وقت ہر چیز میں محتاج ہو اور اس کے سامنے ذلیل ہو۔ عبادت کا بہترین معنی علامہ ابن قیم نے مدارج السالکین صفحہ ۴۸ جلد اول سطر ۲۸ میں لکھا ہے "العبادة عبادة عن الاعتقاد والشعور بان للمعبود سلطة غيبية (ای فی العلم والتصرف) فوق الاسباب یفقد دیرھا علی النفع والضر فکل دعا ونداء وثنا و تعظیم ینشأ من هذا الاعتقاد فہی عبادۃ۔"

اگر یہ اعتقاد خدائے کے حق میں ہو کہ ہمارے حالات جاننے اور ان میں منصرف ہونے میں اللہ جل شانہ کا مافوق الاسباب غیبی قبضہ ہے اور اسی اعتقاد کے ماتحت اللہ کریم کو پکارا جائے یا کوئی صفت و ثناء کی جائے، کوئی نذر و نیاز دی جائے یا کسی اور فعل سے تعظیم کی جائے تو یہ سب اللہ کی عبادت اور موجب ثواب ہوگی۔ لہذا اس اعتقاد کے ماتحت مسجد کو آنا، وضو کرنا، دوزانو بیٹھنا وغیرہ سب فعال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہوں گے۔ اور اگر معاذ اللہ اعتقاد کسی پیرو پیغمبر کے متعلق ہو اور اسی اعتقاد کے ماتحت اس پیرو پیغمبر کی طرف کی جائے۔ وہاں جاکر دوزانو بیٹھے۔ اس پر کپڑا ڈالے۔ وہاں کچھ شیرینی تقسیم کرے۔ اس کی قبر کو بوسے۔ یا گھر ہی میں بیٹھ کر اس کے نام پر صدقہ و خیرات دے۔ اور اسی عقیدہ کے ماتحت زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسے۔ یا اس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔ اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف پڑھے۔ یا اور اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو ان کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز اس پر لعنت کرینگے کما فی الحدیث :-

رُبَّ تَالِي الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ وَرُبَّ مُصَلٍّ وَالصَّلَاةُ تَلْعَنُهُ
رُبَّ صَائِمٍ وَالصَّيَامُ تَلْعَنُهُ۔

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَوْ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ (پ: توبہ: ۳۷)

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ فِي
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝

(پ: کہف: ۱۷)

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى الْكُفْرِ
بِالْكَفَرِ أَوْ لِيُكَلِّمَهُمْ وَلَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ الْكَفَرِ هُمْ خَلِيدُونَ ۝

(پ: توبہ: ۳۷)

وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى
نُورٍ وَكَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَعْلَمَتْ لَهُمْ سَبِيلَهُمْ وَكَفَّرَ عَنْهُمْ
سَيِّئَاتِهِمْ وَكَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ

الضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝ (پ: البراءہ: ۳۷)

اگر اسی عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مرگیا، اس کے لئے صدقات و خیرات کئے جائیں، دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے لئے نہ دعا مانگنی چاہیے نہ خیرات و صدقات دینا چاہیے اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ وَالْكَافِرِينَ أَنْ يُسْتَغْفَرُوا وَاللَّهُ شَرِيفٌ وَكَوْنُ
كَافِرًا أَوْ كَافِرًا مِنْ بَعْدِ مَا نَبَّيْنَاهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝

(پ: توبہ: ۸۷)

حضرت نبی علیہ السلام کے چچائے مرنے پر آپ نے اس کی بخشش کے لئے دعا مانگی تو آیت مذکورہ اتری تھی۔

وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِمْ إِنَّهُمْ
كَفَرُوا بِاللَّهِ وَكَفَرُوا بِرُسُلِهِمْ وَكَفَرُوا بِرُسُلِهِمْ وَكَفَرُوا بِرُسُلِهِمْ

(پ: توبہ: ۱۱۷)

اور ان میں سے کسی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھیے اور اس کی قبر پر بھی ہرگز نہ کھڑے
ہوں، وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہونے اور نافرمان مرنے۔

جب مشرک اپنے شرک میں پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اعمال مشرکانہ اچھے معلوم ہوتے ہیں اور اس کو ان اعمال مشرکانہ میں سرور و لذت محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا :-
بھلا ایک شخص جسے اپنے کام کی برائی اچھائی نظر آئے اللہ جسے چاہتا ہے بھٹکانا ہے

أَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَنَظَرَ نَظْرًا فَنُفِخَ فِي صُفْحَةٍ مِمَّنْ

وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (پ: فاطر: ۲)

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ
وَأَنَّهُمْ كَيْدٌ وَمَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ
(پ: زمر: ۴۷)

وَقَبَضْنَا لَهُمْ قُرْآنًا فَذَرَوْهُ لَمَّا بَيَّنَّ آيَاتِهِمْ وَمَا خَلَفَهُمْ
وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أَمْرٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْغَنِيِّ
الْأَنْسِ (۱) أَنَّهُمْ كَانُوا خَيْرَ رِجَالٍ (پ: حم: السجده: ۴۱)

لَا تَتَّبِعُوا الْاِتِّخَاذُ وَالشَّيْطَانِ أَوْلِيَآءَ مَنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ
أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ (پ: الاعراف: ۳۷)

اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جب مشرک لوگ توحید کو قبول نہیں کرتے تو ان کو مصائب میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مسئلہ توحید تسلیم نہ کریں اور شک کو نہ چھوڑیں تو ان پر اندراج کے طور پر نبوی رزق اور عیش و عشرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور مشرکین پر خیال کرتے ہیں کہ ان پر خدا کا بڑا فضل و کرم ہے اور ہم اس کے بڑے مقرب بن چکے ہیں۔
وَلَقَدْ آدَسْنَا لَآلِي أُمِّمِمْ مِنْ قَبْلِكَ فَآخَذْنَا مِنْهُمُ بِالْبِأْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا ظَالِمِينَ
لَعَلَّهُمْ يَنْصَرُّونَ ۝ فَكَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِأَسْوَاقٍ لَظْمًا فَخَرُّوا
وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ فَحَتَّى
إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ۝

(پ: الانعام: ۵۷)

اگر کوئی فعل تعظیم اس مشرک کا عقیدے سے پیدا نہ ہو مثلاً استاد، پیر اور والدین کے سامنے دولاؤ بیٹھنا، ان کی خدمت میں تحائف لے جانا سب جائز ہے۔ ان کے مرنے کے بعد دعا و صدقات و خیرات کرنا سب فیعال مسنونہ ہیں لیکن چند افعال امت محمدیہ میں بالکل حرام ہیں خواہ وہ اس عقیدہ شریک سے پیدا ہوں یا نہ۔ جیسا کہ حلف بغیر اللہ، سجدہ بغیر اللہ، کسی ذی روح چیز کی صورت بنانا۔ اس قسم کی اور چیزیں بھی حرام ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزیہ میں لکھا ہے کہ سجدہ تعظیم اور سجدہ عبادت میں فارق صرف نیت ہے یعنی اگر عقیدہ مشرکانہ کے ماتحت غیر اللہ کو سجدہ کر رہا ہے تو وہ سجدہ عبادت ہوگا اگر وہ اسے سجدہ تعظیم کہے اور اگر وہ اس عقیدہ مشرکانہ کے ماتحت نہیں کر رہا تو غیر اللہ کے لئے وہ سجدہ تعظیم ہوگا مگر شریعت محمدیہ میں اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔
علامہ ابن قیم کی عبارت کی تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو، ٹیلیو، ٹا برقی، وائرس وغیرہ سے خبروں کا جان لینا شرک نہیں۔ کیونکہ یہ سب سبب کے ماتحت ہیں، مافوق الاسباب نہیں۔ قرآن مجید میں جس قدر علم غیب، تصرف فی الامور اور بکار پر بحث کی گئی ہے وہ مافوق الاسباب پر مبنی ہے جو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ نیز تعریف سے بھی ثابت ہوا کہ جو بکار غیر اللہ کیلئے شرک ہے وہ غائبانہ حاجات میں ہے۔ مطلقاً بکار شرک نہیں۔ اور مطلقاً غیر اللہ سے امداد طلب کرنا بھی شرک نہیں۔ مثلاً اس کو بکار ارجائے جو سر رہا ہو، تو اس کو بلانا اور بکارنا شرک نہیں۔ جیسا کہ:-

وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَجِكُمْ (آل عمران)

اور رسول نہیں پیچھے سے بکار رہا تھا۔

اسی طرح غیر اللہ اگر زندہ موجود ہو تو اس سے امداد و ماتحت الاسباب مانگنا جائز ہے۔ جیسا کہ قَدْ اُنْصَادَى إِلَى اللَّهِ اور اَعِيْنُونِي يَقُوْتِ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم جس بکار اور استمداد کو غیر اللہ سے شرک قرار دیتا ہے وہ غائبانہ اور مافوق الاسباب ہے۔ نیک پیروں اور ملائکہ اور انبیائے کرام سے متعلق آیات اس پر شاہد اور دال ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ اگر یہ تمام افعال مذکورہ خالق تعالیٰ کے لئے کئے جائیں تو اللہ جل شانہ کی عبادت میں داخل ہیں اور اگر اسی عقیدہ کے ماتحت کسی پیر و فقیہ کے لئے یہ افعال مذکورہ کئے جائیں تو اس پیر و فقیہ کی عبادت ہوگی اور یہ سب شرک ہوگا۔

قرآن کریم میں زیادہ تر عبادت کے دو فرد بیان کئے گئے ہیں (۱) بکار۔ (۲) نذر و نیاز یعنی قرآن مجید میں یہ بنایا جائے کہ غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں بکارنا شرک ہے اور غیر اللہ کے نام پر کسی چیز کی نذر و نیاز دینا بھی شرک ہے۔ یہ دونوں شرک اس بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ غیر اللہ کو عالم الغیب و متصرف فی الامور سمجھا جائے۔ اسی لئے قرآن کریم میں غیر اللہ سے عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہونے کی نفی اکثراً صراحت کی گئی ہے اس لحاظ سے عام طور پر شرک کی چار قسمیں بیان ہوں گی (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعاء اور (۴) شرک فعلی یعنی نذر و نیاز۔

عبادت کا بڑا جزو غائبانہ حاجات میں بکارنا تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں اس کو زیادہ بیان کیا گیا ہے۔

سوال: تفسیروں میں یَدْعُونَ اور یَدْعُونَ وغیرہ کے تحت یَعْبُدُونَ وغیرہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو بکارنا منع نہیں بلکہ ان کی عبادت کرنا منع ہے۔

جواب: دعا کا معنی تمام اہل لغت نے خواندن اور نذر کرنا لکھا ہے۔ کسی بھی اہل لغت نے دعا کے معنی عبادت نہیں لکھے اور مفسرین نے تَدْعُونَ وغیرہ کی جگہ یَدْعُونَ لکھا ہے وہ معنی نہیں بلکہ حاصل معنی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے "مفسرین حاصل معنی بطریق اہم بیان می کنند مردمان ناواقف گمان می کنند کہ لفظ معنی کرنا اند

اور جسے چاہتا ہے، راہ دکھاتا ہے۔

اور جو خدا کی توحید سے آنکھیں چرائے تو ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور وہ انہیں درست راہ سے روکنا رہتا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ صحیح راہ پر ہیں۔

اور ہم نے ان کے ساتھ رہنے والے مقرر کر دیے پس انہوں نے ان کے سامنے مزین کردیا ان اعمال کو جو آگے تھے اور جو ان کے پیچھے تھے اور ان پر عذاب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے جو ان سے پہلے جن اور انسان گذر چکے ہیں بیشک وہ نریاں کا رہتے۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا شیطانوں کو دوست بنالیا اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جب مشرک لوگ توحید کو قبول نہیں کرتے تو ان کو مصائب میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مسئلہ توحید تسلیم نہ کریں اور شک کو نہ چھوڑیں تو ان پر اندراج کے طور پر نبوی رزق اور عیش و عشرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور مشرکین پر خیال کرتے ہیں کہ ان پر خدا کا بڑا فضل و کرم ہے اور ہم اس کے بڑے مقرب بن چکے ہیں۔
آپ سے پہلے بھی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ پس ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑ لیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے زاری کی کہ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کے اعمال مشرکانہ شیطان نے انہیں خوبصورت کر دکھائے پھر جب کی ہوئی نصیحت کو وہ بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ جب دی ہوئی چیز سے وہ خوش ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وہ ناامید رہ گئے۔

اگر کوئی فعل تعظیم اس مشرک کا عقیدے سے پیدا نہ ہو مثلاً استاد، پیر اور والدین کے سامنے دولاؤ بیٹھنا، ان کی خدمت میں تحائف لے جانا سب جائز ہے۔ ان کے مرنے کے بعد دعا و صدقات و خیرات کرنا سب فیعال مسنونہ ہیں لیکن چند افعال امت محمدیہ میں بالکل حرام ہیں خواہ وہ اس عقیدہ شریک سے پیدا ہوں یا نہ۔ جیسا کہ حلف بغیر اللہ، سجدہ بغیر اللہ، کسی ذی روح چیز کی صورت بنانا۔ اس قسم کی اور چیزیں بھی حرام ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزیہ میں لکھا ہے کہ سجدہ تعظیم اور سجدہ عبادت میں فارق صرف نیت ہے یعنی اگر عقیدہ مشرکانہ کے ماتحت غیر اللہ کو سجدہ کر رہا ہے تو وہ سجدہ عبادت ہوگا اگر وہ اسے سجدہ تعظیم کہے اور اگر وہ اس عقیدہ مشرکانہ کے ماتحت نہیں کر رہا تو غیر اللہ کے لئے وہ سجدہ تعظیم ہوگا مگر شریعت محمدیہ میں اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔
علامہ ابن قیم کی عبارت کی تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو، ٹیلیو، ٹا برقی، وائرس وغیرہ سے خبروں کا جان لینا شرک نہیں۔ کیونکہ یہ سب سبب کے ماتحت ہیں، مافوق الاسباب نہیں۔ قرآن مجید میں جس قدر علم غیب، تصرف فی الامور اور بکار پر بحث کی گئی ہے وہ مافوق الاسباب پر مبنی ہے جو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ نیز تعریف سے بھی ثابت ہوا کہ جو بکار غیر اللہ کیلئے شرک ہے وہ غائبانہ حاجات میں ہے۔ مطلقاً بکار شرک نہیں۔ اور مطلقاً غیر اللہ سے امداد طلب کرنا بھی شرک نہیں۔ مثلاً اس کو بکار ارجائے جو سر رہا ہو، تو اس کو بلانا اور بکارنا شرک نہیں۔ جیسا کہ:-

وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَجِكُمْ (آل عمران)

اور رسول نہیں پیچھے سے بکار رہا تھا۔

اسی طرح غیر اللہ اگر زندہ موجود ہو تو اس سے امداد و ماتحت الاسباب مانگنا جائز ہے۔ جیسا کہ قَدْ اُنْصَادَى إِلَى اللَّهِ اور اَعِيْنُونِي يَقُوْتِ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم جس بکار اور استمداد کو غیر اللہ سے شرک قرار دیتا ہے وہ غائبانہ اور مافوق الاسباب ہے۔ نیک پیروں اور ملائکہ اور انبیائے کرام سے متعلق آیات اس پر شاہد اور دال ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ اگر یہ تمام افعال مذکورہ خالق تعالیٰ کے لئے کئے جائیں تو اللہ جل شانہ کی عبادت میں داخل ہیں اور اگر اسی عقیدہ کے ماتحت کسی پیر و فقیہ کے لئے یہ افعال مذکورہ کئے جائیں تو اس پیر و فقیہ کی عبادت ہوگی اور یہ سب شرک ہوگا۔

قرآن کریم میں زیادہ تر عبادت کے دو فرد بیان کئے گئے ہیں (۱) بکار۔ (۲) نذر و نیاز یعنی قرآن مجید میں یہ بنایا جائے کہ غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں بکارنا شرک ہے اور غیر اللہ کے نام پر کسی چیز کی نذر و نیاز دینا بھی شرک ہے۔ یہ دونوں شرک اس بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ غیر اللہ کو عالم الغیب و متصرف فی الامور سمجھا جائے۔ اسی لئے قرآن کریم میں غیر اللہ سے عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہونے کی نفی اکثراً صراحت کی گئی ہے اس لحاظ سے عام طور پر شرک کی چار قسمیں بیان ہوں گی (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعاء اور (۴) شرک فعلی یعنی نذر و نیاز۔

عبادت کا بڑا جزو غائبانہ حاجات میں بکارنا تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں اس کو زیادہ بیان کیا گیا ہے۔

سوال: تفسیروں میں یَدْعُونَ اور یَدْعُونَ وغیرہ کے تحت یَعْبُدُونَ وغیرہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو بکارنا منع نہیں بلکہ ان کی عبادت کرنا منع ہے۔

جواب: دعا کا معنی تمام اہل لغت نے خواندن اور نذر کرنا لکھا ہے۔ کسی بھی اہل لغت نے دعا کے معنی عبادت نہیں لکھے اور مفسرین نے تَدْعُونَ وغیرہ کی جگہ یَدْعُونَ لکھا ہے وہ معنی نہیں بلکہ حاصل معنی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے "مفسرین حاصل معنی بطریق اہم بیان می کنند مردمان ناواقف گمان می کنند کہ لفظ معنی کرنا اند

شُرک فی التصرف یعنی کسی پر فقیر یا پیغمبر علیہ السلام کے لئے یہ ثابت کرنا کہ اس کو غالباً نہ مافوق الاسباب نفع و ضرر دینے کی طاقت ہے۔ یہ شرک فی التصرف ہے۔

تنبیہ: شرک فی التصرف تبہ ہوگا کسی غیر اللہ کو غالباً نہ مافوق الاسباب نفع و ضرر سمجھا جائے اور اگر غالباً نہ ہو تو ایک دوسرے سے امداد مانگنا منع نہیں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ مَنْ أَنْصَارِي كَأَنَّ اللَّهَ قَالَ أَلْحَوْا دِيُونِي لِحَقِّ أَنْصَارِ اللَّهِ مَعْلُومٌ ہوا کہ قرآن مجید میں جو غیر اللہ سے نفی ملک اور نفی تصرف فی الامور کی گئی ہے وہ سب غالباً نہ مافوق الاسباب ہے۔ اس کے لئے کچھ شواہد گزر چکے ہیں۔ اور مفصل بحث آگے آگے کی گئی۔

سوال: جب غیر اللہ کو عالم الغیب بالعرض اور متصرف فی الامور باعطائے الہی مانا بھی کفر اور شرک ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ بعض مختبر کتابوں میں استقلال وغیرہ الفاظ کی قید لگی ہوئی ہے۔ جیسا کہ نووی (شرح مسلم) اور فتاویٰ رشیدیہ جداول و دوم کے اول اور اوراق میں لکھا ہے۔

جواب: جن کتابوں میں بالاستقلال یا بالذات کی قیدیں آئی ہیں ان سے مراد یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے پیروں، فقیروں اور پیغمبروں کو طاقت دے دی ہے کہ جس وقت چاہیں جان لیں یا جس کو چاہیں نفع و نقصان پہنچا دیں۔ اس معنی کے بموجب اللہ سے طاقت حاصل کرنے میں بالعرض ہیں۔ پھر اس طاقت کو استعمال کرنے میں مستقل ہیں بالذات کا یہ معنی بالعرض سے بحث ہو سکتا ہے۔ اور یہی معنی غیر اللہ کے لئے مانا کفر اور شرک ہے۔ نصاریٰ نے یہی سمجھا تھا کہ عیسیٰ اور مریم کو اللہ جل شانہ کی طرف سے اختیارات دے گئے ہیں یہودیوں کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ کریم نے عزیز علیہ السلام کو اختیارات دے رکھے ہیں۔ مشرکین مکہ کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ، حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام وغیرہم کو اختیارات دیئے ہیں اور اسی معنی کی نفی کے لئے جو غیر اللہ کے لئے ماننا صریح شرک ہے، قرآن کریم آیا۔ پس جن کتابوں میں بالاستقلال کی نفی آئی ہے اس سے یہی مراد ہے۔

اس جمل کے مشرک مولوی اور پیر بالذات اور بالعرض کا معنی یہ کرتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام خود بخود بلا واسطہ مستقلاً عالم الغیب و متصرف فی الامور بالذات نہیں اور بلا واسطہ خدا عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہیں۔ یعنی بالذات اور بالعرض کا نہ قرآن مجید سے نہ کسی معتبر تفسیر سے اور نہ ہی کسی فقیہ کی کتاب سے ملتا ہے بلکہ امام رازی نے لکھا ہے جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے کہ اس قسم کے عقیدہ کا انسان آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔

نیز اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعطائے الہی سب کچھ جانتے تو لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ لَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وغیرہ کہہ کر اللہ اور اس کا پیغمبر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

اگر اس معنی بالعرض کی وجہ سے عالم الغیب و متصرف فی الامور کہہ سکتے ہیں تو لازم آتا ہے کہ دَبُّ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ اور خالق وغیرہ کا اطلاق بھی کیا جاسکے نیز بالذات کا معنی تو کسی ممکن الوجود کے اندر ہونا بھی محال ہے وہ تو پہلے ہی سے منفی ہے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید میں بے فائدہ اور بے معنی نفی کی گئی ہے۔

حضرت پیر صاحب بغداد والے کا فتویٰ

جو شخص کسی نبی یا ولی، فرشتہ اور جن یا کسی پیرو فقیر کو کار ساز اور غیب دان جانتا ہے ان کو مصیبتوں میں پکارتا ہے۔ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ہماری تمام پکاروں کو سنتے جاتے ہیں اور ہمارے کام کر دیتے ہیں اس کے متعلق حضرت پیر صاحب بغدادی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ کافر و شرک ہے اس کا کوئی نکاح نہیں ہے اور فرماتے ہیں کہ جس کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ بھی ہر بات سنتے جاتے ہیں، وہ بھی کافر ہے۔ مَنْ يَعْتَقِدُ أَنَّ هَكَذَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَهُوَ كَافِرٌ لَا تَعْلَمُ الْغَيْبَ صِفَةٌ تُخَفِّضُهُ بِأَلَدِهِ سُبْحَانَكَ (مرآة الحقیقۃ ص ۱۷۱ مطبوعہ مصر)

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۱ میں ہے کہ غیر اللہ کو درستی نہ دینا اور یہ سمجھنا کہ جن کو پکارنا ہوں وہ سن رہے ہیں تو اس سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ ہاں جس جگہ متصور سنا نا نہیں ہونا اور نہ یہ عقیدہ ہوتا ہے وہاں شرک نہیں ہوتا۔

سوال: مندرجہ بالا فتویٰ اور مسئلہ کس کس کتاب میں ہے؟

جواب: بحوالہ اوراق ص ۱۱۱ جلد پنجم مطبوعہ مصر۔ یعنی شرح بخاری جلد یازدہم ص ۱۱۱ فتح الباری مطبوعہ مصر ص ۳ جداول ص ۱۱۱ و جلد ۳۹۵ و جلد ۱۳۱ مسامحہ ص ۹ مطبوعہ انصاری دہلی۔ فتاویٰ مولوی عبدالحی جلد دوم ص ۲۹۔ خلاصۃ الفتاویٰ جلد چہارم ص ۲۵۵۔ فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ نو لکھنؤ ص ۱۱۱ قاضی خان جلد چہارم ص ۱۶۵ مطبوعہ مصطفیٰ فی۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۳۱۔ تفسیر خازن فی آخر سورہ لقمان ص ۱۴۴۔ رد المحتار جلد ۳ ص ۳۱۱ جلد ۳ ص ۲۹ تجنیس صاحب اہدایہ کذا فی فصول العبادۃ ص ۱۱۱ فی مختار الفتاویٰ۔

لَوْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِشَهَادَةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ لَا يَتَعَقَّدُ النِّكَاحَ وَيَكْفُرُ بِإِعْتِقَادِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ جوابہ الاخلاط میں ہے اِنْ وَهَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ يَكْفُرُ فَمَا ظَنُّكَ بِغَيْرِهِ۔ فتح العزيز ص ۱۳۱۔ فتاویٰ بنارہ ص ۲۲۵۔ فتاویٰ مولانا عبدالحی جداول ص ۳ و ۵ و در جلد دوم ص ۱۱۱۔ ان سب کتابوں میں ایسے اعتقاد والے کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہر سہ امام اس پر متفق ہیں۔ قرآن مجید کی پچاس سورتوں میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اور ایک ہزار احادیث تو صرف بخاری شریف میں اس پر شاہد ہیں کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے شرک ہے۔

مولانا اشرف علی علیہ الرحمۃ نے تعلیم الدین ص ۱۱۱ اور ہشتی زیور ص ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے، شرک ہے حضرت پیر صاحب کی غنیۃ الطالبین ص ۶۶۔ فتاویٰ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تہذیب تقریب ص ۱۱۱۔ مکتوبات امام ربانی جداول مکتوب صد و ہفتم۔ مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم رح جلد سوم مکتوب لازہم ملفوظات حاجی دوست محمد صاحب قندھاری موسیٰ زئی شریف والے اور ارشاد الطالبین قاضی شہناز اللہ میں ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی و یا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام میں گویند، مشرک و کفر است۔

(نوٹ) ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ کوکب الیمانی علی اولاد الزوائی۔ کوکب الیمانی علی الجحلاں والخراطین تو بیخبر المراد لمن تحب فی الاستمداد۔ کالا کافران سب کتابوں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد و الے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ اور ان کا کوئی شکار نہیں۔

غائبانہ حاجات میں کسی پیر و فقیر یا پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا۔ اور برہنہ پیر کے شرک فی الدعار زمانے میں ہوتا رہا جس کی پوری تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

شرک فعلی

اس کے سمجھنے کے چار عنوان ہیں۔ ان میں سے دو عنوان شرک سے متعلق ہیں۔ اور دو توحید سے۔

(۱) تحریکات اللہ۔ (۲) تحریکات غیر اللہ۔ (۳) اللہ کی نیازیں۔ اور (۴) غیر اللہ کی نیازیں۔ تحریکات اللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض حلال اور طیب چیزوں کو خاص وقت اور خاص مقام میں حرام قرار دیا ہے، ان چیزوں سے تعرض نہ کیا جائے اور ان کو اپنے استعمال میں نہ لایا جائے۔ جیسا کہ بیت اللہ کے گرد اگر حرام میں لکڑی اور گھاس کاٹنا اور شکار کھیلنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ یہ مسئلہ سورہ مائدہ میں دیگر سورتوں کی بہ نسبت زیادہ آیا ہے۔ ان کی حرمت کی ایک اجمالی دلیل سورہ مائدہ کی ابتدا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے بیان کی گئی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم دے سکتا ہے۔ اور تفصیلی دلیل سورہ مائدہ میں دو جگہ بیان کی گئی ہے۔ پہلا مقام وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو اس لئے حرام کیا ہے تاکہ ظاہر کر دے کہ اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب سمجھ کر اس سے کون ڈرتا ہے۔ پھر آگے جا کر فرمایا وَلَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

یعنی تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہ ہر چیز کو جاننے والے ہیں اور قادر بھی ہیں۔ اور اگر تم نے خلاف ورزی کی تو سخت عذاب دینے والے ہیں۔ یہ قسم شرک نہیں بلکہ یہ توحید ہے۔ مقابلہ سمجھانے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

تحریکات غیر اللہ کا بیان

جس طرح اللہ تعالیٰ نے بعض حلال طیب چیزوں کو بعض خاص مقامات مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر حرام کر دیا ہے۔ اسی طرح مشرک لوگ اس کے بالمقابل مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر سے درخت اور گھاس کاٹنا اور شکار کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ بعینہ اسی علت کے ماتحت جو تحریکات اللہ میں بیان کی گئی ہے یعنی غیب ان نافع و ضار خیر و شر کے ان مرے ہوئے بزرگوں کو غیب دان نافع و ضار خیال کر کے یہ کام یعنی درخت وغیرہ نہ کاٹنا، اور کاٹنے والے کو برا جاننا تحریکات غیر اللہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان خود ساختہ تحریکوں کو توڑ دو۔ اور انہیں حرام نہ سمجھو۔ اسی طرح سے مشرک لوگ جانوروں کو مرے ہوئے بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ جانور اب ہمارے معبودوں کا ہو چکا ہے۔ اس پر سامان لانا یا اسے ذبح کر کے کھانا ہمارے لئے حرام ہے۔ اگر ان تحریکوں کو ہم توڑ دیں گے تو وہ بزرگ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آجکل ہندو لوگ سانڈ چھوڑ دیتے ہیں ویسا ہی مشرکین مکہ نے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ بنائے تھے۔ آجکل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ان کے کھیتوں میں آ کر چرس تب بھی نہیں روکتے۔ اسی طرح بعض ماکولات (طعام) اس قسم کے بتوتے ہیں جن کو عورتیں کھا سکتی ہیں، مرد نہیں کھا سکتے۔ جیسا کہ آجکل کے مشرک لوگ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا گوند اچکاتے ہیں اور بی بی فاطمہ کی صحنک اس سے مردوں کو کھانا جائز نہیں سمجھتے۔ یا بعض قبائل والے یہ سمجھتے ہیں کہ سبز کھڑا یا سرخ کھڑا استعمال نہیں کرتے۔ اسی طرح پر پورے ہال رکھنا ناجائز سمجھتے ہیں کہ یہ کام کریں گے تو فوراً امر جائیں گے یہ سب تحریکات غیر اللہ ہیں جنہیں قرآن مجید میں مختلف عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

عنوان ۱۔

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ یعنی جو جانور تم نے اپنے بزرگوں کے لئے اپنے اوپر حرام کر رکھے ہیں وہ تمہارے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے جب تم ایمان لا چکے ہو تو ان کو حلال سمجھو۔ وہ سب تمہارے لئے حلال ہیں۔

عنوان ۲۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرَّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ (پک: مائدہ: ۱۳۴)

اے ایماندارو! اللہ کی حلال کردہ پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ سمجھو۔ اور نہ زیادتی کرو اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

طیبت مابین صاف بیانی ہے یعنی جو چیزیں اللہ جل شانہ نے تمہارے لئے حلال کیں، ان کو تم حرام نہ سمجھو۔

عنوان ۳۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ (حوالہ مذکورہ بالا)

اور جو اللہ نے تمہیں حلال پاک رزق دیا ہے اسے کھاؤ۔ اور اسی اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

اسے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اے ایمان والو! جو حلال پاک چیزیں ہم نے تمہیں رزق دیا ہے کھاؤ اور اللہ ہی کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

یعنی اگر تم نے تحریمات غیر اللہ کی عبادت ہو جائے گی اور ایسا تعبد دن کا مقصد پورا نہ ہوگا۔

تنبیہ :- جہاں تحریمات غیر اللہ کا بیان ہو وہاں آیات ذیل کا مضمون اکثر آتا ہے۔

جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے۔ اس کی پیروی کرو کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر باپ دادا کو پایا۔ خواہ ان کے باپ دادا نہ کسی چیز کو سمجھتے ہوں اور نہ راہ پاتے ہوں۔ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے اسے کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔

پانچویں اور چھٹے عنوان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتا ہے وہ مومن نہیں کیونکہ اس نے غیر اللہ کو معبود بنا لیا ہے۔

تمہیں کیا ہو گیا کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے، نہیں کھاتے۔

اور کہتے ہیں کہ یہ میویشی اور کعبیتی ممنوع ہے۔ اسے وہی کھائے جسے ہم اجازت دیں۔

اور کہتے ہیں جو جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ صرف ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں کے لئے حرام ہے۔ اور اگر وہ مردہ ہوں تو وہ سب اس میں شریک ہیں۔

اللہ نے جو انہیں رزق دیا اس کو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے انہوں نے حرام کر دیا پوچھے کیا اللہ نے دونوں نہ حرام کئے یا دونوں مادہ یا کہ وہ بچہ کہ اس پر دونوں مادہ کا بچہ دان مثل ہے۔

مشرک کہیں گے کہ اللہ جانتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے۔

اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام سمجھتے۔

میں ان کو حکم دوں گا پس وہ ضرور جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے۔

اس کے کان میں نشان ڈالتے۔

اور وہ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اسی پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے فحش سے یہاں مردانہ گطاوی کرنا ہے۔

پوچھے تو سہی کہ جو زینت اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی اور پاک رزق کس نے حرام کیا۔

اسے اولاد آدم مرہ نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

پوچھے کہ بھلا بتاؤ تو سہی اللہ نے تمہارے لئے روزی تارہی پس تم نے اس میں سے حلال اور حرام بٹھرائے۔

نہ جو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے

اللہ نے کوئی بحیرہ، سائبہ، وسیلہ اور عام نہیں بنایا۔

یہود اونٹ وغیرہ کی حرمت کا اعتقاد رکھتے تھے۔ نصاریٰ نے رہبانیت کی جو سے اپنے جوہر ابن اللہ یعنی متصرف کہتے تھے کہ لئے حرام سمجھا اور شرکین

عنوان ۱۱ یَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (پ: بقرہ: ۲۱۵)

عنوان ۱۲ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (حوالہ مذکورہ بالا)

یعنی اگر تم نے تحریمات غیر اللہ کو حلال نہ سمجھا تو یہ غیر اللہ کی عبادت ہو جائے گی اور ایسا تعبد دن کا مقصد پورا نہ ہوگا۔

تنبیہ :- جہاں تحریمات غیر اللہ کا بیان ہو وہاں آیات ذیل کا مضمون اکثر آتا ہے۔

عنوان ۱۳ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ (پ: بقرہ: ۲۰۷)

پانچویں اور چھٹے عنوان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتا ہے وہ مومن نہیں کیونکہ اس نے غیر اللہ کو معبود بنا لیا ہے۔

عنوان ۱۴ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ (ایضاً)

عنوان ۱۵ وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرَّمَ حَجَرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ

نَشَاءَ (پ: انعام: ۱۶۷)

عنوان ۱۶ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَذْوَانُهَا وَإِنْ يَكُنْ مِنْ مَيْتَةٍ فَهُمْ فِيهِ شَرَكَاءُ (حوالہ بالا)

عنوان ۱۷ وَحَرَّمَ مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ

عنوان ۱۸ قُلِ الَّذِينَ كَفَرُوا حَرَّمَ أَمْرًا لَّيْسَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ عَلَيْهِ

أَذْهَابُ النَّفْسَيْنِ (پ: انعام: ۱۶۸)

عنوان ۱۹ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا

وَلَا حَرَمْنَا مِنْ شَيْءٍ (حوالہ مذکورہ بالا - ۱۸)

عنوان ۲۰ وَلَا مَرْتَبَهُمْ فَلَيبَسْتَكُنْ أَذَانُ الْأَنْعَامِ (پ: نساء: ۱۸۷)

اس پر شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا ہے کہ کافروں کا دستور تھا کہ گناہ یا بکری کا بچہ بت کے نام کر دیا۔ اس کے کان میں نشان ڈالتے۔

عنوان ۲۱ وَإِذَا قَالُوا قَاتِلُوا أَجْدَدًا وَحَدًّا عَلَيْنَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا

بِهَا (پ: الاعراف: ۳۶)

عنوان ۲۲ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ

الْبَشَرِ (پ: الاعراف: ۳۷)

اس عنوان میں کہ پھر وغیرہ جنہیں لوگ اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں سب کا بیان آگیا۔

عنوان ۲۳ يٰبَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ (حوالہ مذکورہ بالا ۳۷)

عنوان ۲۴ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَتَىٰ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْنَاهُمْ حُرَّامًا

وَحَلَالًا (پ: یوسف: ۸۶)

عنوان ۲۵ وَلَا تَقُولُوا لِمَا أَصِفُكَ الْكُذْبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ

(پ: یوسف: ۸۷)

عنوان ۲۶ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ (پ: ہائدہ: ۱۳)

اس کی تفصیل حضرت شیخ رحمہ اللہ کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

قَدْ اِعْتَقَدَتِ الْيَهُودُ وَنَحْنُ عَلَيْنَا وَاعْتَقَدَتِ النَّصَارَىٰ نَحْنُ مَا حَرَّمَ مِنَ الرِّهْبَانِيَّةِ لِإِلَهِهِمُ الَّذِي سَمَوْهُ إِبْنًا مُتَصَرِّفًا عَقَدَ

الْمُشْرِكُونَ تَحْرِيمُ الْوَصِيَّةِ وَالسَّامِيَةِ وَالْحَامَةِ
يَدْعُوْنَكَ لِلطَّوْغِ اِغْيِبْ مَا تَرَى بَعْدَ ضَرْبِ مَعْدُوْدَةٍ
وَالْبَيْتِ مَا يَمْنَعُ دُرَّهَا لِلطَّوْغِ اِغْيِبْ وَالْوَصِيَّةَ مَا يَكْشِفُ
لِلطَّوْغِ اِغْيِبْ وَلَا يَحْمِلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ وَالْوَصِيَّةُ الَّتِي ذَكَرْتُ بَعْدَ اُخْرَى
بِنَاقَةِ بَكْرَتِكَ يَسْبِقُوْنَهَا لَطَوِ اِغْيِبْ هَذَا فَقَالَ اللهُ تَعَالَى رَحْمَةً عَلَيْهِمْ
بِهَذِهِ الْاَيَةِ -

نے وصیہ سائبہ اور عام کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھا پس عام وہ ہے جسے چند
اونٹنیوں کے حاملہ کرنے پر معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ بحیرہ وہ ہے جس کا
دودھ معبودوں کے لئے روکا جاتا تھا۔ سائبہ وہ ہے جسے اپنے معبودوں کے
نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس پر کوئی چیز نہیں لادتے تھے۔ وصیہ جس سے دو بچے
پیدا ہو چکے ہوں۔ اس کے بعد معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے
ان پر مذکورہ آیت کے لئے یہ آیت ارشاد فرمائی۔

ایسی تحریمات کا حکم یہ ہے کہ جو یہ تحریمیں کر رہے ہیں اس کے لئے تو یہ چیزیں حرام نہیں ہوتیں۔ اسے چاہیے کہ انہیں استعمال کرے۔ اگر حرام سمجھے گا تو مشرک ہو گا۔ اس کے سوا باقی لوگوں
کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ اس کی تحریم کو غلط سمجھیں لیکن اس چیز کو اس کی رضا مندی کے بغیر استعمال نہ کریں کیونکہ وہ چیز ابھی تک اس کی ملک سے نہیں نکلی اور جو چیزیں کسی ایک شخص کی ملک نہ
ہوں جیسا کہ قبرستان کے درخت اور گھاس کسی ایک شخص کی ملک نہیں بلکہ وہ عامۃ المسلمین کا وقف ہوتا ہے۔ اگر لوگ اس گھاس اور درخت کو اس عقیدہ مشرکانہ کی وجہ سے نہیں کاٹتے تو اسے
مذہبی طور پر کاٹنا چاہیے تاکہ لوگوں کے عقیدہ کی اصلاح ہو۔ اور اگر لوگوں نے ضروریاتِ مسجد کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے تو جائز ہے اور یہ عقیدہ مشرکانہ نہیں۔

نذر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نیازوں کا بیان

یہ شرک نہیں بلکہ یہ توحید ہے۔ مقابلہ یہ قسم ذکر کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص مصیبت وغیرہ میں یوں کہے کہ اگر یہ مصیبت مجھ سے دور ہو جائے تو میں اللہ کے نام پر فلاں چیز ڈنگا
تو وہ جانور یا کوئی چیز تو یہ اللہ کی نذر ہوگی۔ اس کا نام نیاز ہے جسے سنت بھی کہتے ہیں۔ پھر خواہ اس کا ثواب کسی کو بخشے یا اپنے لئے ہی رکھے۔ اسی طرح اگر فاضل مصیبت کے علاوہ اپنے اوپر یہ نہیں
یا ہر ہفتہ میں یہ لازم کر لیا ہے کہ میں اتنی چیز اللہ کے نام پر ڈینگا تاکہ اللہ کی رضا شامل حال ہے اور اللہ تعالیٰ مصائب سے محفوظ رکھے۔ یہ سورت بھی اللہ تعالیٰ کی نذر میں داخل ہوگی۔ اس میں
نذر دینے والے کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب ان ہے اور ارفاق الاسباب طاقت سے نافع و ضار بھی ہے۔ اگر میں نے اس نذر کے دینے میں مخالفت کی تو وہ مجھے نقصان دینے پر قدرت
رکھتا ہے۔ یہ نذر خواہ گھر پر ہے یا یوں نذر مان لے کہ میں بیت اللہ میں جا کر اس پر غلاف چڑھاؤں گا یا وصال جا کر اتنے کمرے ذبح کروں گا تو یہ سب اللہ کو ہم کی نذر میں داخل ہوگا۔ اس سلسلے کے لئے بھی
قرآن مجید میں مختلف عنوانات ہیں۔

ہر امت کے لئے ہم نے ایک مقام کو قربانی کی جگہ بنا دیا تاکہ جو کچھ انہیں اللہ نے مویشی ذبح
دیا ہے ان پر اللہ کا نام لیں۔

(اسے لفظ خالصتہ یعنی اللہ کے لئے نذر میں پوری کر دو (ان خالصن)

تاکہ وہ اللہ کے لئے جو انہیں مویشیوں میں سے ذبح دیا ہے۔ چند مقررہ دنوں
میں ان پر اللہ کا نام یاد کریں۔

اور بدن کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانی بنا دیا۔ (بدن سے مراد اونٹ اور
گائے وغیرہ ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ کی یادگاروں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ شہر حرام، ہری
اور قلا ندولے جانوروں کی۔

اللہ تعالیٰ نے بیت حرام، شہر حرام، ہدی اور پٹے والے جانوروں کو لوگوں
کے لئے قیام کا سبب بنایا۔

تعبیر :- قرآن مجید میں تحریمات اللہ اور نبی اللہ کا مسئلہ بہت کم بیان ہوتا ہے۔ جتنا لکھا جا چکا ہے قریباً اتنا ہی ہے اور تحریمات غیر اللہ اور نبی اللہ کا مسئلہ
قرآن مجید میں بکثرت آتا ہے اس لئے کہ اس میں شرک کی نفی کی جاتی ہے اور یہی دو قسم شرک کی ہیں۔

نذر غیر اللہ یعنی غیر اللہ کی نیازوں کا بیان

جس طرح اللہ تعالیٰ کی نذر میں دو صورتیں بیان ہو چکی ہیں، بعینہ وہی دو صورتیں خدا تعالیٰ کے سوا کسی پر وفقیہ اور پیغمبر کے لئے مانی جائیں تو وہ نذر و نیاز
غیر اللہ کہلائے گی۔ اس میں اس پر وفقیہ کو عالم الغیب اور متصرف فی الامور مافوق الاسباب ماننا پڑتا ہے۔ اس قسم کی نذر و نیاز دینا شرک ہے اس کا کھانا خنزیر کی طرح
حرام ہے خواہ ذبح کر کے وقت بسم اللہ آکڑ ہو یا نہ۔ پس آج کل اولیاء اللہ کی قبور پر جو عرس کئے جاتے ہیں اور ان عرسوں کے لئے لوگ پہلے ہی سے غلہ لائے
اور جانور وغیرہ پر کے نام پر لکھ دیتے ہیں پھر عرس کے روز قبر پر لے جاتے ہیں، یہ سب غیر اللہ کی نذر ہے۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ اسی طرح کسی دلی وغیرہ کی قبر پر غلاف تیل وغیرہ
اس عقیدہ کے ماتحت لے جاتے ہیں سب غیر اللہ کی نذر میں داخل ہے۔ اگر اس نذر دینے والے کا عقیدہ مشرکانہ ہے اور ظاہر زبان سے یہ کہتا ہے کہ میں ایصالِ ثواب کیلئے قبر پر
ذبح کر رہا ہوں، یہ سب حرام ہوگا۔ یہ سب بھی مختلف عنواناتوں کے ساتھ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔

اول :- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَحُلُمُ الْخَنَازِيرِ وَمَا أَهْلُ

تم پر ضرور، دم مسفوح، خنزیر کا گوشت اور وہ شے جس پر غیر اللہ کا

لَا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ دُورًا (پ: صائدہ ۲۶۱)

دوم :- قَالَ لَا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ دُورًا (پ: صائدہ ۲۶۱)

شاہ عبدالقادر دہلوی نے اس مقام پر لکھا ہے کہ اس سے مراد غیر اللہ کی ندیں

سوم :- اِنَّكُمْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اَلْبَيْتَہٗ وَالَّذِیْ فِیْہِ زَبِیْرٌ وَمَا

اٰھِلَ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ (پ: بقرہ ۲۱۶)

چہارم :- وَمَا ذُبِحَ عَلَی النَّصِیْبِ (پ: صائدہ ۱۶۱)

وَاَنْ تَشْتَفِیْہُمْ اَوْ لَا تَزَلَمُوْہُمْ

پنجم :- وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَأْنَا مِنْ الْخَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا اٰھٰذَا

لِلّٰہِ بِزَعْمِہُمْ وَھٰذَا لِلشُّرَکَآئِنَا مِمَّا ظَنَّمَا کَانَ لِشُرَکَآئِہُمْ فَلَا

یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ وَمَا کَانَ لِلّٰہِ فَرِیْقٌ مِّنْہُمْ یَصِلُ اِلَی شُرَکَآئِہُمْ (پ: انعام ۱۶۷)

ہفتم :- وَکَذٰلَکَ یُنَکِّثُ الْیَہُودَیْنَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْہِمْ اَلْاِسْمَ الَّذِیْ کُتِبَ عَلَیْہِمْ

لِیُزِدُوْہُمْ وِیْلًا سِوَا عَلَیْہِمْ (پ: انعام ۱۴۶)

ہشتم :- قَدْ حَسَرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْا اَوْ لَادَہُمْ سَفَہًا یَّغْیِرُ عَلَیْہِمْ وَحَرَمُوْا

مَا ذَرَعَهُ اللّٰہُ اَفِیْہِمْ اٰفَیْءٌ عَلَی اللّٰہِ (حوالہ مذکورہ بالا)

نہم :- سَوَآءٌ اَحَقُّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ وَلَا تَشْرِیْقُوْا (حوالہ مذکورہ بالا ۱۷۷)

قَالَ مَقَاتِلٌ لَا تَشْرُکُوا الرَّصْنََامَ فِی الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ (خازن)

دہم :- اَوْ فِیْشَآ اٰھِلَ لِغَیْرِ اللّٰہِ (حوالہ مذکورہ بالا ۱۸۷)

یا زہدہم :- قُلْ اِنَّكُمْ حَرَّمَ رَیِّ الْفَوَاحِشِ مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ

وَالْبَغْیَ یَغْیِرُ الْحَقَّ وَاَنْ تَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ مَا کُفِّرُ بَہٗ سُلْطٰنًا

وَاَنْ تَقُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَحْکُمُوْنَ (پ: اسراف ۷۱)

المراد بالاشترک الذل لغير الله (التفسیر کبیر) یعنی مراد اثم (گناہ) سے غیر اللہ کی نذر ماننا بھی ہے۔

دوازدہم :- وَرَآہُ یَحْکُمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (پ: توبہ ۳۶)

سیز دہم :- وَیَجْعَلُوْنَ لَنَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا مِّمَّا دَسَرَقَہُمْ

(پ: بقرہ ۱۷۷)

چہار دہم :- فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (پ: حج ۳۶)

پانز دہم :- وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ (حوالہ مذکورہ بالا)

نام لپکا جائے، حرام ہے۔

کہا شیطان نے کہ میں تم سے ایک مقرر حصہ لوں گا۔

نیا نہیں ہیں۔

اس کے سوا انہیں کہ حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور

وہ چیز جو غیر خدا کیلئے نامزد کر دی گئی ہو۔

اور حرام ہے جو حقانوں پر ذبح کیا گیا۔

اور یہ بھی حرام ہے کہ تم جوئے کے تیروں سے بانٹو۔

جو کھیتی اور مویشی اللہ نے پیدا کئے ان میں سے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کرتے

میں اور اپنے خیال کے مطابق اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے لئے ہے پس جو ان کے

شرکیوں کے لئے ہو وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا۔ اور جو اللہ کے لئے ہو وہ ان کے

شرکاء کو پہنچ جاتا ہے۔

اسی طرح بہت سے شرکیوں کیلئے ان کے شرکیوں نے اولاد کا قتل کرنا خوبصورت

کردیا تاکہ انہیں ہلاک کریں اور ان پر ان کے دین کو حلال کر دیں۔

نقصان میں ہوئے وہ جنہوں نے سولے علم کے یوقوفی سے اپنی اولاد کو

قتل کر دیا اور اللہ پر بنیان باندھ کر جو اس نے انہیں رزق دیا تھا اسکو حرام کر دیا۔

کر دیا۔

جس دن انہیں کاٹوان کا حق ادا کرو اور بے جا خرچ مت کرو۔

مقاتل نے کہا اپنے معبودوں کو کھیتی اور جانوروں میں شریک نہ کرو یعنی

ان کا حصہ نہ لکھ لا کرو۔

یا جبری چیز جس پر غیر اللہ کا نام لپکا گیا ہو۔

فرما دیجئے نچتہ بات ہے کہ میکے رہنے بے حیائی کی کھلی اور چھپی باتوں کو

حرام کر دیا۔ اور گناہ ناحق کی زیادتی کو اور تمہارے اللہ کے ساتھ اس

چیز کو حرام ٹھہرانے جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ اللہ

پر ان جانی بات کہو، سب حرام کر دیا۔

جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں انہیں حرام نہیں سمجھتے۔

ہمارے دیئے ہوئے رزق سے ان کے لئے حصہ مقرر کرتے ہیں جنہیں وہ

جانتے بھی نہیں۔

پلیدی یعنی بتوں سے بچو (یعنی ان کی نیانہ دیا کرو)

جھوٹ بات سے بچو۔ یعنی غیر اللہ کی نیانہ دینے سے بچو۔ تشریح آگے ملاحظہ ہو۔

نقش آیات تحریمت غیر اللہ

ان کا حکم یہ ہے کہ ایسی تحریمیں باطل ہیں ان کو اٹھانا چاہیئے اور جو تحریمیں ایسی تحریموں کے ذریعہ سے حرام کی گئی ہوں انہیں حلال سمجھنا چاہیئے۔ ایسی تحریمیں کہنے والا کافر و مشرک ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
اٰحَلَّتْ لَّكُمْ مِمَّا کُفِّرُہٗمَ الْاَنْعَامَ	پ: صائدہ ۲۶۱	تمہارے لئے چوپائے مواشی حلال کئے گئے ہیں۔
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَحْرِمُوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ	پ: صائدہ ۲۶۱	اے ایمان والو! امت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم پر حلال کی ہیں۔
لَّکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا طٰرِاۡتِ اللّٰہِ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ	پ: صائدہ ۲۶۱	اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ نہیں چاہتا حد سے بڑھنے والوں کو۔
وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ	پ: صائدہ ۲۶۱	اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے سے جو حلال ہو اور ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ سے

آیات	حوالہ	ترجمہ
اَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۵	پ ۶ : مائدہ : ۱۲۶	اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے سے جو حلال ہو اور رستخوار اور ڈرتے رہو اللہ سے
(۳) يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۵	پ ۳ : بقرہ : ۲۱۷	لے لو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے پتھر۔ اور شیطاں کے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ رَابِعًا تَعْبُدُونَ ۵	پ ۲ : بقرہ : ۲۱۶	قاریوں پر۔ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔
(۴) وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَفْقَرْنَا عَلَيْهِ آبَاءُنَا وَآبَاءُ آبَائِنَا لَاحِقُونَ ۵	حوالہ مذکورہ	اے ایمان والو! کھاؤ و سٹھی چیزیں جو تم کو روزی دی ہے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اس کے بندے ہو۔
(۵) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ	پ ۵ : انعام : ۱۳۷	اور جو ان کو کہیے چلو اس پر جو نازل کیا اللہ نے کہا انہوں نے چلیں گے اس پر جس پر دیکھا اپنے باپ دادوں کو بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ عقل رکھنے ہوں نہ راہ کی خبر۔
بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۵		سو تم کھاؤ جس پر نام لیا اللہ کا اگر تم کو اس کے حکم پر یقین ہے
(۸) وَمَا لَكُمْ لَا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ	پ ۸ : انعام : ۱۴۷	اور کیا سبب ہے کہ تم نہ کھاؤ اس میں جس پر نام لیا گیا اللہ کا
(۹) وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرَّمَ عَلَيْهَا		اور کہتے ہیں یہ مویشی اور کھیتی منع ہے اس کو نہ کھاوے مگر جس کو ہم چاہیں اپنے
الَّذِينَ مِنْ شَأْنِهِمْ أَنْعَامٌ حُرِّمَتْ طُهُورُهَا		خیال پر اور بعضے مواشی کی پیٹھ منع ٹھہرایا ہے اور بعضے مواشی کے ذبح پر نام نہیں
وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتَرَاهُ عَلَى		لیتے اللہ کا اس پر جھوٹ باندھ کر۔ سزا دے گا ان کو اس جھوٹ کی۔
اللَّهُ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۵		اور کہتے ہیں کہ جو اس مویشی کے پیٹ میں ہے سو وہ ہمارے مرد کھائیں اور حرام ہے
(۱۰) وَمَا لَكُمْ فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةً		ہماری عورتوں پر اور جو مردہ ہو اس میں سب شریک ہوں وہ سزا دے گا
لِلَّذِينَ كُودُوا وَحُرِّمَ عَلَيْكَ أَزْوَاجَهُمْ وَإِنْ يَكُنْ		ان کو ان تقریروں کی اور بے شک وہ حکمت والا بڑا جاننے والا ہے۔
مَسِينَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۵ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ		پوچھو تو دونوں نہ حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا جو پیٹ میں ہے مادوں کے
إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۵		پیٹ میں۔
قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ حَرَّمَ إِلَّا نَشَاءَ إِنْ أَسْمَلْتُمْ	پ ۸ : انعام : ۱۸۷	اب کہیں گے مشرک اگر اللہ چاہتا تو ہم شریک بنے ٹھہرتے اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام
عَلَيْهِ الْأَحْكَامُ إِلَّا نَشَاءَ ۵		کر لیتے کوئی چیز۔
(۱۲) سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا	پ ۵ : نساء : ۱۷۷	اور ان کو سکھاؤں گا کہ بدلیں اللہ کی بنائی ہوئی صورت۔
وَلَا آبَاءُ نَا وَلَا حُرِّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۵	پ ۸ : اعراف : ۳۷	اور کریں جب کچھ عیب کا کام کہیں ہم نے دیکھا اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور
(۱۳) وَلَا مَرْتَهُمْ فَلْيَغْيِرْ خَلْقَ اللَّهِ ۵		اللہ نے ہم کو یہ حکم کیا۔
(۱۴) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ فَاحْشَہُ قَالُوا وَاحِدٌ نَا عَلَيْهَا آبَاءُنَا	پ ۸ : اعراف : ۴۷	تو کہیں گے حرام کی زینت اللہ کی جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے واسطے اور کھانے کی ملا
وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۵		چسپروں کو۔
(۱۵) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَتَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ ۵ وَ		اے اولاد آدم! پہن لو اپنا لباس ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور حد سے مت لکھو۔
الطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّسْقِ ۵	پ ۱۱ : یونس : ۶	تو کہہ بھلا دیکھو تو جو اللہ نے اتاری تمہارے واسطے روزی بھجرتم نے ٹھہرایا اس میں سے
(۱۶) يَسْبِيْ اَدَمُ حُذً وَزِينَتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا		کوئی حرام اور حلال۔
وَأَشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۵	پ ۱۳ : فصل : ۱۵۷	اور مت کہو وہ بات جو کہ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام
(۱۷) قُلْ أَدْبَعْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِّن رِّسْقٍ فَجَعَلْتُمْ	پ ۷ : مائدہ : ۱۳۷	میں۔
مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا ۵		نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔
(۱۸) وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا		
حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ ۵		
(۱۹) مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَهِيمَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَ		
لَا حَامٍ ۵		

۴۷ نقشہ آیات متعلقہ تحریمات اللہ

ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ ان کو باقی رکھنا اور ان کی حریمت کو قائم رکھنا ضروری ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
إِلَّا مَا يَنْتَلِي عَلَيْكُمْ غَيْرُ مَجْلِي الصَّبِيرِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَتَّبِعُونَ مِنَ الْقَصْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُ بِالْغَيْبِ	پ ۶: مائدہ: ۱۶ پ ۴: مائدہ: ۱۲	سوائے اس کے جو تم کو سنا دینگے مگر حلال نہ جانو شکار کو اپنے احرام میں اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے۔ اے ایمان والو! اللہ تم کو آزمائے گا اللہ کچھ شکار کے حکم سے جس پر پہنچیں ہاتھ تمہارا اور تیرے تاکہ ظاہر کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بے دیکھے۔

اللہ کی نذر و نیاز سے متعلق آیات

آیات	حوالہ	ترجمہ
وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّبَدَنِكُمْ وَاسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ آيِهِمْ إِلَّا نَعَامٌ وَلْيُؤْذَنُوا لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشُّهُرَ الْحُرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ جَعَلَ اللَّهُ الْكَبِيرَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامَ النَّاسِ وَالشُّهُرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ	پ ۱۴: حج: ۵۷ " " " " ۴۷ " " " " ۵۷ پ ۶: مائدہ: ۱۷ " " " " ۱۳	اور ہر فرقہ کو ہم نے ٹھہرا دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کو وقت چوپایوں کے جو ہم نے ان کو دیئے۔ اور پوری کریں اپنی منیتیں۔ اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپالیوں کے جو اس نے دیئے ہیں ان کو۔ اور کعبہ کے چڑھانے کے دن ٹھہرائے ہیں ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ کے نام کی چیزوں کی اور نہ ادب والے جینے کی اور نیاز کے جانوروں کی جو مکہ کو جا دیں اور نہ قلا دے والے جانوروں کی۔ اللہ نے کیا کعبہ عزت والے گھر کو لوگوں کو قائم رہنے کا سبب اور عزت والے جینے کو اور حرم کی قربانیوں اور قلا دوں والے جانوروں کو۔

نقشہ آیات متعلقہ نذر لغير اللہ

ان کا کھانا حرام ہے اور دینے والا کافر شرک ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدُّوْلُ حُمُ الْخَنَزِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَقَالَ لَا تَتَّخِذُوا مِن عِبَادِي تَصِيْبًا مَّفْرُوضًا إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَالْحُمُ الْخَنَزِيرِ وَمَا أَهَلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَشْجَارِ	پ ۶: مائدہ: ۱۷ پ ۶: نسآ: ۱۷ پ ۲: بقرہ: ۲۱ پ ۱: مائدہ: ۱۷ " " " "	حرام ہوا تم پر مردار اور لہوا اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کا۔ اور وہ بولا کہ میں اللہ کو لڑکائی کے بندوں میں سے حصہ ٹھہرایا ہوا۔ یہی حرام کیا ہے تم پر مردار اور لہوا اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کا۔ اور جو ذبح کیا گیا کسی ستھان پر۔ اور یہ کہ بانٹا کرو پالنے والے ڈال کر۔

پ ۹ : انعام، ۱۶ع

اور پھرتے ہیں اللہ کا اس کی پیدائش کی کھیتی اور موسیقی میں ایک حصہ بھی کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا حصہ اپنے خیال پر اور یہ ہمارے شرکوں کا۔ سو جو ان کے شرکوں کا ہے سو نہ پہنچے وہ اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے سو پہنچے ان شرکوں کی طرف کیا عجز انصاف کرتے ہیں۔

18	27	31
22	24	10

اور اسی طرح بھلا دکھائی ہے بعض مشرکوں کو اولاد مارنی ان کے شرکیوں نے کہ ان کو ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر غلط کریں ۔

11 11 1

بے شک خراب ہوئے جنہوں نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے بے سمجھ اور حرام
مٹھرایا جو اللہ نے ان کو رزق دیا جھوٹا باندھ کر اللہ پر۔

پ ۸ : انعام : ع ۱۷

اور وہ اس کا حق جس دن گئے اور لے جانے لڑاؤ۔

22 21 20

یٰٰنہہ کی چیز جس پر پکا لایا گیا ہو اللہ کے سوا کسی کا نام۔

پ ۱۴: فحل: ع ۷

اور ٹھہرتے ہیں ایسوں کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ہماری دی ہوئی روزی میں

پ ۱۷ : حج : ع ۴

سے قطعہ -

پ ۸ : اعراف : ۴۴

تو کہہ کر رب نے حرام کیا ہے۔ بے حیائی کے کاموں کو جو کھلے ہیں اور چھپے اور گناہ اور تباہی دہنہ حق کو اور اس کو کہہ کر شرک بناؤ اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں تیری اور یہ کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاؤ جو تم کو معلوم نہیں۔

پ ۱۰: حج: ۴۴

اور کہتے رہو جھوٹی بات ہے۔

قائمه

قائدہ چونکہ مسئلہ تحریمات غیر اللہ اور نبیانات غیر اللہ میں اکثر لوگوں کو حتیٰ کہ بعض مفسرین کو بھی غلط اور التباس ہو گیا ہے ایک کی تفسیر میں دوسرے کا ذکر کر دیتے ہیں حالانکہ ہر ایک مستقل اور مقصودی مسئلہ ہے۔ ہر ایک کا علیحدہ حکم ہے۔ اگرچہ دونوں شرک ہیں۔ اور چونکہ مشرکین تحریمات غیر اللہ میں اپنے معبودوں کا تقرب حلال انشیا کے حرام سمجھنے میں کرتے تھے۔ اس لئے ان کا یہ حکم ہے کہ تحریمات کو اٹھا دو۔ ان اشیاء کے ساتھ حلال اشیاء کا سامعہ کر دو۔ ورنہ کبھی مومن نہ ہو سکو گے۔ اور نبیانات غیر اللہ میں اپنے معبودوں کا تقرب ان اشیاء کے حلال جاننے اور کھلنے کھلانے میں سمجھتے تھے۔ لہذا ان کا یہ حکم ہے کہ یہ قطعی حرام ہیں۔ ان کو نہ کھاؤ اور نہ ان کو حلال خیال کرو۔ تب مومن ہو سکو گے۔ ذیل میں ذیل میں بعض مفسرین کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں تاکہ مزید اطمینان ہو جائے۔

(١) إِنْ شَاءَ تَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ التَّمَيُّنَةُ (الآية) إعلانه ليس المراد من الآية قصر الحكومة على ما ذكره مطلقاً كما هو الظاهر حتى يرد منع المحصر
بجزمه في أشياء لم تذكر بل بما اعتقد ولا خلاف في بقرينة أنهم كانوا يستعملون ما ذكره فكان قيل إنها حرم عليكم ما ذكر من جهة ما استعملت ولا شيئاً
آخر. والمقصود من قصر الحكومة على ما ذكره اعتقادهم جلته بأبلغ وجبر وإكراه فيكون قصر قلب إلا أن الجزء الثاني ليس لرد اعتقاد الحكومة إذ لم يعتقد
حكمة شيء مما استعملوه بل تاركاً الجزء الأول والخطاب للناس باعتبار دخول مشركين فيهم فيكون مفاد الآية المرجع عن تحليل المحرمات كما أن (يا أيها
الناس كلوا الخ) زجر عن تحريم الحلال (الخ) (روح المعاني ج ٢ ص ٢٤٤)

(٢) قال الشافعي في هذه الآية ما معناه ان الكفار كانوا حرموا ما احل الله واحلوا ما حرم الله فجاءت هذه الآية منقضة فكانت قال لاجل الاحكام من البحيرة والسائبة والوصيلة ونحوها من الانعام والاحرام الا ما احل الله من الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به الخ - (تفسير مظهر)

[illegible]

ما حرموه من ذلك (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵)

(۴) والغرض من سياق هذه الآية الكريمة الرد على مشركين الذين ابتدعوا ما ابتدعوا من تحريم المحلات على انفسهم بأرائهم الفاسدة من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام ونحو ذلك فامر رسولهم ان يخبرهم انه لا احد فيما اوحاه الله اليه ان ذلك حرم وانما حرم ما ذكر في هذه الآية الميتة والدم المسفوح والحمل الخنزير وما اهل لغير الله به وما عدا ذلك فلم يحرم انما هو مسكوت عنه فكيف تزعمون انتوا انه حرام من ابن حرمتموه ولم يحرمه الله - (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵)

(۵) قوله: - حَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ مِنَ الْبَحِيرَةِ وَالسَّائِبِ وَغَوْهَا (روح م ۳ ج ۸)

(۶) قوله: - مِمَّنْ افترى على الله كذباً - فنسب اليه سبحانه تحريم ما لم يحرم (روح م ۳ ج ۸)

(۷) قوله: - المراد قصرهم لعمدة الخ انه رد على مشركين في تحريمهم ما احل الله من بحيرة وسائبة واخوانها وتحليلهم ما حرم الله من هذا المذکور كما نهم قالوا تلك حُرِّمَتْ علينا لكن هذه اُحِلَّتْ فقبل لهم ما حرم عليهم الا هذه فهو قصر قلب (ما شيه بياض ص ۱۲)

(۸) نزلت في المشركين حرموا على انفسهم البحيرة والسائبة الخ يعني يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا كما ذكر ابن جرير - (عبد الحكيم على البياض ص ۱۲ نقلًا عن البحر المواجه)

(۹) قُلْ لَا آجِدُ فِيهَا أَوْصِيَ إِلَى الْآخِ - قد جمع صاحب المذرك بين الوجوه الثلاثة المذكورة فقال قُلْ لَا آجِدُ أَيُّ فِي ذَلِكَ الْوَقْتُ أَوْ فِي دِي الْقُرْآنِ لَان دِي السَّيِّئَةِ قَدْ حَرَّمَ غَيْرُهُ أَوْ مِنَ الْأَنْعَامِ لَان الْآيَةَ فِي رَدِّ الْبَحِيرَةِ وَأَخَوَاتِهَا (تفسیر احمد ص ۲۵)

(۱۰) انما المراد مما رزقهم الله اعلم من ان يكون بها ثمر وسواها (تفسیر احمد ص ۲۵ تحت آية حَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ م)

(۱۱) يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا - فالطيبات حلال مطلقا وقد فسر بعضهم بالبحيرة والسائبة والوصيلة والحام يعني كلوا البحيرة واخوانها ولا تاكلوا الميتة واخوانها (تفسیر احمد ص ۲۵)

(۱۲) وَمَا أَهْلَ بِهِ لغير الله - مطلب یہ ہے کہ جن جانوروں پر اللہ کے سوا بت وغیرہ کا نام پکارا جائے یعنی اللہ کے سوا کسی بت یا جن یا ملائکہ یا روح خبیث یا پیر یا پیغمبر کے نام زد کر کے ان کے تقرب یا رضا جوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض ان کی خوشنودی کی غرض سے ان کی جان لگا لئی مقصود ہو تو ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے گو بوقت ذبح تکبیر پڑھی جائے اور اللہ کا نام لیا ہو - (ما شیه حضرت شیخ الہند مرحوم سورہ بقرہ)

(۱۳) اَيْضًا - اَنْتُمْ حَرَّمْتُمْ عَلَيْهِ الْمَيْتَةَ - دوسرا جواب یہ کہ حرمت گواشیا مذکورہ ہی میں منحصر مانا جائے مگر حرامی ہو یعنی انہیں چیزوں کے لحاظ سے تسلیم کیا جائے جن کو مشرکین نے اپنی طرف سے حرام کیا تھا جیسے بحیرہ سائبہ وغیرہ تو مطلب یہ ہوا کہ ہم نے تم پر فقط میتہ اور خنزیر وغیرہ حرام کیا ہے اور جو تم ساند وغیرہ کی تعظیم تحریم کے قائل ہو - محض تمہارا افتراء ہے -

(۱۴) اَيْضًا - يَأَيُّهَا النَّاسُ كَلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا - (پ: بقرہ: ۲۴) اہل عرب بت پرستی کرتے تھے اور بتوں کے نام ساند بھی چھوڑتے تھے اور ان جانوروں سے نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے - اور یہ بھی ایک تم شرک ہے -

جو کچھ زمین سے پیدا ہوا ہے - کھاؤ بشرطیکہ وہ شرعاً حلال طیب ہو تو نہ فی نفسہ حرام ہو - جیسے کہ مردار اور خنزیر اور وہ لایعینہ وغیرہ انتہی -

الحاصل ان تمام مندرجہ بالا عبارات وحوالہ جات سے ظاہر ہے کہ تحریمات غیر اللہ اور نذر اللہ دو علیحدہ اور مستقل مقصود ہیں - اور ان کا حکم بھی صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ تحریمات غیر اللہ کو مٹانا چاہیے - یعنی ان کا کھانا حلال ہے - اور نذر اللہ مانتی کفر و شرک ہے اور اس کا کھانا بالکل حرام ہے - یہ مقام نہایت قابل غور ہے - اور سمجھنے کے لائق ہے - کیونکہ اس میں بڑے بڑے مفسرین سے لغزش ہو گئی ہے -

وَكَذَلِكَ مَرَّكَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتَلَ أَوْلَادَهُمْ شُرَكَاءَهُمْ - یعنی مشرکین اس قدر شرک میں منہمک ہو چکے تھے کہ بے اوقات یہ منت مانتے کہ اگر میرے اتنے بیٹے ہو جائیں گے یا فلاں مراد ہو رہی ہو جائے گی تو ایک بیٹا فلاں پیر یا فقیر بابت کے نام پر ذبح کرونگا - اور یہ سکہ ذیل عبارت سے نکلتا ہے -

(۱) تفسیر احمد ص ۲۵ میں ہے - اَيُّ نَحْوِ الْأَوْلَادِ هُمُ الْأَوْلَادُ

(۲) اسی طرح تفسیر بضاوی مصری ص ۲۵ میں ہے اور تفسیر حقانی میں ہے کہ بابل اور نینوا کے شہروں میں یہ رسم کثرت سے تھی - اس میں بالتفصیل ذکر ہے حتی کہ اپنی اولاد کو منت کے طور پر ایک وقت مقررہ پر آگ میں جلاتے تھے -

(۳) اور تفسیر روح المعانی جلد ۱ ص ۲۵ میں ہے - قَتَلَ أَوْلَادَهُمُ الْآيَةُ قِيلَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْنُونَ أَحَدَهُمْ إِذَا بَلَغَ بَنُوهُ عَشْرًا نَحْوًا وَاحِدًا مِنْهُمْ كَمَا فَعَلَهُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فِي قِصَّتِهِ الْمَشْهُورَةِ دَالِيهِ أَنْشَادَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهِ إِنَّا ابْنُ الدَّبْيِينِ -

تنبیہ - یہ قصہ ہادیہ کے مقب میں حضرت عباسؓ کے تذکرہ میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤیؒ نے نقل کیا ہے -

عنوانات کے بعض الفاظ و جمل کی تشریح

وَمَا أَهْلَ لغير الله یہ - مفسرین نے ما سے مراد مذکورہ لیا ہے - پھر یہ کا معنی علی کیا ہے پھر اس آیت کا معنی یوں کیا ہے کہ وہ جانور جو غیر اللہ کی تعظیم کے لئے ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے خواہ اس پر ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا نہ - بعض مفسرین نے اس آیت سے یہ مراد لی ہے کہ ذبح کے وقت

بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا نہ بعض مفسرین نے اس آیت سے یہ مراد لیا ہے کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے اور یہی انہوں نے اس لئے کیا ہے کہ مشرکین عرب کا رواج تھا کہ ذبح کے وقت اپنے معبودوں کا نام لیا کرتے تھے۔ شاہ عبد العزیز نے اپنی تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے کہ عام ہے اور رواج اس کا مختص نہیں بن سکتا۔ لہذا آیت سے مراد عام لیا جائے گا خواہ جانور ہو یا غلہ، مٹھائی ہو یا کوئی اور چیز غیر اللہ کے تقرب کے لئے دی جائے وہ سب اس میں شامل ہیں۔ نیز اگر مٹھائے مراد صرف مذبح لیا جائے تو اس کے بعد ماذبح علیٰ النصب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہذا جن لوگوں نے مٹھائے سے مراد مذبح لے کر معنی لیا ہے کہ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے تو انہوں نے وصا اہل بہ لغیر اللہ کی ایک صورت بیان کی ہے جو مشرکین میں رائج تھی ورنہ وہ بھی مانتے ہیں کہ غیر اللہ کے لئے نذر جس طرح مکہ والے زندہ جانور اور دیگر اشیاء بھی دیتے تھے مثلاً وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْأَرْبَاعِ ذُرًّا فَذُرًّا وَجَعَلُوا لِلَّهِ ذُرًّا قَبْلَ ذَٰلِكَ۔ لہذا باقی آیات کو دیکھ کر بہترین تفسیر یہ ہوگی کہ ماذبح علیٰ النصب میں صرف مذبح مراد ہو۔ اور وصا اہل بہ لغیر اللہ بہ میں عام جانوروں یا غلہ وغیرہ جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہو۔ لیکن اس میں بھی بے کا معنی علیٰ کرنا پڑتا ہے۔ یعنی اگر معنی یوں کیا جائے کہ وہ کلمہ کہ ادبھی کی جائے آواز اس سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے وہ کلمہ بھی حرام اور شرک کا ہے۔ اب اس معنی کے مطابق مقصود وہی ہوگا جو شاہ عبد العزیز نے لکھا ہے صرف مٹھائے کے معنی علیٰ نہیں کرنا پڑتا اور محالاً عرب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بے کا اپنا معنی ہی کرنا چاہیے۔ جیسا کہ مٹھائے ہے اھلک بالثلبیۃ و اھلک بالثلبیۃ علی الذبیحۃ۔

صراح میں ہے کہ مفسرین نے جو معنی کیا ہے اس کا حاصل معنی بنا دیا جائے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لغز الکبیر میں مفسرین کا طریقہ لکھا ہے۔ اس بنا پر یہ امر من رفع ہو جاتا ہے کہ مفسرین کے قول کے مطابق بے کا معنی علیٰ کرنا پڑتا ہے۔

فی الصراح | اهل المعتمد اذا رفع صوته بالتلبیۃ وبالتسمیۃ علی الذبیحۃ فخرجوا للنہاء، ہو لفظ یرفع بہ الصوت ای اسم اللہ مثلاً ذالہمرا من قوله تعالیٰ وصا اہل بہ لغیر اللہ والیہ۔

پس مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر وہ قول جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے پیدا کیا جائے اس قول کو ہی حرام کر دیا اور اسی وجہ سے ہر وہ مال جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو حرام کر دیا ہے۔ اور بعینہ ہی حاصل ہے انہ رجس او فسقا اھل بہ لغیر اللہ سے ای ذات فسق الخ یعنی مراد اس سے کلمہ ہے اور قاتجنوا قول الذبیر کا معنی بھی یہی ہے کہ ایسے قول سے ہی بچو جس کی وجہ سے نذر غیر اللہ حرام قرار دی گئی ہیں اور وَاَنْ تَسْقِیَہُمْ مَّاءَ الْاَرْضِ کا حاصل یہی ہے۔ ای تحصیل القسمۃ عند الاصنام۔

مشرکین عرب کا طریقہ تھا کہ مشرک چیز کو تقسیم کرنے کے لئے اپنے معبودوں کی جگہ پر لے جاتے تھے۔ وہاں ترنوں میں کچھ لکڑیاں (تیر وغیرہ) رکھی ہوتی تھیں جن میں سے بعض پر لک تھا نصف وبعض پر لک الثلث وبعض پر لک شئ لک وغیرہ کلمات لکھے ہوتے تھے۔ اور مشرکین کا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا معبود ہمارے مال کو جان رہا ہے اور متصرف بھی ہے وہی ہمیں یہ حصے دلا رہا ہے۔

اسی طرح جب کوئی کام کرنا چاہتے تھے تو وہاں بعض نیرے اور تیر رکھے ہوتے جن میں بعض پر افعل اور بعض پر لا تفعل لکھا ہوتا تھا ان کو نکالتے۔ اگر افعل نکل آتا تو وہ کام کرتے ورنہ اس کام کو نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے اوقات میں اپنے معبودوں کے لئے کچھ نذر بھی پیش کرتے تھے۔ اور چونکہ یہ اعتقاد شرک تھا اس لئے ایسی قیم کو ہی حرام کر دیا گیا اور اسی سبب سے وہ مال جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔ یعنی یہ ایک اجماعی بات ہے کہ جس چیز سے بھی غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو یا اس اعتقاد کہ اس معبود باطل، کو اس میں تصرف حاصل ہے وہ حرام بلکہ محض ہے۔ فذلک ما یؤخذ الی ضرائع الاولیاء الکرام تقریباً الیہم فہو بالاجماع حرام و باطل۔ بعینہ ہر وہ چیز دنب، بکرا، چادر، غلہ، تیل، پھل، پھول، نذر و نیاز جو اولیائے کرام کے تقرب کے لئے ان کو حاجت اور شکر کا سبب کران کی قبور وغیرہ پر لے جاتے ہیں۔ وہ بالاتفاق حرام ہیں جیسا کہ شامی وغیرہ نے تصریح کی ہے اور حرمت کی وجہ دلاصل یہی تقرب اور غیر اللہ کو متصرف ماننے کا اعتقاد ہے۔ اس غیر اللہ کی نذر کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے۔ ہاں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا عوام الناس کی نذر بھی اس میں داخل ہے یا نہیں تو ان کا اگر اعتقاد یہ ہو کہ اولیائے کرام ہمارے حالات کو جانتے ہیں اور ہمارے معاملات میں متصرف ہیں اور حاجت روا ہیں اور امداد دے سکتے ہیں تو یہ نذر بھی صریح حرام اور شرک ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے بلکہ نذر تو اللہ کے نام کی ہے اور اللہ ہی کا تقرب حاصل کرنے کا خیال ہے لیکن اس سے محض ایصالِ ثواب اولیائے کرام کے لئے مقصود ہے تو یہ جائز ہے۔

تحقیق مسئلہ نذر غیر اللہ از کتب تفسیر حاشیہ وقت

فی اللہ المختار قبلہ صبا اللہ علیہ کاف

جان لے کہ اکثر عوام جو نذر مردوں کے لئے دیتے ہیں اور جوتیل، چراغ اور دیگر اشیاء کہ اولیائے کرام کے تقرب کے لئے ان کی قبروں پر لائی جاتی ہیں وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں اور لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں اور خصوصاً زمانہ حاضرہ میں۔

اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من العوام وما یؤخذ من الزیت والشمع ونحوہا مما ینقل الی ضرائع الاولیاء الکرام تقریباً الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام وقد اجتہد الناس بذلک ولا سیما فی ہذہ الاعصار۔

وفی الشامی

اولیٰ ذی الضمیر لا یفاد قنديل فوق ضریح الشیخ
اولیٰ لمنکدة کما تفعل النساء من نذر نیت
سیدی عبدالقادر رحمہ ویوقد فی المنارة جهة الشرق باطل و
اقبح منه المنذر بالقراءة فی المنارة مع اشتماله علی الغناء
واللعب وایہاب ثواب ذلک المحضرت المصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم۔

شامی میں ہے کہ مزار پر یا منارہ میں چہرا رخ روشن کرنے کے لئے تیل،
چراغ اور دیگر اشیا کہ اولیائے کرام کے تقرب کے لئے
اور مشرق کی جانب منارہ میں روشن کیا جاتا ہے باطل ہے۔ اور اس سے بھی بہت
برایہ ہے کہ منارہ میں گلے بجانے کے ساتھ تلاوت قرآن مجید
اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچانے کی نذر مانے۔

جس وقت کوئی شخص اپنی حاجات میں اولیائے کرام کے تقرب کے لئے نذر ماننا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہے کہ اب وہ ولی نیک بندہ میری
نذر پر مطلع ہے اور وہ میری مدد کرے گا۔ اسی کا نام تقرب ہے اسی لئے صاحب بحر الرائق نے وجہ حرمت میں ایک وجہ حرمت یہ بھی بیان کی ہے۔
متہا انہ ظن ان المیت ینصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ وذلک کفر و
ان الاولیاء انکرا یتصرفون فی الامور من النفع والضرر وذلک کفر و
اسی لئے مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعہ فتاویٰ جلد ثانی ص ۹۰ میں لکھا ہے کہ غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے اور منذر غیر اللہ شری
ہو، فرنی ہو، ہر امیر و مغرب پر اس کا کھانا حرام ہے۔

چونکہ لوگ اولیائے کرام کی نذر اس خیال سے دیتے ہیں کہ اولیا، اللہ سب کچھ جانتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ہمارا کام کروا دیتے ہیں یہی عقیدہ کفار مکہ کا بھی تھا
جیسا کہ آیات ۱۔ مَا نَعْبُدُہُمْ اِلَّا لَیْقُوْا اِلٰی اللّٰهِ نُنْفِیْہِمْ اَوْ یَعْبُدُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُہُمْ وَاَلَا یَنْفَعُہُمْ اَوْ یَقُوْلُوْنَ هُوَ لَا یُشْفَعُ عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔

اگر غیر اللہ کے تقرب کی نیت نہ ہو اور کسی فقیر کو بطور صدقہ دے تو وہ بوجہ صدقہ مبتداً اس فقیر کے لئے لینا جائز ہے۔ یہ تب جائز ہے جب کہ شیخ کی نذر ہونے
کا خیال بالکل نہ رہے۔ اور تقرب الی اللہ کا خیال ہو۔ ورنہ اگر شیخ کی نذر کا خیال ہو تو اس کا صدقہ مبتداً سمجھ کر لینا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مخلوق کے لئے نذر ماننے کی حرمت پر اجماع ہونے کی وجہ سے شرع میں اس کا جواز
ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ حرام ہے۔ اور خادم شیخ کے لئے بھی اس کا لینا جائز نہیں۔
ہاں فقیر کو بوجہ صدقہ کے طور پر لینا جائز ہے۔ اور جب تک نذر دینے والا تقرب
الی اللہ کا ارادہ نہ رکھے شیخ کی نذر سے قطع نظر نہ کرے اور فقیر دل پر اس کے خیر
کرنے کا قصد نہ کرے اس کا لینا مکروہ تحریمی ہے۔

بعض ان وجہ حرمت سے یہ ہے کہ نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی
عبادت کرنا کفر ہے۔

عبادات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پیر و فقیہ یا پیغمبر سے حالات جانتے ہیں اور مافوق الکوا
میں امور میں متصرف ہے تو اس نذر کا کھانا ختم میری طرح حرام ہے اور دینے والا کافر ہے۔ اس صورت کو کسی نے مکروہ نہیں لکھا بلکہ تمام اسے کفر و شرک
اور حرام قطعی لکھتے ہیں۔ لینے اور کھانے کی اجازت صرف ایک صورت میں لکھتے ہیں کہ بادشاہ مسلمان ہو، مشرکوں پر فتح پائے، ان کے بیٹوں کو توطے ان کی
نیازات پھین لے تو کھانا جائز ہے۔ یا وہ نذر دینے والا عقیدہ کفریہ و شرکیہ سے توبہ کرے پھر وہ چیز بطور ایصالِ ثواب دے تو اس کا لینا دینا اور کھانا
کارِ ثواب ہے۔

تفسیر احمدی میں دوسرے پاس کی تفسیر میں جو لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کا کھانا جائز ہے۔ مرد و دے جب تک کہ اس کی یہ تائید نہ کی جائے
کہ ناذر کا مشرک نہ عقیدہ جب بدل گیا تو اس کا کھانا جائز ہے جیسا کہ اس کے منہ سے یہ چیز مترشح ہے۔ اگر کسی نے جانور نذر غیر اللہ اسی عقیدہ مشرکانہ کے
تحت ذبح کر دیا۔ اس کے بعد اس کا مشرک نہ عقیدہ اسلامی عقیدہ میں تبدیل ہو گیا تب بھی اس جانور کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس کے مشرک نہ عقیدہ کے لئے اس کا
فعل منقطع ہو چکا ہے لیکن یہ خیال ہے کہ بوجہ ملک کسی کا بگرا وغیرہ کہنا درست ہے مثلاً فلاں کی بھینس ہے یا فلاں کا بکرا ہے یہ جائز ہے کیونکہ وہ اس کا مالک ہے۔ یہ نیت
امنافہ کی گئی ہے مگر کسی کے تقرب کے لئے نامزد کرنا حرام ہے مثلاً پیر کے لئے بکرا ہے کیونکہ پیر صاحب مالک نہیں۔ یہاں تقرب ہوتا ہے۔ اور اگر یہ نیت ہو کہ اس کا
اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچے تو یہ جائز ہے بلکہ بطور صدقہ کسی کے نام پر کوئی چیز مقرر کر دینا منع نہیں جس طرح حضرت سعدؓ نے اپنی ماں کے لئے کنواں
بطور تصدق بنایا تھا۔ عبادات مالیہ کا ثواب بخشنا اتفاقاً جائز ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور غیر اللہ کی حرمت پر اجماع ہے۔ نذر اس میں ہے کہ جو نذر میں
عوام الناس دیتے ہیں کیا ان میں غیر اللہ کا تقرب مراد ہوتا ہے یا نہیں اس لئے اسے بعض نے حرام اور بعض نے مکروہ تحریمی لکھا ہے اور جو نذر اولیاء اللہ کے تقرب کیلئے
دی جائے اس کو کفر قطعی حرام لکھا ہے کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں! اختلاف عوام الناس کی نذروں میں ہے کہ وہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے ہوتی ہیں یا تصدق کے لئے!
اگر کوئی جانور اولیاء اللہ کے تقرب کے لئے نذر دیا جائے تو وہ ناذر مراد ہوگا اور اگر اسی ارادہ کے تحت اس نے ذبح کیا تو وہ ذبح مراد ہوگا۔ اگرچہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر
کہے۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے۔

وقال علماء نالوان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحها التقرب
الی غیر اللہ صار موند اود ذبیحۃ مرتد ولو ذکر اسم اللہ علیہ انتہی
اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ وھکذا فی فتاویٰ مولانا عبدالحی اللکھنوی وفتاویٰ الشاہ عبدالعزیز الدہلوی رحمہ -

پس ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کی نذر حرام ہے۔ اگرچہ اس پر ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا جائے۔ اسی طرح مدارک اور کبیر
میں سورہ مائدہ کی تفسیر میں اور بیان القرآن اور تفسیر عزیزی وغیرہ میں ہے جنہوں نے مَا اٰھلَیْہِ لَیْخْبِرُ اللّٰہَ کا معنی مَا ذَبَحَ کیا ہے یا عتبار لغت کے
بالکل غلط ہے جیسا کہ تفسیر فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۸ میں اس کی تفصیل ہے جن مفسرین نے مثلاً ابن جریر ابن کثیر وغیرہ نے مَا ذَبَحَ کا لفظ لکھا
وہ حاصل معنی ہے اور انہوں نے وہ صورت لکھی ہے جو ملک عرب میں زیادہ رائج تھی -

قل ھذا الذبح
ان المسلم اذا ذبح للعبی صلی اللہ
علیہ وسلم کفر فکیف بالذبح

لسائر الاموات ط
وفي مسند احمد : لعن الله من ذبح لغير الله اعلى تعظیم
عنید اللہ -

وفي الخرائج لعبد الفقیر لاجل اللہ
انہ لا یجوز ذبح البقر والغنم عند القبور لقولہ علیہ السلام
لا تعقر فی الاسلامی عند القبور ھکذا فی سنن ابی داؤد -

فتاویٰ رشیدیہ جلد ثانی لٹ میں ہے کہ اگر کوئی جانور نذر کسی بت یا عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر ذبح کرے تو اس کا کھانا حرام ہے گو ذبح کے وقت اس پر
اس پر بسم اللہ پڑھی جائے۔

دیباچه

فتح الرحمن فی ترجمہ القرآن

از پیشوائے عارفان و مقتدائے عالمیان حضرت امام ولی اللہ بن عبدالحکیم دہلوی قس سر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد نامہ و دود خدا یا تبارک و تعالیٰ که رافت نامہ قرآن را برائے بندگان خود نازل فرموده تا مرضی او را از نامرضی باز شناسند و از مکاید نفس و غلطات اعمال قبیح و اعتلاقی خبیثه خلاص شوند و بحقیقۃ القدس راہ یابند و نزدیک پروردگار خویش مرضی باشند. ممکن بنود که ازین مہلکہ نجاتی میسر شود اگر خود دستگیری نفرمودی و متصور بنوی که ازین غلطات متراکمہ خلاصی بدست آید اگر خود را بنمودی منت او تعالیٰ قلب و قالب ما را احاطہ کرده است وجود او ظاهر و باطن ما را درگرفته و درود و سلام بر آنحضرت عالی مقام که ما را بر سعادت و ادرین مطلق ساخت و مصالح نشأتین بوجہ اتم بیان فرمود پس هیچ بیانی نباشد واضح تر از بیان آنحضرت و هیچ رحمتی نباشد بالاتر از رحمت آنحضرت. نیک بخت ترین ما آنست که اتباع سنت آنحضرت کند و بدبخت ترین ما آنست که از راه متابعت منحرف شود و آشنند آن لکالہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ و آشنند آن محمداً عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحابہ و سلمہ.

اتابعد

نصیحت و نیک خواہی مسلمانان و در ہر زمان و در ہر مکان زنگی دیگر دارد و اقتفا دیگر نماید. و لہذا علمای دین و کبرای اہل یقین در تفسیر حدیث و عقائد و فقہ و سلوک تصانیف متنوع ساخته اند و تالیفات گوناگون پرداختہ. طائفہ شاہراہ اطباب اختیار نموده اند و فرقہ کوچہ اختصار پیش گرفته جماعت بزبان عجم سخن گفته اند و گروہی بخت عرب در سفتہ. و درین زمانہ کہ ما در انیم و درین تعلیم کہ ما ساکن آنیم نصیحت مسلمانان اقتفا میکنند کہ ترجمہ قرآن عظیم بزبان فارسی سلیس و روزمرہ اقلیم متداول بی تکلف و نصیای نمائی و بی تصنع عبارت آری بغیر تعرض قصص مناسب و بغیر ایراد توجیہات منشعب تحریر کرده شود تا خواص و عوام ہمہ یکسان فہم کنند و صغار و کبار یک و ضح اوراک نمایند. لہذا این فقیر را داعیہ این امر خیر خاطر بخیتہ و خواہ نخواہ بر سر آن آوردند. یک چند در تفحص ترجمہا افتاد کہ ہر کرا از تراجم بیزارانی کہ بخاطر مقرر شدہ است مناسب یا بد و زبر و بیج آن گوشہ و کیف ما ممکن پیش اہل عصر مرعوب نماید در بعضی تطویل ممل یافت و در بعضی تفصیل غفل. و بیج یک موافق آن میزان نیفتاد و لا حرم عزم تالیف ترجمہ دیگر مصمم شد و تصویب ترجمہ زہرا دین بر روستے کار آمد. بعد از ان سفر حرمین اتفاق افتاد و آن سلسلہ از ہم گشت.

بعد از سالہای چند عزیزی پیش این فقیر خواندن قرآن با ترجمہ آن شروع کرد این صورت سلسلہ جنہاں آن عزم شد و بر سر آن آورد کہ بقدر خواندن سبقاً سبقاً نوشته شود چون قریب ثلث قرآن رسیدہ شد آن عزیز را سفری پیش آمد و آن تحریر در حین توقف افتاد و بعد از مدتی با تہریری پیدا شد و غیر بار آن خطرہ پارینہ را یاد آورد و قدامت ثلث قرآن کشیدہ برد چون ملاکثر حکم اہل مقرر است بعضی یاران گفته شد کہ آن مسودہ را بیض کنند و آن ترجمہ را مقرون بآیات قرآن نویسند تا نسخہ مستقل گردد و آن یار سعادت مند روز عید الاضحی سنہ خمسین بعد الالف و الماتہ در بیض شروع نمود چون بیضی بجا فرستید باز عزم را انتہائی پیدا آمد و تا آخر قرآن مسودہ و کات ختم التسویہ فی ادائل شعبان دھم التبیض فی ادائل رمضان سنہ احدی و خمیس بعد از ان در سنہ ست و خمیس با تمام باور دینی عزیز القدر خواجہ محمد امین اگر ماللہ تعالیٰ بشہودہ آن کتاب را روای پید شد و در حین مدارست آمد نسخہ متعذر گشت و اہل عصر بآن اقبال نمودند. لہذا الحمد کہ آن نقش کخطری ببت چہ آمد آخر پس پردہ تقدیر پدید و قبل از شروع در مقصود لایداست از تمہید مقدمہ تا خواص درین کتاب خصوصاً و درین ترجمہ قرآن عموماً بروج بصیرت واقع شود

مقدمہ

در بیان مقصد چند کہ تقدیم آن بر کتاب رسم قدیم مستفان است
این کتاب از فن ترجمہ قرآن عظیم است بدول نظم عربی را عبارت فارسی ادا کرده شد بار عایت نحو و ملاحظہ تقدیم ما حقہ التقدیم و اظہار محذوف و موافقت نظم ترجمہ با نظم قرآن در ترتیب الفاظ الاور جائیہ بسبب اختلاف معنی رکاکت لفظ یا تعقید ولالت لازم می شود آنچه ضرورت است از اسباب نزول و توجیہ مشکل بقدر ضرورت بکار آمد بوجہیک درین کتاب با مثل کتاب وجیز و جالبین باشد و عامل بر مشاکلت و جیز و جالبین شہادۃ حجتہ الاسلام غزالی است بر آنکہ خوانندہ مثل وجیز طبقہ سفلی از علم تفسیر و رمی یا بدو نام این کتاب
فتح الرحمن فی ترجمہ القرآن مقرر کردہ شد و نام مستفان این کتاب احمد بن عبدالحکیم است و لقب مشہور ولی اللہ دہلوی و طنا العری نسباً الحسن اللہ الیہ والی مشائخہ و والدیہ مقرر

را مقرون میشود. دوم زیر را زده شد و بر او بنوعی از تسامح میتوان گفت، زیرا زده شد و اگر قرینه قائم باشد حذف را جائز است. و مفعول مطلق اگر برائے عمل باشد به یکبار کردن و دوبار کردن میتوان نظر کرد. و اگر برائے نوع باشد یک نوع کردن و یک طوری کردن. و اگر غیر مصدر را بجای مصدر قائم کرده باشد گویند صرحتاً بسوطة از هم یک چایک. و اگر از غیر لفظ فعل باشد قرائت مسود خواندم بطریق کپی و کپی خواندن. و اگر برائے مجزئاً باشد یا از قبیل سبحان الله و وعد الله از قبیل اختلاف تعین است بدون تکلف و ارجاع بحرف دیگر میسر نشود. و اگر مفعول له یعنی غرض باشد بلفظ "برائے" یا بلفظ "تا" و تصویر مصدر بصورت جمله صرحتاً بسوطة از هم یک چایک. و اگر مفعول له یعنی غرض باشد بلفظ "برائے" یا بلفظ "تا" و تصویر مصدر بصورت جمله صرحتاً بسوطة از هم یک چایک. و اگر مفعول له یعنی غرض باشد بلفظ "برائے" یا بلفظ "تا" و تصویر مصدر بصورت جمله صرحتاً بسوطة از هم یک چایک.

و حال اگر کلمه مفرد باشد اشتقاق لفظی که موضوع برائے حال باشد چنانکه در کتب سواره آدم و اگر جمله ملتمس از فعل ذی الحال باشد یا اتصال لفظ "کرده" و "کنان" و مثل آن جاعل ذی الحال متصرف فی متشبهه زید آمد تخریج کنان در رفتار خود. و اگر جمله ملتمس از فعل غیر ذی الحال باشد لفظ "مالانکه" زیاد کرده شود. هر چند در اصل لغت فارسی نیست. حال در بیان عربی بهمانی شتی آید. کلمه مکرر باشد جاعل فی ابوک عطوفاً و گاهی معنی تهییجاً یا تحلیلاً یا تحلیلاً. و گاهی معنی قصد آید چنانکه انشکوا الذیعه و در فارسی این معانی مستعمل نیست و تمیز اگر از مددی یا وزنی یا بیسمانه یا مساحتی باشد بصیغه تمیز یا باضافت یا لفظ "از" بیان کرده شد بهیئت مرد. یک بطن گندم. یک صاع از جو. و اگر از اسم اشاره باشد بلفظ صیغه ماضی آید از الله یهدی امثالاً چه چیز را در کرده است خدای بایر مثل. و اگر از نسبت باشد تخویل فاعل یا مفعول کرده شریاً "از روی" و "از جهت" و "با اعتبار" فروده آمد ذی حسن داد از بدینیک است از روی خانه و اعتبار خانه. و گاهی در فارسی مضمون تمیز را بنوعی از تصرف که دو کلمه را یک ساخته است ادا کرده شود صفاً قلماً تنگدل شد هو قاتل قاتل وی سختی است و گاهی در عربی مفعول بغیر توسط حرف جر باشد و در فارسی ایراد حرف جر لازم باشد فسیکفیکم الله کفایت خواهد کرد ترغیلاً از اثر ایشان و مثل قلوا ان الله و کذا گفتند فرزند گرفت خدا و مثل اعطیت ذیاد و دهکما دریم دوم زید را و مثل کان ذیاد قاتلاً زید استاده بود و زید استاده است جعلت ذیاد عبدی زید را بنده خود ساختم در این صورتهای تقدیم و تاخیر را بر خود هموار باید ساخت. و گاهی جمله را که بتاویل مصدر ساخته باشد مصدر مفرد و تقریر توان کرد و مصدر مفرد و جمله مصدر به آن مصدر را به تعبیر توان نمود و همچنین موصول باصلاش جمله مفرد و بالعکس و قال الذی آمن گفت آن مسلمان و الذین آمنوا مسلمانان الذین اوتوا الکتاب اهل کتاب و این در اصل صورت است که معنی واضح باشد و مثل قد افکح المؤمنون الذین هم فی صلواتهم خشیعون بر آئینه رسدگار شد آن مسلمانان که ایشان در نماز خویش خشوع کنندگان اند یعنی اگر موصول صفت است که فتح شده تقدیم لفظ آن برائے موصوف کرده شد و علامت تخصیص که از تقدیم معمول مستفاد می شود در فارسی نیز تقدیم است.

کلمه و هم و هو و ایها در بعضی مواضع به "خود" تعبیر کرده می شود و در فارسی میتوان گفت شمار است گویند یا ایشان را است گوید احتیاج آن نیست که گویند. ایشان را است گویند. و اگر مظهر را موصوف مضموم وضع کرده باشد لفظ "آل" زائد کرده شد تا مربوط باشد. و در فارسی علامت جمع بفعول ملحق کنند بر چند فاعل مظهر باشد فاعل جموع کثیره ایشان "او" و "فا" بسیار است که زائد باشد و بسیار است که در فارسی معنی آن ربط بغیر ذکر عطف و تعقیب درست شود پس اگر کلمه لفظ در صورت و ترجمه لازم می آید ترک کرده شد. و بالجمله دقائق فن ترجمه بسیار است و مقصود از این بیان نمونه ای است چنانچه در ترجمه بدون معادلت کس و بدون رجوع بکتاب کرده است و در اوقات مختلف با وجود اشتغال بال سایر علوم محرم نموده احتمال دارد که در بعضی مواضع و قیاس التزامات متحقق نشد باشد. یا را آن سوادمند که آن قواعد را مستحضر داشته باشد حکم اخوت دینی نصیحت را منظر نظر دارند و در اصلاح کوشند.

و وصیت این فقیر

بکاتبان این ترجمه آنست که عبارت قرآن را بخط جمعی و اعراب و حمزه از ترجمه متمیز سازند و احتیاط کنند که در الفاظ ترجمه تحریفی راه نیابد و در مواضع اشتباه کلام تمام را بنقطه حمزه از مابعد جدا نمایند و ترکیب ضافی و توصیفی را بحرف مضاعف و موصوف محکم سازند تا بر بندیان روشن تر شود. و اگر در ترجمه لفظی که به نسبت مبتدیان غریب می نماید یا تقریری که براندازان صبیحان صوبت می نهند یا قریه شود یا را آن سوادمند بر حاشیه کتاب معنی آن نویسنده تا به هیچ فریضه مشکل نشود و آن آید الا اصدق ما استطعت و ما توفیقی الا بالله علیه توکلت و الذی به ائینم.

اسناد

قال العبد الضعیف ولی الله بن عبد الرحیم عفی عنه قرأت القرآن کلّه من اوله الی آخره بروایة حفص عن عاصم علی الصالح الثقة حاجی محمد فاضل السندی رحمه الله قال تلوته من اوله الی آخره بروایة حفص علی الشیخ عبد الخالق المتوفی شیخ القراء بحرمه و فی قال قرأت القرآن کلّه بالقراءات السبع علی الشیخ البقری و البقری تلاها علی شیخ القلاء بزمانه الشیخ عبد الرحمن الیمنی و قرأ الیمنی بها علی والدته الشیخ سجاد الیمنی و علی الشهادت حمد بن عبد الحق الشنطاطی بتلاوته کذا علی الشیخ سجاد المذکور و قرأ الشیخ سجاد کذا علی الشیخ ابی نصر الطیلاوی و قرأ الطیلاوی کذا علی شیخ الاسلام زکریا بتلاوته علی برهان القلقلی و الرضوان ابی نعیم العقبی و قرأ کل منهما علی امام القراء و المحدثین محمد بن الروایات و الطریق ابی الخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزنی صاحب کتاب للنشر وله طرق کثیرة جدا ذکرها فی النشر. منها سلسلة مختصة بتسلسل

له در باثمیه مصدره زیاده از قرن کاتب است ۱۲هـ و از باثمیه ساقط است ۱۲هـ در باثمیه باقصال ۱۲هـ در باثمیه بخت کر ۱۲هـ یعنی بصیغه تمیز و در باثمیه بجای صیغه لفظ صنت واقع است ۱۲هـ در باثمیه اسلامیة قاسی واقع است و اس خلاف صواب است ۱۲هـ در باثمیه لفظ خدا غیر مذکور است ۱۲هـ کذا فی النسخین و الظاهر ان سنة الوفاة سقطت منها و الله اعلم. ۱۲هـ فی الاسلامیة بالقراءة السبعة و هو غلط ۱۲هـ در باثمیه الوانقر بالف لام واقع است ۱۲هـ فی النسخین فلفظی زیاده الیه بعد لقا فی التانیة و الصحیح بدونها ۱۲هـ

التلاوة والقرآن الضابطین من جهة صاحب التیسیر فلنقتصر ههنا على تلك السلسلة. قال الجرجاني قرأت التیسیر وقرأت به القرآن كله من اوله الى آخره
على شيخنا الامام الصادق العالم قاضي المسلمين ابي العباس احمد بن محمد بن الشيخ الامام ابي عبد الله الحسين بن سليمان بن فزارة الحنفي بدمشق المحرسة رحمه الله
وقال لي قرأت به وقرأت به القرآن العظيم على والدي واخبرني انه قرأه وقرأ به القرآن العظيم على الشيخ الامام ابي محمد القاسم بن احمد بن الموفق الورقي
قال قرأت به وقرأت به على المشائخ الاثني عشر المقيمين ابي العباس احمد بن علي بن يحيى بن عون الله الحصار وابي عبد الله بن محمد بن سعيد بن محمد المرادي وابي عبد الله
محمد بن ايوب بن محمد بن نوح الغافقي الوندلسي قال كلهم قرأت به وقرأت به على الشيخ الامام ابي الحسن علي بن محمد بن هذيل البكسي قال قرأت به وتلوت
به على ابي داود سليمان بن فحاح قال قرأت به وتلوت به على مؤلفه الامام ابي عمر الداني. قال الجرجاني وهذا على اسناد يوجب اليقينة في الدنيا متصلا واحصوا
هذا الاسناد بتسلسل التلاوة والقرآن والسماع مني الى المؤلف كلهم علماء ائمة ضابطون. قال الداني في كتاب التيسير قرأت القرآن كله برواية حفص على
ابي الحسن طاهر بن غلبون المقرئ قال قرأت بها على ابي الحسن علي بن محمد بن صالح الهاشمي الضرير المقرئ بالبصرة. قال قرأت بها على ابي العباس احمد بن
سهيل الاثني قال قرأت بها على ابي محمد عبيد بن الصباح. قال قرأت على حفص قال قرأت على عاصم. قال الداني واخذ عاصم القرآن عن ابي عبد الرحمن
عبيد بن حميد السلمي وعن زكريا بن حبيش اما ابو عبد الرحمن فعن عثمان بن عفان وعلي بن ابي طالب وابي بن كعب وزيد بن ثابت وعبد الله بن مسعود عن
الذي صلى الله عليه وآله وسلم واخذ زكريا عن عثمان بن عفان وابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم راى عبد الله بن الشيطان الرحيم في كتابهم
سجلا از شيطان را مره شده

والحمد لله والشكر له كما ديهنا فتح الرحمن از امام ولي الدين عبد الرحيم دهلوي قدس سره تبصيح ونجزة عبقرو فقير سجاد بخاري با تمام رسيد. اين نسخه صحيحه از مقابل دو
نسخه قديمه ظهور آمديكي آنكه در صدر قرآن مجيد همراه اوليه ثلثه در مطبع اسلامي واقع ببلده مدراس تبصيح مولوي حافظ محمد عثمان و مولوي حاجي محمد نظام الدين حاجي
سيد عبد القادر قادري المعروف به قادر بادشاه بجليه طباعت آراسته شده ناز طباعت روز يكشنبه دوم ماه شوال سنه بجزار و دوليت و شصت و نه و افتتاه
در ليست و دوم ماه جمادى الاولى سنه هفتاد و سه بعامه بجزار و دوليت از هجرت نبويه على صاحبها الصلوة والرحمة دوم آنكه همراه قرآن مجيد ترجمه بدو ترجمه با تمام
محمد باشم در مطبع هاشمي در سنه هشتاد و پنج بعامه بجزار و دوليت از هجرت خيراتيه بجليه الصلوة والرحمة بجزار و طباعت متخلى گشت. در حواشي اول به اسلاميه و ثانی به
هاشميه ياد کرده شد. الحمد لله وسلاوة على عباده الذين اصطفى